بسم اللہ الرحمن الرحیم

آسمانی

قوانین سے اعراض

”انسانوں کے بنائے ہوئے شیطانی جمہوری طاغوتی قوانین کی اتباع کفر اور ارتداد ہے“

قرآن وسنت اور ائمہ نجد، آل الشیخ رحمۃ اللہ علیہم کے فتاوی کی روشنی میں

مؤلف

فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمن عبداللہ عمر الاثری حفظہ اللہ

مترجم

فضیلۃ الشیخ ابو جنید حفظہ اللہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.tk

email: info@muwahideen.tk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق المبین و الحبل المدید المتین، الذی من اعتصم بہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقٰی و کان الناجین و من اعرض عنہ ولم یرفع لہ رأساً فقد خاب و خسر ذلك الا بعد الاشقی و کان من النادمین الندامۃ الکبریٰ الداعین علی انفسھم بالویل و الثبور حیث لاینفع ندم و لا آنین و الصلاۃ و السلام علی محمد الذی جاءِ نا من ربہ بتلك الشریعۃ الوافیۃ الکافیۃ الشافیۃ الناجیۃ النافعۃ الجامعۃ المانعۃ المغنیۃ الغنی التام عن جمیع الشرائع و القوانین وعلی آلہ و اصحابہ و احبابہ و احزابہ الذین جاھدوا و الذین یجاھدون فی نصر دین اللّٰہ و اعلاء کلمۃ اللّٰہ جمیع المعارضین و المضادین من المشرکین و المارقین و المنافقین المعاندین المحادین المشاقین الجمھوریین للّٰہ و لرسولہ الصادق المصدوق الامین۔امابعد:

موجودہ دور فتنوں کا دور ہے شہروں اور دیہاتوں میں جہالت پھیل چکی ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا وہ علم جو ہر قسم کے شر سے پاک ہے جو ہدایت کا ذریعہ ہے اسے پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور لوگوں نے جہالت، کفر، شرک اور جمہوریت کی راہ اختیار کر لی ہے قوانین الٰہی کو ترک کر دیا گیا ہے اور انگریز اور کفار کے قوانین مسلمانوں کے ہاں رائج ہیں نام نہاد مسلمانوں نے شریعت محمدی کو بے فائدہ سمجھ کر پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے اسے ضائع کر دیا ہے اب صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔قرآن وحدیث کے علوم کی جگہ انہوں نے سیاسی منطقی علوم اپنا لیے ہیں اسکول اور یورنیورسٹیاں قرآن وسنت کے مقابل آ کھڑی ہیں اور پھر بھی ان لوگوں کو خوش فہمی ہے کہ یہ اچھے اعمال کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت

یہ ہے کہ یہ بہت بڑے خسارے سے دوچار ہیں ان کے اعمال دنیا میں ہی برباد وضائع ہوگئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے دل اب طاغوتی اندھیروں میں اندھے ہوگئے ہیں ہمارے علماء اور عوام سب جمہوری طاغوتی بن گئے ہیں عوام الناس بھی طاغوت اور جمہوریت کے سیلاب میں بہہ گئے ہیں ان پر بشری شیطانی قوانین مسلط ہیں اور انہوں نے وحی آسمانی اور قانون الٰہی کو ترک کردیا ہے اور نام نہاد کلمہ گو اس کو پھر بھی ترقی کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ بربادی اور رسوائی ہے اللہ ورسول ﷺ کے قانون کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے مسلمانوں پر صلیبی کفار یا ان کے حمایت یافتہ مرتد حکمران ان پر مسلط کردیے گئے ہیں۔ آج ہر مسلمان کفریہ قانون کا محتاج بنا ہوا ہے کوئی اپنے فیصلے اس کے پاس لیجاتا ہے کوئی اس کی تعریفیں کرتا ہے اس کے لیے مختلف نام بھی رکھ دیے گئے ہیں کوئی اسے اسلامی جمہوریہ کہتا ہے کوئی اسے شرعی عدالت کبھی اسے حقوق (کا محافظ) خیال کرتا ہے اس طرح کے جتنے بھی نام رکھے جائیں سب دھوکہ وفریب یہ شرعی منہج سے الگ راستہ ہے جس میں اسلامی حقوق ضائع ہوتے ہیں۔ ہم مسلمان بھائیوں کو متوجہ کرنا چاہتے ہی اس بات کی طرف کہ ہم نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے اور کفار کے ان قوانین پر عمل پیرا ہو چکے ہیں جو انہوں نے اللہ کی شریعت کے مقابل بنا رکھے ہیں ہم سب کلمہ گو مسلمان ہیں مگر ہم اللہ ورسول ﷺ کے احکام کے بجائے کفار کے قوانین کو پسند کرتے ہیں اگر ہماری اس طرح کی عقلیں ہیں تو یہ کسی کام کی نہیں اس لیے کہ جو عقل اللہ احکم الحاکمین (بہترین حکم کرنے والے اللہ) کے قوانین کو چھوڑ کر ظالم اور جاہل انسانوں کے قوانین کو اپنائیں ایسی عقلوں پر ماتم کیا جانا چاہیے۔ ہماری مثال اس زنبور کی سی ہے جو مشک وعنبر کی خوشبو سے تکلیف وکراہیت محسوس کرتا ہے اور گندگی وغلاظت میں خوش وخرم رہتا ہے افسوس ہے اس طرح کی عقل پر۔ جب ہم نے سالہا سال تک یہ دیکھا کہ لوگوں کی یہ حالت ہے اور علماء ومشائخ نے اس پر خاموشی اختیار کررکھی ہے بلکہ بعض علماء تو خود جمہوریت کے سیلاب میں بہہ گئے ہیں جن کی وجہ سے عوام الناس بھی اضطراب وتردد میں مبتلا ہیں لہٰذا میں نے سوچا کہ لوگوں کے سامنے جمہوریت ، طاغوت اور پارلیمان (اسمبلی) میں

جانے کا کفر واضح کردوں تاکہ میں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوسکوں اور عوام الناس بھی شری شیطانی قوانین سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔

فصل: انسان کی پیدائش کی وجہ؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ(المومنون:۱۱۵)

کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے؟۔

دوسری جگہ فرمان ہے:

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی(القیامۃ:۳۶)

کیا انسان سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کیا اسے ثواب وعذاب نہیں دیا جائے گا؟ معلوم یہ ہوا کہ اللہ نے انسان کو امر ونہی کے لیے پیدا کیا ہے کہ ان کی پابندی دنیا میں کرے گا اور آخرت میں جزاء وسزاء پائے گا۔

اللہ کا فرمان ہے:

وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ(الذاریات:۵۶)

اور میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اور قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرنا بھی عبادت ہے صرف نماز روزہ عبادت نہیں ہے۔

لوگوں کو شریعت الٰہی کی ضرورت ہر چیز سے زیادہ ہے

جب یہ ثابت ہوا کہ لوگوں (مسلمانوں) کی کمزوری کا سبب اللہ کی شریعت کو چھوڑنا اور کفار کے قانون کو اپنانا ہے تو معلوم یہ ہوا کہ لوگوں کو شریعت الٰہی کی ضرورت دیگر تمام چیزوں کی بنسبت زیادہ ہے بلکہ علم طب سے زیادہ ضروری شریعت ہے اس لیے کہ اکثر لوگ بغیر طبیب وڈاکٹر کے بھی زندہ رہتے ہیں

بعض گاؤں دیہاتوں میں ڈاکٹر ،طبیب نہیں ہوتے ۔مگر شریعت ہر جگہ ضروری ولازمی ہے اس لیے کہ اسی پر اللہ کی رضامندی وناراضگی کا دارومدار ہے اور خاص کر انسانوں کے اختیاری حرکات کی بنیاد وحی پر ہے جبکہ ڈاکٹر اور طبیب کے نہ ہونے سے جسمانی زندگی کو نقصان پہنچتا ہے مگر شریعت الٰہی کے نہ ہونے سے روح اور دل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے جو ابدی ہلاکت کا سبب ہے۔

لفظ شریعت

اکثر لوگ شریعت کا لفظ استعمال کرتے ہیں مگر کچھ تو اس سے مراد فقہ حنفی لیتے ہیں کوئی فقہ شافعی ،کوئی فقہ جعفری کوئی فقہ حنبلی اور کوئی فقہ مالکی مراد لیتا ہے۔لیکن شریعت الٰہی صرف وہ ہے جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب وسنت ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے ہیں اس شریعت کا نہ ماننا کفر ہے اور جو شریعت ائمہ کی آراء واقوال سے مرکب ہے تو وہ شریعت نہیں ہے بلکہ وہ ان کا اجتہاد ہے اسے کتاب وسنت کے معیار پر پرکھا جائے گا اگر قرآن وسنت کے موافق ہے تو بہت بہتر ورنہ قابل رد ہے۔

دینِ اسلام

دین اسلام اول تا آخر انبیاء کا دین ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ وَ هُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (آل عمران:۸۵)

جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دین اختیار کیا تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

یہ آیت عام ہے ہر زمانے اور ہر جگہ کے لیے نوح ،ابراہیم ،یعقوب، اسباط ،موسیٰ ،عیسیٰ اور حواریین علیہم السلام وغیرہ سب کا ایک ہی دین ہے جو اسلام ہے جس سے مراد اللہ کی عبادت ظاہری وباطنی طور پر بجالانا اور غیر کی کوئی بات (بطور شریعت) قبول نہ کرنا۔دین سب کا ایک ہے البتہ شرائع مختلف

ہیں۔ اللہ اپنے رسول ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ، اِنَّهُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْکَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ(الجاثیة:۱۷-۱۹)

پھر ہم نے آپ (ﷺ) کو اس امر میں سے ایک شریعت پر پابند رکھا لہٰذا اس کی تابعداری کرتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو لاعلم و جاہل ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں آپ کی کفایت نہیں کر سکتے اور ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ایمان کے حقائق اور اسلامی شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے ان کی تشریح ہمارے سامنے کر دی۔ اب اس آسمانی قوانین سے اعراض اور انسانوں کے بنائے ہوئے شیطانی جمہوری طاغوتی قوانین کی اتباع کفر اور ارتداد ہے اس لیے کہ آسمانی دین کو بشری قوانین کی خاطر چھوڑ دینا اللہ کے قوانین سے استہزاء کرنا ہے جو کہ رسوائی اور ذلت کا سبب ہے بلکہ نعمت کی بہت بڑی ناشکری ہے۔ کفار کے وضع کردہ قوانین کو پسند کرنا، اپنانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی شریعت سے دشمنی و خیانت ہے اور اس کے بہت سے نقصانات بھی ہیں جن کا ذکر آگے چل کر ہوگا۔

اللہ کے قوانین کو بدلنا اور کفریہ قوانین کو پسند کرنا کفر ہے

اللہ کا فرمان ہے:

① **وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا**(الانعام:۷۰)

ان لوگوں کو رہنے دیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور انہیں دنیاوی زندگی

نے دھوکے میں ڈالا ہے۔

② اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَ بِئْسَ الْقَرَارُ (ابراھیم:۲۹)

کیا آپ (ﷺ) نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل ڈالا اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا جو کہ جہنم ہے جس میں یہ داخل ہوں گے اور وہ رہنے کے لیے بہت بری جگہ ہے۔

③ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللهُ (الشوریٰ:۲۱)

کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے شریعت بنا رکھی ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی۔

④ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۵)

جس نے ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول (ﷺ) کی مخالفت کی اور مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر کسی اور راستے کو اختیار کر لیا ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھرے گا اور اسے جہنم میں داخل کر دیں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

⑤ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال:۱۳)

جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اس کے لیے سخت عذاب ہے۔

⑥ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ (المجادلة:۲۰)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کرتے ہیں یہ لوگ بہت ذلیل (اور کمتر) ہیں۔

⑦ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ (التوبة:۶۳)

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

⑧ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ(المائدة:۳۳)

ان لوگوں کی سزاء جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں (سزا یہ ہے کہ) انہیں قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے مخالف ہاتھ پیر کاٹ دیے جائیں یا ملک بدر کیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

جب یہ سزا ان لوگوں کے لیے ہے جو باغی ہوں اور امام کی اطاعت سے خارج ہوں تو ان مرتد حکام اور ان کے تابعداروں کا کیا حکم ہوگا جو اپنے خود ساختہ دستور اور رسم و رواج کے تابع ہیں یا جو یہود و نصاریٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے تابع ہیں کیا یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت نہیں ہے۔

⑨ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَخُوۡنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ وَ تَخُوۡنُوۡۤا اَمٰنٰتِکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ(الانفال:۲۷)

ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔

⑩ وَ مَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَہٗ شَیۡطٰنًا فَہُوَ لَہٗ قَرِیۡنٌ، وَ اِنَّہُمۡ لَیَصُدُّوۡنَہُمۡ عَنِ السَّبِیۡلِ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ(الزخرف:۳۶-۳۷)

اور جس نے رحمان کے ذکر (دین) سے آنکھیں بند کرلیں ہم اس کے پیچھے شیطان لگا دیتے ہیں جو اس کا ساتھی ہوتا ہے اور یہ راستے سے انہیں روکتے ہیں حالانکہ ان کا خیال ہے کہ یہ

ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ جس کا ساتھی شیطان ہو وہ اسے گمراہ کرتا ہے اس لیے کہ اس نے قانون الٰہی سے روگردانی کی ہے اور بشری قوانین کو اپنایا ہوا ہے یہ اللہ کی طرف سے ایک عذاب ہے کہ اسے رحمان کے راستے سے روک کر شیطان کا ساتھی بنا دیا گیا ہے یہ بعد میں افسوس کرے گا کہ:

یٰلَیۡتَ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ فَبِئۡسَ الۡقَرِیۡن(الزخرف:۳۸)

کاش میرے اور تمہارے درمیان مشرق ومغرب جتنی دوری ہوتی یہ بہت برا ساتھی ہے۔

یہ آیت اس بات پر صریح دلیل ہے کہ جس نے اللہ کی وحی سے روگردانی کی وہ قیامت کے دن اسی طرح افسوس کرتا رہے گا۔

⑪ **وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَہٗ**(الطلاق:۱)

جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا وہ لوگ ظالم ہیں۔

⑫ **وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡن**(البقرہ:۲۲۹)

جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے خود پر ظلم کیا۔

⑬ **وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ**(المائدۃ:٤٤)

جو اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔

⑭ **وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ**(المائدۃ:٤٥)

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔

⑮ **وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُم الۡفٰسِقُوۡنَ**(المائدۃ:٤٧)

جو اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ نافرمان فاسق ہیں۔

⑯ **اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّھُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡٓا اِلَی الطَّاغُوۡتِ وَ قَدۡ اُمِرُوۡٓا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِہٖ وَ یُرِیۡدُ**

الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلاً بَعِیْدًا، وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا(النساء: ٦٠)

کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جن کا خیال ہے کہ وہ ایمان لائے ہیں اس پر جو آپ کی طرف نازل ہوئی ہے اوراس پر جو آپ سے پہلے نازل ہوئی اور چاہتے ہیں کہ فیصلہ طاغوت کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکارکریں اورشیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال دے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤاس کی طرف جواللہ نے نازل کیا ہے اوررسول ﷺ کی طرف تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں۔

اس آیت کے تحت محققین نے لکھا ہے کہ طاغوت ہراس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنی حد سے تجاوز کرجائے چاہے(وہ چیز) معبود ہویا متبوع یا جس کی اطاعت کی جاتی ہو۔ ہرقوم کا طاغوت وہ ہے جس کے پاس وہ اللہ ورسول ﷺ کو چھوڑ کر اپنے فیصلے لیجاتے ہوں۔ یا اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہوں یا آنکھیں بندکر کے اس کی پیروی کرتے ہوں یااس کی اطاعت کرتے ہوں ایسے امورمیں کہ انہیں معلوم نہیں کہ یہ اللہ کی اطاعت ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اگرہم دنیا کے طاغوتوں پرغورکریں اورلوگوں کی حالت دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ اکثر لوگ اللہ کی عبادت سے منحرف اورطاغوت کی عبادت میں منہمک ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے نکل گئے ہیں اور طاغوت کی اطاعت میں مبتلا ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ نہیں اپنایا جو کہ کامیاب اورنجات یافتہ تھے بلکہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی ہے(اعلام الموقعین)

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر مذکورہ آیت کے علاوہ اورکوئی توبیخ وزجر کی آیت نہ بھی ہوتو کفریہ قوانین کی اتباع کرنے والوں کے لیے یہی آیت کافی تھی بلکہ پورا قرآن ہی اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ اللہ کے

نازل کردہ دین کے مطابق فیصلے اور حکومت کرو اور غیر اللہ کے دین کو مت اپناؤ یہ دعوت کہیں صراحتاً ہے کہیں اشارۃً اسی قانونِ (الٰہی) کے نفاذ کے لیے مجاہدین جہاد میں مصروف ہیں تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔

کفریہ قوانین، آئین یا جرگے سے فیصلے کروانا کفر ہے

① اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَۃَ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِیْلَ(النساء:٤٤)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا حصہ دیا گیا وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ سے بھٹک جاؤ۔

اس آیت میں کتاب اللہ سے مخالفت کو گمراہی قرار دیا گیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے پاس فیصلے لیجانا کفر اور گمراہی ہے۔

② اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللہِ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ وَ ھُمْ مُّعْرِضُوْنَ(آل عمران:٢٣)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا انہیں بلایا جاتا ہے کتاب اللہ کی طرف کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے مگر ان میں سے پھر ایک گروہ منہ موڑ لیتا ہے اور یہ (فیصلے سے) انحراف کرنے والے ہیں۔

③ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ (النساء:٥١)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے وہ ایمان لاتے ہیں منتر اور طاغوت پر (یقین رکھتے ہیں ان پر)۔

آیت اس بات پر دلیل ہے کہ غیر اللہ کے پاس فیصلے لیجانا اس پر ایمان لانا ہے اور یہ اللہ کے

ساتھ کفر ہے۔

④ **اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ اَبۡتَغِیۡ حَکَمًا وَّ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ اِلَیۡکُمُ الۡکِتٰبَ مُفَصَّلاً وَ الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰھُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ مِّنۡ رَّبِّکَ بِالۡحَقِّ فَلاَ تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ**(الانعام:١١٤)

کیا اللہ کے علاوہ میں کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں (چاہوں) حالانکہ اللہ کی ذات تو وہ ہے جس نے تفصیلی کتاب نازل کی ہے اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

⑤ **وَ یَرَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ھُوَ الۡحَقَّ وَ یَھۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ**(اسبا:٦)

وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی طرف جو کتاب نازل کی گئی ہے وہ حق ہے اور (اللہ) قابل تعریف غالب کی طرف راہ دکھاتی ہے۔

استدلال: ان دونوں آیتوں میں اللہ کی طرف سے نازل شدہ کو حق کہا گیا ہے اور فیصلے بھی اسی کی طرف لیجائے جائیں گے لہٰذا اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ یقینی طور پر باطل ہے۔

⑥ **﴿فَاِنۡ لَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یَتَّبِعُوۡنَ اَھۡوَآءَ ھُمۡ وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیۡرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ﴾**(قصص:٥٠)

اگر یہ لوگ آپ (ﷺ) کی بات کو قبول وتسلیم نہ کریں تو جان لیں کہ یہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کررہے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا

استدلال: اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے تیسری کوئی نہیں:

① اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے قوانین کوقبول کرنا۔

② یا اپنی خواہشات کی پیروی کرنا۔لہٰذا جوبھی قانون رسول ﷺ نہیں لائے اس کی اتباع خواہش کی پیروی ہےاور بے دینی ہے۔

⑦ **یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَاب**(ص:٢٦)

داوٗد ہم نے تمھیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا کرواور خواہشات کی پیروی مت کروورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے ہٹادیں گے جولوگ اللہ کی راہ سے گمراہ کرتے ہیں ان کے لیے شدید عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے حساب کادن بھلادیا ہے۔

استدلال: اس آیت میں اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ حق (قرآن وسنت) کے مطابق کیا جائے جووحی ہے اوررسول پرنازل ہوئی ہے دوسری طرف خواہشات ہیں جووحی کے مخالف ہیں۔

⑧ **وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ وَ مُھَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ ھُمْ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الْحَقِّ**

ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے حق کے ساتھ جواپنے سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اوان پرنگراں ہے آپ لوگوں کے درمیان اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ کریں اوران کی خواہشات کی پیروی نہ کریں حق کوچھوڑکر۔(المائدۃ:٤٨)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَھْوَآءَ ھُمْ سے مراد ان کا راستہ ان کے احکام یعنی ان کے احکام کی تابعداری نہ کریں۔

⑨ وَ اَنِ احۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَ ہُمۡ وَاحۡذَرۡہُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنُوۡکَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّصِیۡبَہُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِہِمۡ وَ اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ، اَفَحُکۡمَ الۡجَاہِلِیَّۃِ یَبۡغُوۡنَ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکۡمًا لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ (المائدۃ:۴۹)

اوران کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جواللہ نے نازل کیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں ان سے محتاط رہیں کہ آپ کو ہٹا نہ دیں بعض ان احکام سے جواللہ نے آپ پر نازل کیے ہیں اگر یہ لوگ پھر جائیں تو جان لو کہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو ان کے بعض گناہوں کی سزاء ملے اور اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں حالانکہ اللہ سے بہتر حکم کس کا ہے یقین کرنے والی قوم کے لیے۔؟

تنبیہ: اس آیت میں اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ قانون الٰہی کے مطابق کیا کریں اوران کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اس لیے کہ خواہشات کی پیروی میں اللہ کے نازل کردہ دین کی مخالفت ہے پھر رسول ﷺ کو خبردار کیا گیا ہے کہ محتاط رہیں کہ کہیں یہ لوگ آپ کو اپنے خودساختہ احکام کے فتنے میں نہ مبتلا کردیں پھر فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ ماانزل اللہ سے روگردانی کریں اور کفریہ قانون، دستوروآئین کو پسند کریں تو اللہ انہیں مصائب میں گرفتار کرلے گا۔ جیسا کہ آج کے دور میں نام نہاد کلمہ گو مسلمان مختلف مصائب کا شکار ہیں اس لیے کہ انہوں نے بھی ماانزل اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور کفریہ خودساختہ قانون پر چل رہے ہیں۔

⑩ ثُمَّ جَعَلۡنٰکَ عَلٰی شَرِیۡعَۃٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡہَا وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (الجاثیۃ:۱۸)

پھر ہم نے آپ (ﷺ) کو دین کے واضح راستے پر لگا دیا ہے آپ اس پر چلتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو نہیں جانتے۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں آپ کو کسی قسم کی

کفایت نہیں کر سکتے اور ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔

⑪ **كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ** (الاعراف: ۱-۲)

یہ کتاب جو آپ پر نازل کی گئی ہے آپ کے سینے میں اس سے تنگی نہیں ہونی چاہیے اس کے ذریعے سے آپ ڈرائیں اور مومنوں کے لیے نصیحت ہے۔

فائدہ: اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اتباع اس قانون کی کی جائے جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ اس کے علاوہ یعنی غیر ما انزل اللہ کی پیروی کی جائے لہٰذا یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جس نے بھی غیر اللہ کے قانون کی پیروی کی تو اس نے اللہ کے علاوہ اوروں کو تحلیل و تحریم کے لائق جانا اور یہ کفر ہے۔

⑫ **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا** (النساء: ۵۹)

ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اور تم میں سے جو اولی الامر ہوں (حکمران) اگر تم آپس میں اختلاف کرو کسی چیز میں تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

فائدہ: آیت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اطیعوا کا لفظ رسول ﷺ کے ساتھ دوبارہ ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت مستقل واجب اطاعت ہے ان کی بات کو کتاب اللہ پر پیش کیے بغیر مطلقاً واجب اطاعت ہے اسی لیے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ((الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معه)) مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی طرح۔ جبکہ مجتہدین اور علماء کی اتباع رسول ﷺ کی اطاعت کی پیروی کی صورت میں تبعاً کی جاتی ہے کہ اگر ان کا

قول رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ہوتو قابل قبول ہے ورنہ رد کردیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے:((لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق))خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔دسری جگہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:اطاعت معروف میں ہے یعنی شرعی اطاعت کی جائے گی جس کا معنی یہ ہے کہ اگر کسی کی بات مانی جائے گی تو وہ شرع کے ماتحت ہوگی ورنہ نہیں۔

⑬ **لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ**(النور:٦٣)

(رسول ﷺ) کی پکار کو آپس کی پکار کی طرح مت ٹھہراؤ۔اللہ ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو چپکے سے تم سے کھسک جاتے ہیں ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو اس (رسول ﷺ) کی بات کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں فتنہ یا دردناک عذاب پہنچ جائے گا۔

فائدہ: امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امر سے مراد محمد ﷺ کا طریقہ، سنت اور شریعت ہے مطلب یہ کہ جس نے رسول ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو قحط، مہنگائی، ظالم حکمران وغیرہ ان پر مسلط ہوجائیں گے جیسا کہ موجودہ دور میں مسلمانوں نے نبی ﷺ کی شریعت کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔اور آپ ﷺ کے قانون پر انگریز کے قوانین کو ترجیح دیتے ہیں اسی وجہ سے اللہ نے مسلمانوں کو ذلیل ورسوا کیا ہوا ہے اور کفار ان پر حکومت کررہے ہیں اپنا قانون نافذ کررہے ہیں۔

⑭ **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا**(النساء:٦٥)

تیرے رب کی قسم (اے محمد ﷺ) یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے اختلافی امور میں آپ ﷺ کو فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کرلیں اور پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں۔اسے ہمیشہ کے لیے تسلیم کرلیں۔

فائدہ :   اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نفس کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ لوگ محمد ﷺ کے قانون کو اپنے تمام مسئلوں میں نافذ نہ کردیں صرف فیصلہ نہیں بلکہ اس فیصلے سے دل میں تنگی بھی پیدا نہ ہونے دیں اور خوشدلی سے اس کو مان لیں تسلیم کرلیں۔ کیا موجودہ دور کے حکمران جو قوانین آئین اور دوسروں کے دستور کے تابع ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تابعداری پر مجبور کرتے ہیں کیا ان میں ایمان ہے؟ (یا ہو سکتا ہے؟)

⑮ **وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا**(الاحزاب:۳۷)

کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کوئی فیصلہ کریں اور پھر ان کا کوئی اختیار ہو اپنے معاملے میں اور جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ واضح گمراہی میں مبتلا ہے۔

اس آیت میں مومن مرد اور مومن عورتوں کو اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ و رسول کی ایک شریعت ہے اس شریعت کے مقابل کسی کا قانون یا دستور تسلیم کرنا نہیں اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ واضح گمراہی ہے چاہے لارڈ میکالے کا قانون ہو یا کسی اور کا۔

⑯ **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ**(الحجرات:۱)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے مت بڑھو اللہ سے ڈر جاؤ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

فائدہ :   بے دین لوگ طاغوتی اور جمہوری قانون کو اللہ کے قانون پر مقدم کرتے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ((لاتقولوا خلاف الکتاب والسنة)) کتاب وسنت کے خلاف مت بولو۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول ﷺ کے فیصلہ پر

کسی اور کا فیصلہ مت لاؤ۔

⑰ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ**(الحجرات:۲)

ایمان والو اپنی آوازیں رسول (ﷺ) کی آواز سے بلند مت کرو اور آپ (ﷺ) کے سامنے اس طرح اونچی آواز میں مت بولا کرو جیسا کہ آپس میں بولتے ہو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں معلوم بھی نہ ہوگا۔

اھم تنبیه: کوئی بھی صاحب عقل اگر اس آیت پر غور کر لے کہ جب رسول ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند رکھنا اعمال کی بربادی کا سبب ہے تو کیا کفر اور انگریز کے قانون یا جرگہ یا سیاست یا لوگوں کے خود ساختہ قوانین کو رسول ﷺ کے قوانین پر مقدم کرنا اعمال کی بربادی کا سبب نہیں ہے؟ جبکہ موجودہ حکمران جان بوجھ کر یہ کام کر رہے ہیں کبھی کہتے ہیں دین اسلام ظلم کا دین ہے۔ یہ لوگ اسلام کو مکمل دین اور قانون نہیں مانتے ان بے دین لوگوں کے کفر اور ان کے اعمال کی بربادی کا یہی سبب ہے۔

⑱ **ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ**

(محمد:۲۸)

یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین سے نفرت کی تو اس نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔

فائدہ: موجودہ دور کے وکیل، جج اور نام نہاد قاضی، مفتی اور سیاستدان اس آیت پر غور کر لیں کہ کیا یہ لوگ ایسے قانون کی تابعداری کر رہے ہیں جو اللہ کے غصے کا سبب ہے؟ یہ لوگ اللہ کے نازل کردہ دین سے نفرت کرتے ہیں یا نہیں؟ بلکہ اللہ کے نازل کردہ دین کا مذاق اڑاتے ہیں یا نہیں؟ کیا ان کے

اعمال برباد نہیں؟اس آیت کی رو سے یہ مرتد ہیں یا نہیں؟

⑳ **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْھَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ**(النور:٦٢)

بے شک مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے اور جب اس کے ساتھ کسی اجتماعی کام میں ہوتے ہیں تو آپ (ﷺ) کی اجازت کے بغیر نہیں جاتے۔

فائدہ: اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ دوسرے قانون کی طرف صرف رسول ﷺ کی اجازت سے جایا جا سکتا ہے۔کیا وہ لوگ جو کفریہ قوانین کے پاس اپنے فیصلے لیجاتے ہیں یا وہ حکمران، وکیل اور قاضی جو لوگوں کے درمیان فیصلے کفریہ قوانین کے مطابق کرتے ہیں کیا ان لوگوں کا ایمان باقی رہا ہے؟

㉑ **وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَ مَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ، وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ**(النور:٤٧-٤٨)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ مومن نہیں ہیں اور جب انہیں اللہ ورسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے ایک گروہ اعراض کرتا ہے۔

㉒ **وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ**(الزمر:٥٥)

اور تابعداری کرو اس بہتر (دین) کی جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں احساس بھی نہ ہو۔

وضاحت: اس آیت میں ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اس دین کی اتباع کریں جو بہتر ہے اور رب کی طرف سے نازل شدہ ہے یعنی قانون الٰہی۔ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے اب جو لوگ جان بوجھ کر اس کے مقابل کفریہ قانون لوگوں پر نافذ کرتے ہیں کیا وہ مسلمان ہیں؟ (مسلمان کہلا سکتے ہیں؟)

۲۳ **وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ**(الانبیاء: ۵۰)

یہ مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا کیا تم اسے اجنبی سمجھتے ہو؟۔

۲۴ **قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ**

(آل عمران: ۳۲)

کہہ دو کہ اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اگر یہ پھر جائیں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قانون سے روگردانی کرتے ہیں اور اپنے رسم ورواج آئین اور وضعی کفریہ قانون کو پسند کرتے ہیں یہ کفر ہے کیا اب بھی ان مرتدوں کے ارتداد میں شک باقی رہتا ہے؟

۲۵ **وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ**(الحشر: ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول (ﷺ) دے دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

خلاصہ: یہ مختصر سا نمونہ تھا ورنہ اس طرح کی بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اور قانون بنانا اسے پسند کرنا اسے لوگوں پر نافذ کرنا اس کے پاس فیصلے لیجانا کفر، ارتداد، ظلم، فسق، گمراہی اور دردناک عذاب کا سبب ہے۔

نصیحت: جو لوگ کفر اور اس کے قانون کو ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ کفار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے ان کے لیے صرف یہ دنیا ہے اس لیے کہ ان کی مثال چوپایوں

کی سی ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں لہٰذا میری درخواست ہے کہ اپنے اندر اللہ کا خوف پیدا کریں اور ان کفار کی تقلید سے گریز کریں اور جو دین اللہ نے محمد ﷺ کے ذریعے ہمیں دیا ہے اس کی مخالفت سے اجتناب کریں اس لیے کہ اس کی مخالفت میں ہلاکت اور بربادی ہے لہٰذا خود کو اس سے بچائیں مخالفت سے گویا یہ ثابت ہوتا ہے کہ شریعت میں ہر مسئلے کا کا حکم نہیں ہے یہ کفار کا غلط خیال ہے اور اللہ پر بہت بڑا بہتان ہے ورنہ دنیا کے ہر مسئلے کا حل قرآن وسنت میں حل موجود ہے اس لیے کہ یہ ﴿تبیانا لکل شیئ﴾ ہے ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس کا حل قرآن وسنت نے نہ پیش کیا ہو یہ ایسا دین ہے جو ہر جگہ اور ہر دور کے لیے کافی ہے۔

قانون کے لحاظ سے قرآن وسنت مکمل ہیں

① اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدة:۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا (چن لیا)۔

② مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (یوسف:۱۱۱)

یہ قرآن اپنی طرف سے بنائی گئی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ اپنے سے ماقبل کی تصدیق کے لیے نازل کیا گیا ہے اور ہر چیز کی وضاحت، ہدایت اور رحمت ہے مومن قوم کے لیے۔

فائدہ: جب قرآن مجید ہر چیز میں فیصلہ کن تفصیل دیتا ہے تو کیا آئین، دستور اور کفریہ قوانین کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

③ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى

لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ(النحل:۸۹)

اور ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب نازل کی ہے ہر چیز کی وضاحت کرنے کے لیے اور رحمت و خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔

④ **اَوَ لَمۡ یَکۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَرَحۡمَةً وَّ ذِکۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ**(العنکبوت:۵۱)

کیا ان کے لیے کافی نہیں کہ ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب نازل کی ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان لانے والی قوم کے لیے۔

فائدہ: آیت میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو قرآن کو دستور اور قانون نہیں مانتے یا اسے کافی نہیں سمجھتے۔

⑤ **کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ وَ اَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ**(البقرة:۲۱۳)

لوگ ایک گروہ تھے پس اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے اختلافی مسائل کا فیصلہ کرے۔

⑥ **وَ مَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِیۡهِ مِنۡ شَیۡءٍ فَحُکۡمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبِّیۡ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَ اِلَیۡهِ اُنِیۡبُ**(شوریٰ:۱۰)

اور جس چیز میں بھی تم اختلاف کرو تو اس کا حکم (فیصلہ) اللہ کے پاس لیجاؤ۔ یہی اللہ میرا رب ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

⑦ **فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا**(النساء:۵۹)

اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ

اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

فائدہ: مفسرین کہتے ہیں: اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب ہے کتاب اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانے سے مراد آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی ذات تھی اور آپ ﷺ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی سنت ہے آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات ہیں یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اگر کوئی تنازعہ واختلاف ہوگا تو اسے اللہ کے قانون کی طرف لوٹایا جائے گا اور آخر میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ اگر تمہارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہو تو تنازعات کے فیصلے قانون الٰہی کے مطابق کیا کرو اور اگر ایمان نہیں ہے تو کفریہ قوانین کے مطابق فیصلے کرتے رہو۔

⑧ **وَ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡکَ الۡکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ وَ هُدًی وَّ رَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ** (النحل:٦٤)

ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب صرف اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ (ﷺ) ان لوگوں کے لیے ان کے اختلافی مسائل کی وضاحت کریں اور یہ ہدایت ورحمت ہے ایمان لانے والی قوم کے لیے۔

خلاصہ

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ قانون ہونے کی حیثیت سے مکمل اور کافی ہیں کسی اور قانون، دستور اور آئین کے پاس فیصلہ لیجانا کفر ہے۔

مقننین (قانون بنانے والے) اور ان کی صفات

جب ہم الٰہ کا معنی جان لیں گے تو ہمیں یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ قانون بنانا صرف اللہ کی خصوصیت اور صفت ہے (حق ہے)۔

الٰہ: امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الالہ: اسے کہا جاتا ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس کے ڈر، بزرگی، محبت، خوف، توکل، اس سے سوال کرنے اس سے دعائیں مانگنے اور امید رکھنے کی وجہ سے اس کی معصیت نہیں کی جاتی۔ (اور یہ تمام صفات صرف اللہ میں پائی جاتی ہیں) لہٰذا اللہ کے علاوہ کوئی اس کے لائق نہیں کہ اسے اللہ کی ان خصوصیات میں شریک کیا جائے اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' اخلاص کے ساتھ نہیں پڑھا اور اس میں مخلوق کی عبودیت پائی جاتی ہے۔(قرة العيون الموحدين: ٢٥، والكفر بالطاغوت: ٢٣)

اللہ تعالیٰ کی خصوصیات

پہلی خصوصیت اللہ کی یہ ہے کہ فیصلہ صرف اسی کا مانا جائے گا۔

اللہ کا فرمان ہے:

① اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ(الاعراف: ٥٤)

پیدا کرنا اور حکم کرنا اللہ کے اختیار میں ہے بابرکت ہے وہ جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

② اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ(الانعام: ٥٧)

حکم صرف اللہ کا ہے وہ حق بیان کرتا ہے اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

③ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ(يوسف: ٤٠)

حکم صرف اللہ کا ہے اس کا حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔

④ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ(الانعام: ٦٢)

اسی کے پاس اختیار ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

⑤ وَّ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا(الكهف: ٢٦)

وہ اپنے اختیار میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

⑥ وَهُوَاَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ ، خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ(هود:٤٥،يوسف:٦٤)

وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے،سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

⑦ وَ اللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ(غافر:٢٠)

اور اللہ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے ۔ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

دوسری صفت:﴿ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (مومن:١٩)﴾ ’’وہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں میں چھپی باتوں کو جانتا ہے‘‘۔ان کے علاوہ بھی اللہ کی صفات ہیں ہم نے اختصار سے کام لیا ہے ان صفات میں سے ایک صفت شریعت بنانا بھی ہے اس لیے اس کی شریعت مکمل طور پر خیر، رحمت، عدل،حکمت اور دنیا وآخرت کی مصلحت پر مبنی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(الانعام:١٢٢)

جو مردہ ہو اور ہم نے اسے زندہ کیا اس کے لیے نور فراہم کیا جس کی روشنی میں وہ چلتا ہے لوگوں میں کیا یہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھیروں میں ہے ان سے نکل نہیں سکتا اسی طرح کافروں کے لیے ان کے اعمال مزین کیے گئے ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے شریعت کو نور، رحمت،شفاء اور ہدایت کہا ہے۔مذکورہ صفات شریعت بنانے والے کی ہیں کیا ان مرتد، طاغوتی،نجس لوگوں کی جو اساسی قانون اور کفریہ آئین بناتے ہیں ان میں یہ صفات ہیں؟ یا یہ لوگ ان صفات کے مستحق ہیں؟

شریعت محمدی ﷺ چھ ﴿6﴾ مصلحتوں کی محافظ ہے

کفری قانون یا آئین یا کوئی اور دستور انسانوں کی ایک مصلحت کو بھی پورا نہیں کرسکتا جبکہ شریعت محمدی ﷺ چھ مصلحتوں کی حفاظت کے لیے آئی ہے اوران کی حفاظت کرتی ہے۔

① حفظ دین: دین کی حفاظت شریعت سے ہوتی ہے اسی لیے ہر مسلمان پر شریعت کا علم فرض کیا گیا ہے عام مسلمان پر فرض کفایہ ہے۔

❶ عام لوگوں کے لیے مسائل ومشکلات میں علماء سے رجوع کرنا ہے۔

❷ مسلمانوں کے لیے ایک خلیفہ کا تقرر تاکہ وہ شرعی احکام نافذ کرے خلیفہ کا پہلا فرض اور ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دین کی حفاظت کرے اور اسے اصول وقواعد پر قائم رکھے۔

❸ اسلام کی طرف دعوت دینا۔

❹ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنا۔

❺ جہاد فی سبیل اللہ جوکہ کفار کے ساتھ دفاعی یا طلبی قتال کا نام ہے اسے قائم کرنا اور یا ولاء وبراء کے قواعد کا خیال کرنا کہ کوئی کافر، منافق اور بدعتی عام مسلمانوں کے ساتھ خلط ہوکران کا دین خراب نہ کرے۔

❻ مرتد اور بے دین کو سزا دینا۔

② حفظ نفس: ایک اور اہم مصلحت جوکہ حفظ نفس ہے شریعت اس کا بھی تحفظ کرتی ہے۔ حفظ نفس کے لیے شریعت نے مندرجہ ذیل احکام دیے ہیں۔

❶ قتل عمد میں قصاص کو مشروع قرار دیا ہے۔﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ (البقرة:۱۷۹) تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔

❷ قتل خطاء میں دیت کو مشروع کیا۔

❸ حملہ آور دشمن سے دفاع کرنا۔

❹ امراض کا علاج کرنا اور خودکشی کو حرام قرار دینا۔

❺ ہر وہ چیز جو صحت کے لیے مضر ہے اسے حرام قرار دینا اور گندگی کھانے والے جانوروں کو حرام قرار دینا اس لیے کہ یہ صحت کے لیے مضر ہے۔

③ حفظِ عقل: شریعت محمدی ﷺ عقل کی بھی مکمل طور پر حفاظت کرتی ہے مثلاً شراب اور ہر قسم کی نشہ آور اشیاء کو حرام قرار دینا اس لیے کہ یہ جسم کے ساتھ عقل کو بھی خراب کرتی ہیں اس لیے شراب پینے والے پر حد جاری کی جاتی ہے اور شراب بنانے والے فروخت کرنے والے پینے والے سب ملعون قرار دیے گئے ہیں اس لیے یہ شراب پینے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ خلاصہ کلام کہ جس کو جو بھی چیز نقصان دیتی ہے شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

④ نسب (نسل) کی حفاظت: شریعت محمدی ﷺ نسب کی حفاظت کرتی ہے جبکہ طاغوتی اور کفری آئین نسب ختم کرنے والا ہے۔ نسب کی حفاظت کے لیے شریعت نے زنا حرام قرار دیا ہے اور اس کے لیے حد مقرر کی ہے (سزاء رکھی ہے) بلکہ زنا تک جانے والے ذرائع پر بھی پابندی لگائی ہے اس لیے شریعت نے شادی کی ترغیب دی ہے تاکہ لوگ زنا سے محفوظ رہیں اور نسب کی حفاظت ہو۔ عورتوں کے لیے بلند آواز منع ہے اور حجاب کا حکم ہے جبکہ مردوں کو بلا اجازت کسی کے ہاں جانے کی ممانعت ہے۔ غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں رہنے پر پابندی لگائی ہے (مطلقہ بیوہ) عورت پر عدت لازم کی ہے تاکہ بچے مشکوک قرار نہ پائیں کہ کون سے شوہر کے ہیں۔ جاہلیت کے دور میں عورتوں کے لیے عدت نہیں تھی جس طرح آج کل طاغوتی و جمہوری قوانین میں نہیں ہے۔

⑤ عزت کی حفاظت: شریعت محمدی ﷺ عزت و آبرو کی بھی حفاظت کرتی ہے۔ اسی لیے کسی پر زنا کی تہمت لگانے والا اگر چار گواہ نہ لا سکے تو اس پر قذف کی حد لگائی جائے گی۔ غیبت اور غلط القاب استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے یہ سب عزت کی حفاظت کے لیے ہے۔ حدیث میں آتا ہے تہمت

والی جگہوں سے دور رہا کرو یہ سب احکام عزت کی حفاظت کے لیے ہیں۔

⑥ مال کی حفاظت: شریعت محمدی ﷺ مال کی حفاظت کرتی ہے اس لیے چوری حرام قرار دی گئی ہے اور چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزاء دی جاتی ہے۔ سود کو حرام قرار دیا ہے اس لیے کہ اس کے ذریعے دوسروں کا مال باطل طریقے سے کھایا جاتا ہے۔ خرید و فروخت میں دھوکہ دینا بھی حرام کیا گیا ہے۔ اسی طرح غصب۔ حرام طریقے سے کمائی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ اور زکاۃ فرض ہے تاکہ ضرورت مند لوگ دوسروں کا مال غیر شرعی طریقہ پر لینے کی کوشش نہ کریں۔

خلاصہ

شریعت محمدی ﷺ دنیا و آخرت کے فائدے کے لیے اللہ نے نازل کی ہے لہٰذا یہ قیامت تک رہے گی۔ موجودہ دور کے مرتد حکمران اور طاغوتی و جمہوری سیاستدان جو دین اسلام کو ناقص کہتے ہیں کیا ان کے کفری قوانین میں ان چھ چیزوں کی حفاظت ہے؟ بلکہ ان کا نظام تو فساد، خرابی، ظلم، بربریت، تنگی اور مصائب سے پُر ہے دشمنی۔ عداوت اور ہلاکت کا نظام ہے ان مفاسد کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ طاغوتی نظام اسمبلی میں جانے اور جمہوریت کے کفر پر دلائل دینے سے پہلے طاغوت کی پہچان کرانی ضروری ہے کہ طاغوت کس کو کہتے ہیں اور اس کے مددگاروں کا کیا حکم ہے۔

طاغوت کا معنی اور اس کے مددگاروں کی پہچان

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کسی مومن کا ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا جب تک وہ طاغوت کا انکار نہ کردے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (البقرة:٢٥٦)﴾ ''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا''۔ یہ آیت لا الٰہ الا اللہ کی نفی و اثبات کی تفسیر ہے نفی کا معنی یہ ہے کہ ماسویٰ اللہ ہر چیز سے الوہیت کی نفی کرنا غیر اللہ کی عبادت کو باطل سمجھنا اس سے نفرت کرنا اور غیر اللہ کی عبادت کرنے

والوں کو کافر سمجھنا ان سے دشمنی رکھنا یہ ہے کفر بالطاغوت کا معنی، اور اثبات کا معنی یہ ہے کہ الوہیت صرف ایک اللہ کے ثابت ماننا عبادت کی تمام اقسام کو صرف اللہ کے لیے ماننا، ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جس نے بھی بتوں اور شریکوں اور جن کی بھی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے ان سب کو چھوڑ دیا اور اللہ ایک کو جانا اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی تو اس نے مضبوط کڑا تھام لیا یعنی وہ اپنے (دین کے) معاملے میں ثابت قدم رہا اور صراط مستقیم پر قائم رہا۔ طاغوت کا معنی ہے مضبوط و طاقتور شیطان اور یہ ہر برائی کو شامل ہے جو جاہلیت میں تھا یعنی بتوں کی عبادت ان کے پاس فیصلے لیجانا اور ان سے مدد مانگنا وغیرہ۔ (ابن کثیر: ۱/۳۱۱)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: طاغوت کہتے ہیں انسان کی شکل میں شیطان کو جس کے پاس لوگ فیصلے لیجاتے ہیں اور وہ ان کا صاحب معاملہ (حکمران) ہو۔ (الجامع: ۲/۵۹۲)

یعنی انسان کی صورت میں جب شیطان ہوتا ہے تو لوگ اس کے پاس فیصلے لیجاتے ہیں اور وہ ان کا سردار یا سربراہ ہوتا ہے۔

فائدہ: مجاہد رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطابق آج کل تمام جمہوری، طاغوتی اور کفری قانون ساز اس کا بہتر مصداق ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ (النساء: ۶۰)

کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل نازل ہونے والے پر ایمان لائے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فیصلہ طاغوت کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت عام ہے یہ ہر اس شخص کی مذمت کرتی ہے جو کتاب و سنت کے بجائے کسی اور کے پاس فیصلے لیجاتا ہے جو کہ باطل ہوتا ہے اور یہاں طاغوت سے

مراد یہی ہے۔(ابن کثیر:۱/۵۱۹)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :طاغوت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ اپنے حد سے تجاوز کر جائے چاہے اس چیز کو معبود بنا دیا جائے متبوع یا مطاع۔ ہر قوم کا طاغوت وہ ہے جس کے پاس وہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فیصلے لیجاتے ہیں یا اللہ کے علاوہ اس کی عبادت کرتے ہیں یا اللہ کے ہاں سے کسی بصیرت کے بغیر اس کی اطاعت کرتے ہیں یا اس کی اطاعت ان امور میں کرتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے کہ یہ اللہ کی اطاعت ہے تو یہ ہیں دنیا کے طاغوت جب تم ان میں اور لوگوں کی حالت میں غور کرو گے تو انہیں پاؤ گے کہ اکثر لوگ اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر طاغوت کی عبادت کی طرف جا چکے ہیں اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے طاغوت کے پاس فیصلے لیجاتے ہیں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو چھوڑ کر طاغوت کی اطاعت کرتے ہیں۔(اعلام الموقعین:۱/۵۰)

طواغیت کی اقسام

طواغیت کی اقسام تو بہت ہیں مگر ان میں بڑے طاغوت پانچ ہیں:

① **شیطان:** جو کہ غیر اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے یعنی اپنی عبادت کی طرف۔اس پر دلیل یہ آیت ہے:﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ(یسن:۶۰)﴾ ”اے بنی آدم کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

② **ظالم حکمران:** وہ ظالم حکمران جو اللہ کے احکام کو تبدیل کرتے ہیں۔

دلیل:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَ قَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ(النساء:۶۰)

کیا آپ (ﷺ) نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ آپ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) سے قبل نازل ہونے والے پر ایمان لائے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فیصلہ طاغوت کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں۔

③ جو شخص اللہ کے نازل کردہ دین کے بجائے کسی اور طریقے پر فیصلہ کرتا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدہ:٤٤)

جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ لوگ کافر ہیں۔

④ ﴿**عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا** (الجن:٢٦-٢٧)﴾ ''(وہ اللہ) غیب کا علم رکھتا ہے وہ غیب کی خبر کسی کو نہیں دیتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے پسند کرے وہ چلاتا ہے اس کے آگے پیچھے نگران ومحافظ۔''

⑤ وہ شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر راضی وخوش ہو:

وَ مَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء:٢٩)

اور جو ان میں سے کہتا ہے کہ میں اللہ کے علاوہ الٰہ ہوں تو اس کو ہم جہنم کی سزاء دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو سزاء دیتے ہیں۔

شیخ محمد حامد الفقی رحمہ اللہ طاغوت کی تعریف یوں کرتے ہیں: سلف کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''طاغوت ہر وہ چیز ہے جو بندے کو روکے اور پھیر دے اللہ کی عبادت سے دینی اخلاص اور اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت سے چاہے یہ جنات میں سے شیطان ہوں یا انسان، درخت یا پتھر وغیرہ سے یقینی طور پر اس میں وہ فیصلے بھی شامل ہیں جو ان قوانین کے مطابق کیے جاتے ہیں جن کا اسلام اور شریعت سے تعلق نہیں ہے انسان کے بنائے ہوئے تمام قوانین بھی اس میں شامل ہیں جن کے ذریعے جانوں، مالوں

اورعزتوں کے فیصلے کیے جاتے ہیں جیسے حدود کا قیام، سود، زنا، شراب وغیرہ کی حرمت کے احکام کو باطل کیا جاتا ہے۔ کہ انسانی قوانین نے ان مذکورہ ممنوعہ اشیاء کو جائز قرار دیدیا ہے بلکہ ان کے تحفظ کا ذمہ لیا ہے یہ قوانین اوران کو نافذ کرنے والے دونوں طاغوت ہیں اوران کی ترویج کرنے والی ہر وہ کتاب جسے انسانی عقل نے اس لیے وضع کی ہوتا کہ رسول ﷺ کے لائے ہوئے حق سے اس کے ذریعے پھیرا جاسکے چاہے یہ کام قصداً کیا گیا ہو یا بغیر قصد کے اس کو وضع کرنے والا طاغوت ہے۔(فتح المجید ص:۲۷۸ کا حاشیہ)

خلاصہ

کتاب وسنت کے نصوص میں جب غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ طاغوت کی دو قسمیں ہیں باقی قسمیں ان دو میں داخل ہیں:

① **طاغوت عبادت**

② **طاغوت حکم**

طاغوت عبادت: اس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مقام پر آیا ہے:

وَ الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا(الزمر:۱۷)

وہ لوگ جو طاغوت کی عبادت سے اجتناب کرتے ہیں۔

اس میں انسان وشیطان، زندہ مردہ، حیوان جمادات، پتھر درخت، ستارے سب شامل ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ طاغوت تو وہی ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے مگر اس کے ساتھ ایک قید لگانا ضروری ہے وہ یہ کہ وہ اس عبادت سے راضی ہوتا کہ عیسیٰ علیہ السلام یا دیگر انبیاء علیہم السلام جن کی عبادت کی گئی یا فرشتے اور صالحین اس میں سے نکل جائیں اس لیے کہ وہ اپنی عبادت پر راضی نہیں ہوتے۔

طاغوتِ حکم: اس کا ذکر بھی بہت سی آیات میں آیا ہے: ﴿**يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْآ اِلَى**

الطَّاغُوْتِ﴾ ''یہ چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لیجائیں۔'' یہاں طاغوت اللہ کے علاوہ ہر چیز ہے جو اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور طریقے پر فیصلہ کرتا ہو چاہے وہ قاضی ہو، دستور ہو، لوگوں کا بنایا ہوا قانون ہو یا حکمران ہو سب اس میں شامل ہیں۔ مشہور فتاویٰ اللجنۃ الدائمہ نے بھی طاغوت کا یہی معنیٰ کیا ہے: ''آیت میں مذکور طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے پھیر کر فیصلہ کسی اور کی طرف لیجائے چاہے وہ نظام ہو قانون ہو، رسم ورواج اور عادات وتقالید ہوں یا قبائل کے سردار ہوں کہ لوگوں کے درمیان ان مذکورہ طریقوں میں سے کسی کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہو۔ یا جماعت کے امیر و پارٹی کے سربراہ یا کاہن کی رائے کو فیصلہ کن مانا جاتا ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ نظام جو اس لیے وضع کیا گیا ہو کہ وہ اللہ کی شریعت کے مقابل ہو اور اس کے پاس فیصلے لیجائے جاتے ہوں سب طاغوت کے معنیٰ میں شامل ہیں۔'' (فتاویٰ اللجنة الدائمة : ١/٥٤٢)

خلاصہ

جب یہ ثابت ہو گیا کہ طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کے پاس فیصلے لیجاتے ہوں مثلاً تھانہ، تحصیل، جرگہ، زعماء، تنظیم کے سربراہ، قانون کے ماہرین، جمہوری قانون اور دستور جب ان میں قرآن وسنت کے مطابق فیصلے نہ ہوتے ہوں تو یہ طاغوت ہے ان کے فیصلے کفر ہیں اور ان کے پاس جانے والے کافر ہیں اب ہم یہ ثابت کریں گے کہ ان عدالتوں میں فیصلے لیجانا ان پر ایمان لانا ہے اور یہ اللہ و رسول ﷺ اور یوم آخرت کے ساتھ کفر ہے۔

فصل: طاغوت کے پاس فیصلے لیجانا اس پر ایمان لانا ہے

① اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ''کیا آپ ﷺ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ آپ

(ﷺ)اور آپ (ﷺ) سے قبل نازل ہونے والے (دین) پر ایمان لائے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں۔شیطان انہیں دور کی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے۔''

استدلال: جب اللہ عبادت کا تذکرہ کرتا ہے اور اس کے بعد صنم،وثن یا طاغوت کا ذکر کرکے اس کے انکار اور اس سے اجتناب کا حکم کرتا ہے تو وہ عمل خالص اللہ کے لیے عبادت ہوتا ہے اور جو لوگ عبادت غیر اللہ کی طرف لیجاتے ہیں وہ شرک اکبر کے مرتکب ہوتے ہیں۔

امام سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ طاغوت یعنی قرآن وسنت کے علاوہ جو کچھ ہے اس کے پاس فیصلہ نہ لیجانا اسے ترک کرنا یہ فرائض میں سے ہے اور ان کے پاس فیصلہ لیجانے والا نہ مومن ہے نہ ہی مسلمان۔(تیسیر العزیز الحمید:٤١٩)

دوسرا استدلال: جو لوگ اس آیت کے بیان کے مطابق طاغوت کے پاس فیصلہ لیجائے اور ہم اس کو کافر نہ مانیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ پر ایمان لانے والا ہوا یہ اس آیت کی صریح خلاف ورزی ہے یا اگر ہم کفر بالطاغوت نہ کریں تو پھر طاغوت پر ایمان لائیں؟

علامہ جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ طاغوت پر ایمان اللہ کے ساتھ کفر ہے اور کفر بالطاغوت اللہ پر ایمان ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہم اللہ فرماتے ہیں:طاغوت کی طرف فیصلہ لیجانا اس پر ایمان لانا ہے۔(فتح المجید:٣٤٥)اس لیے کہ فیصلہ لیجانا ایمان لانا ہی ہے۔

تیسرا استدلال: آیت میں ہے کہ شیطان انہیں دور کی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے ایک آیت میں شرک کو دور کی گمراہی کہا گیا ہے۔

① **وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا** ''جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ دور کی گمراہی میں گمراہ ہوا'' (النساء:١١٦) نتیجہ یہ نکلا کہ جس نے غیر اللہ کو پکارا تو اس نے شرک کیا اور وہ

مشرک بن گیا۔اسی طرح جو شخص اللہ و رسول ﷺ کی شریعت کے علاوہ فیصلہ کہیں اور لے گیا تو یہ بھی دور کی گمراہی میں چلا گیا اس لیے کہ غیر اللہ کے پاس فیصلہ لیجانا شرک ہے۔

② اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ''فیصلہ واختیار صرف اللہ کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو یہ قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (یوسف:٤٠)

استدلال: اس آیت میں اللہ نے یہ بتلایا ہے کہ حکم وفیصلہ صرف شریعت کے احکام پر ہوگا یہ توحید ربوبیت کہلاتا ہے اس لیے یہ حکم صادر کرنا شریعت دینا یہ اللہ کا اختیار ہے اس کے لیے خاص ہے جیسا کہ اس کا خالق، رازق، نافع، ضار، مشکل کشا وغیرہ صفات ہیں اوران پر ایمان لانا لازم ہے۔اسی طرح حکم وفیصلہ بھی اس کی خاص صفت ہے اس پر بھی ایمان لانا لازم ہے)یعنی انسان ہر فیصلہ اللہ کی شریعت کے پاس لائے گا غیر اللہ کے پاس لیجانا شرک ہے جب الوہیت میں شرک کرلیا تو پھر ربوبیت پر ایمان اور اس کے اقرار کا کیا فائدہ۔اس لیے کہ اللہ کا اختیار اور فعل ہے احکام شرعیہ صادر کرنا اور بندے کا کام ہے ان احکام کے پاس فیصلہ لیجانا۔جیسا کہ رزق پیدا کرنا اللہ کا کام ہے مگر دعا کرنا رزق کے لیے یہ بندے کا کام ہے اگر بندہ غیر اللہ سے رزق طلب کرے گا تو یہ شرک اکبر ہوگا اسی طرح غیر اللہ کے پاس فیصلہ لیجانے سے بھی آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

③ صحیح بخاری ومسلم میں حدیث ہے: رسول ﷺ جب رات کو نماز پڑھتے تو یہ دعا کرتے تھے:

((اللهم لك الحمد انت نورالسموات والارض ومن فيهن اللهم لك اسلمت وبك آمنت وعليك توكلت واليك انبت واليك حاكمت ، فاغفرلى ماقدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت الهى لااله الاانت))

اے اللہ تیری تعریفیں ہیں تو آسمانوں زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے سب کو منور کرنے والا ہے ۔اے اللہ میں تیرے تابع ہوا، تجھ پر ایمان لایا تجھ پر بھروسہ کیا تیری طرف رجوع کیا تیرے

پاس فیصلہ لایا مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے بھیجا ہے اور جو کچھ پیچھے چھوڑا جو میں نے چھپ کر کیا اور جو کچھ ظاہراً کیا تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

استدلال: اس حدیث میں رسول ﷺ نے تین چیزوں کا ذکر کیا ہے۔اللہ تک وسیلہ پہلے بذریعہ حمد وثناء پھر عبودیت جو کہ توکل اور رجوع وتوجہ ہے اور تحاکم (فیصلہ لیجانا) پھر اس کے بعد مغفرت کی دعا کی ہے یہ واضح نص ہے اس بات پر کہ اللہ کی طرف (تحاکم) فیصلہ لیجانا اسی طرح عبادت ہے جس طرح توکل اور توجہ اور رجوع لہٰذا یہ (تحاکم) بھی غیر اللہ کے پاس لیجانا شرک ہوا۔

خلاصہ

جو کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ ہے یہ وہی توحید ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام لے کر آئے۔اور اپنے متبعین کو اسی کی دعوت دیتے رہے۔﴿ **وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلاً اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ** ﴾ ''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔'' (النحل:٣٦) مقصد یہ ہے کہ طاغوت کے حکم میں اب جمہوریت، وضعی قوانین، دستور، آئین اور کفریہ قوانین بنانا اور ان کے پاس فیصلے لیجانا جو انگریز یا کسی اور ایسے قانون پر فیصلے کرتے ہیں جو اللہ کے دین کے علاوہ ہے ان کے معاون و مددگار بھی طاغوت ہیں جو ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں جو کافر حکمرانوں کی مدد میں ہتھیار اٹھاتے ہیں یہ تعاون و امداد قول سے ہو یا فعل سے کفار حکمران کو جس طرح بھی فائدہ و مدد پہنچے یہ مدد کرنے والا بھی مرتد حکمران کے وصف میں شامل ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان (کفار) کی عورتوں کو قتل نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ وہ عورتیں بھی قتال میں شریک ہوں۔قول اور عمل سے اس پر علماء کا اتفاق ہے۔(مجموعة الفتاوی:٤١٤/٢٨)

یعنی کفار کی عورتیں اگر قولاً یا فعلاً قتال میں شریک ہوں تو انہیں قتل کیا جائے گا اس پر علماء کا اتفاق ہے۔دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

جنگ کی دوقسمیں ہیں۔ہاتھ سے اور زبان سے جنگ اسی طرح بگاڑ (فساد) بھی ہاتھ اور کبھی زبان سے ہوتا ہے اور زبان سے جوفساد پیدا ہوتا ہے وہ ہاتھوں کے فساد سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔

(الصارم المسلول:۳۷۵)

اسی بنا پر ہماری بحث طاغوتی انصار (مددگار) کے بارے میں ہے جن کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔

طاغوتی نظام کے انصار (مددگار) کون ہیں؟

① وہ لوگ جو زبان کے ذریعے اس نظام کی مدد کرتے ہیں جن میں سرفہرست درباری مولوی ہیں جو کافر حکمرانوں کے درباروں کے حکمرانوں کے کفر پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔اور مجاہدین کو بے وقوف اور دہشت گرد کہتے ہیں کبھی یہ کہتے ہیں یہ باغی ہیں ان میں وہ صحافی بھی شامل ہیں کہ یہ لوگ مرتد حکومت کے فوجیوں اور پولیس والوں کو جو مردار ہو جاتے ہیں انہیں شہید لکھتے ہیں۔مولوی ان کے جنازہ پڑھاتے ہیں لہٰذا یہ تو کافر حکمرانوں کے ساتھ ہیں انہیں قولی طور پر مدد کرنے والے کہا جائے گا۔

② فعلی طور پر مدد کرنے والے: یعنی وہ لوگ کہ جو ان مرتدوں اور بے دین حکومت کے ساتھ فعلی تعاون کرتے ہیں جن میں سرفہرست وہ فوجی ہیں جو ایسے مرتد و کافر نظام کے محافظ ہیں اسی طرح پولیس بھی اس میں شامل ہیں اس لئے کہ یہ دونوں گروہ ایسی حکومت کے حامی ہیں ان کا دفاع کرتے ہیں ان کے لئے مورچوں میں بیٹھتے ہیں لہٰذا گزشتہ دلائل کی روشنی میں یہ لوگ بھی مرتد و کافر ہیں۔طاغوتوں کی مدد میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو قول یا فعل سے اس نظام کی خوش آمدید کہتے ہیں۔ جب یہ طاغوتی حکومت کوئی حکم صادر کرتی ہے تو یہ لوگ اس بلا چوں چراماں لیتے ہیں۔یہ بھی ایک قسم کا تعاون ہے۔

③ وکیل اور جج ہائیکورٹ وسیشن کورٹ کے جج اور وکیل جو اس نظام کو لانے والے ہیں اور اس پر عمل کرنے والے ہیں بلکہ بنیاد ہی یہ لوگ رکھتے ہیں یہ لوگ بھی اس نظام کے مضبوط مددگار ہیں بلکہ وہ

یونیورسٹی جہاں سے یہ وکیل اور جج وضعی قانون پڑھکر فارغ ہوتے ہیں یہ سب مرتد واجب القتل ہیں۔

طاغوتی نظام کی مدد کرنیوالوں کا جرم

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی بھی کافر اس وقت تک زمین میں فساد یا لوگوں پر ظلم نہیں کرسکتا جب تک اس کے ساتھ ایسے معاون و مددگار نہ ہوں جو اسے کمک پہنچاتے ہوں یہ مددگار کسی کو موقع ہی نہیں دیتے کہ اس مرتد حکمران سے قصاص لے سکے کافر و مرتد حکمرانوں کی بقا انہی معاونین و مددگاروں کی وجہ سے ہوتی ہے اسی لیے اللہ فرماتا ہے: **وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ** ''ظالموں کی طرف مائل مت ہوا کرو ورنہ تمہیں بھی آگ پہنچ جائے گی۔'' (ھود:۱۱۳)

علمائے کرام فرماتے ہیں: لفظ رکون کا معنی ہے تھوڑا سا جھکاؤ۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور حدیث بھی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا کہا جائے گا کہ ظالم اور ان کے مددگار کہاں ہیں؟ یعنی قیامت میں ظالموں اور ان کے مددگاروں کو لایا جائے گا اور انہیں آگ کی صندوقوں میں بند کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ بلکہ بعض سلف نے کہا ہے کہ طاغوت کے مددگار وہ لوگ بھی ہیں جو ان کے لیے قلم و سیاہی تک فراہم کرتے ہوں۔ بلکہ بعض کہتے ہیں کہ ظالم کے کپڑے دھونا بھی اس کے ساتھ مدد ہے۔ مطلب یہ کہ نیکی میں مدد کرنا نیکی ہے اور برائی میں مدد کرنا برائی ہے۔ (مجموع الفتاوی:۷/۶۳)

آج ظالم مرتد کافر حکمران کی بقا ان مرتد فوجیوں پولیس وزیروں اور دیگر عملے کی وجہ سے ہے کوئی تعلیمی کوئی فوجی، کوئی سیاسی اور کوئی نشریاتی مدد کررہا ہے کوئی اسے مسلمان ثابت کررہا ہے یہ سب ہے مرتد کافر حکمران کی بقا، کوئی قول سے کوئی اپنے فعل سے کوئی ہتھیار سے کوئی قلم سے تو کوئی فتویٰ اور کوئی قانون کے ذریعے مدد کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے کافر حکمران (فرعون) کے لشکر کو ''اوتاد'' یعنی میخیں قرار دیا کہ ان کی وجہ سے فرعون کی حکومت ایسی مضبوط تھی گویا کیلیں ٹھوک دی گئیں ہوں: ﴿**وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ**﴾ ''ایسے لشکر والا گویا کیلیں ہوں۔'' (الفجر:۱۰) امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اوتاد

سے مرادفرعون کا وہ لشکر تھا جس کی وجہ سے اس کی حکومت مضبوط تھی (تفسیر طبری: ۱۷۹/۳۰)
مطلب یہ ہے کہ فرعون ایسے لشکر والا تھا کہ فرعون کا حکم اوراس کی حکومت اس کی وجہ سے مضبوط تھی۔ یہ تو بات تھی طاغوتی نظام کے انصار واعوان کی جن کی وجہ سے طاغوتی نظام مضبوط و مستحکم ہوتا ہے اس کی وجہ سے کفر کو دوام حاصل ہے اگر یہ مددگار و معاون نہ ہوں تو کوئی کافر اس امت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جب ہی تو رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے ساتھ رہتا ہو یا جنگ میں ان کا معاون ہو کیا ایسے مرتد انصار و مددگار مسلمان کہلا سکتے ہیں؟ طاغوتی حکومتوں اور حکمرانوں کے کفر پر دلائل ذکر کرنے سے پہلے ہم نے طاغوت کا معنی اوراس کے مددگاروں کا جرم ذکر کرلیا۔اب ان طاغوتوں کے مددگاروں کا حکم ذکر کرتے ہیں۔

طاغوتی نظام کے مددگاروں کا حکم

یہاں طاغوتی نظام کے مددگاروں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی مدد وتعاون اور حمایت کی وجہ سے نظام کو تقویت ملتی ہے اور پھر یہ نظام بغیر ما انزل اللہ فیصلے کرتا ہے اور مسلم ممالک پر حکمرانی کرتا ہے شرعی قوانین کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہے اس نظام کی حمایت کرنے والے اس کی مخالفت کرنے والے کو باغی وسرکش یا دہشت گرد کہتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس طرح کے بے دین حکمرانوں کی ہتھیار قول یا فعل سے مدد کرنا اس طاغوتی مرتد اور کفر یہ نظام کے دوام کا سبب بنتا ہے۔ان لوگوں پر کفر کا وارتداد کا حکم لگایا جائے گا (یہ مددگار کافر و مرتد ہیں) ان کے صدر ہوں، امیر ہوں یا سربراہ جو ان پر اپنا حکم چلاتے ہیں وہ اصل ہیں اور یہ ان کی فرع ہیں لہٰذا ان کا حکم ان پر بھی جاری ہوگا۔ان سربراہوں کا حکم آگے آئے گا فی الحال ہم ان کے مددگاروں جیسے علماء سوء، درباری مولوی فوج، پولیس وکلاء اور پوری حکومتی کابینہ کے متعین کفر اوران کے واجب القتل ہونے کے شریعت سے دلائل دیں گے۔

دلیل نمبر ۱: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مرتدین کے خلاف قتال نہیں کیا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قتال کیا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حکم منقول ہوگیا ہے۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت اپنانا لازم ہے۔(ترمذی۔حسن صحیح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرتد حکمرانوں اور ائمہ کے مددگار کافر و مرتد ہیں جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور طلیحہ اسدی جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا ان کے مددگار و ساتھی بھی مرتد قرار پائے ۔اسی لیے ان کا مال بطور غنیمت لینا اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا اور یہ بھی کہا ہے کہ ان کے مرنے والے جہنم میں جائیں گے جیسا کہ طارق بن شہاب کی روایت میں بزاخہ اسد اور غطفان قبیلے کا وفد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے صلح (جنگ بندی) کی درخواست کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ صلح دو باتوں میں سے ایک پر ہوسکتی ہے یا الحرب المجلیہ یا السلم المخزیہ انہوں نے کہا کہ جنگ تو ہم جانتے ہیں مگر السلم المخزیہ کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو مال تمہارا ہمارے پاس آچکا ہے وہ غنیمت ہوگا اور جو مال ہمارا تمہارے پس آیا ہے وہ واپس ہوگا اور پھر فرمایا کہ تمہارے مقتولین جہنمی ہیں۔(البرقانی علی شرط البخاری۔ نیل الاوطار :۸/۲۳)

اصل حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے باب الاستخلاف (۱۲۲۷) میں نقل کی ہے بزاخہ طلیحہ اسدی کی قوم تھی اسی کے ساتھی تھے اس کی خاطر جنگ کرر ہے تھے۔

حدیث سے استدلال: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ تمہارے مقتولین جہنم میں جائیں گے ان کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر سکوت اختیار کیا گویا یہ اجماع ہوا اس بات پر کہ مرتد و کافر حکمران کے مددگار اس کے فوجی مرتد اور کافر ہیں یہ دلیل ہے کہ ان اشخاص کی تعیین کی گئی۔اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کسی پر جہنمی ہونے کا حکم صرف اسی وقت لگایا جاتا ہے جب اس کا کفر قطعی ثابت ہو چکا ہو۔جبکہ مسلمان کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہر نیک و فاجر کے پیچھے

نماز پڑھو۔(شرح عقیدہ طحاویۃ:۳۲۱)

یعنی اہل قبلہ ہو (مگر مشرک طاغوتی جمہوری نہ ہو) اور جو شخص کفر کی حالت میں مر گیا تو اس کے کفر کی گواہی دی جائے گی جیسا کہ رسول ﷺ نے ایک صحابی سے کہا تھا کہ میرا باپ اور تمہارا باپ (دونوں) جہنم میں ہیں۔(مسلم)

یا جیسا کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں: کہ جب کافر کی قبر کے پاس سے گزرو تو اسے جہنم کی خوشخبری دو۔(مجمع الزوائد:۱/۱۱۸)

یہ نقل صریح اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ مرتد حکمرانوں کی فوج اور پولیس اس کے مددگار متعین طور پر کافر اور واجب القتل ہیں۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسیلمہ کذاب کے ساتھی ایک لاکھ سے زیادہ تھے۔(منہاج السنۃ:۷/۲۱۷)

خلاصہ

خلاصہ یہ نکلا کہ طاغوت کے مددگاروں اور بے دین نظام کے کفر پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع قطعی ثبوت ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول ﷺ نے اپنے بعد کچھ طریقے چھوڑے ہیں جنہیں اپنانا کتاب اللہ کو تھامنا اور اللہ کی اطاعت کرنا ہے اور دین کی مدد ہے کسی کو ان میں تبدیلی کرنے کا حق نہی ہے اور نہ ہی ان کی مخالفت کرنے والے کی رائے کی اہمیت ہے جس نے ان کی مخالفت کی اور مومنین کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلا اللہ اس کو اسی طرف لے جائے گا جدھر وہ پھرے گا اور اسے جہنم میں داخل کر دے گا وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔(شرح اعتقاد اھل السنۃ :۱/۹۴، الشریعۃ للآجری:۴۸۰)

فائدہ: اجماع بذاتہ حجت ہے جب مجرد اجماع کسی حکم میں ثابت ہو جائے تو یہ دوسری مستقل دلیل ہوتی ہے اور اگر کوئی اور نص موجود ہو تو یہ دوسری دلیل بن جاتی ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے

ہیں:نص کے ساتھ اجماع ہوتو یہ دونوں دلیل ہیں جیسے کتاب اور سنت۔(مجموع الفتاویٰ:۱۹/۲۴۰)

طاغوت کے مددگاروں کے کفر پر دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِیَآءَ الشَّیۡطٰنِ اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا ﴾''جولوگ مومن ہیں وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور جولوگ کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو بے شک شیطان کی چال کمزور ہے۔''(النساء:٧٦)

استدلال: طاغوت کا معنی پہلے گزر چکا ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ طاغوت میں وہ بھی شامل ہے جس کے پاس فیصلے لیجائے جائیں اللہ کو چھوڑ کر یعنی بغیر ما انزل اللہ حکم اور فیصلہ کرنے والا یا قانونِ وضعی ، دستور، آئین انگریز کا قانون، امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :طاغوت کا معنی ہے شیطان کی اطاعت اس کا طریقہ اور وہ منہج جو اس نے اپنے دوستوں اہل کفر کے لیے وضع کیا ہے۔(تفسیر طبری:٥/١٦٩)

لہٰذا ہر وہ شخص جو ایسے حاکم کی طرف سے دفاع یا قتال کرتا ہے وہ ظالم، طاغوتی ، کافر اور جمہوری ہے یا اس حکمران کے قانون کا دفاع یا اس کے لیے قتال کرتا ہے وہ کافر ہے جیسا کہ مرتد حکمران عملاً یہ کام کررہے ہیں ۔صدر یا وزیر اعظم کو خبر نہ ہو لیکن فوج ۔ملیشیاء۔رینجرز اور پولیس مجاہدین کے ساتھ برسرپیکار ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں یہ لوگ شیطان اور طاغوت کی راہ میں قتال کررہے ہیں اور جو کوئی بھی طاغوت کی راہ میں قتال کرتا ہے وہ کافر ہے اس لیے کہ یہ اللہ کا فرمان ہے:﴿وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ الطَّاغُوۡتِ﴾ یہ ان پر صریح دلیل ہے اس قتال میں شامل ہے قتال بالقول جیسے نشریات اخبار میڈیا، فعل وغیرہ جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول پہلے گزر چکا ہے۔اللہ کا فرمان ہے:﴿فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِیَآءَ الشَّیۡطٰنِ﴾ شیطان کے دوستوں سے قتال کرو۔طاغوت ویسے بھی شیطان ہے جو کفر کی طرف دعوت دیتا ہے اور جو طاغوت کی راہ میں قتال کرتا ہے تو گویا وہ

شیطان کی راہ میں قتال کررہا ہے اسی لیے کفر میں یہ شیطان کی طرح ہیں اس لیے اولیاء الشیطان کافر ہیں اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ: ﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ﴾ ''جولوگ کافر ہیں ان کا دوست طاغوت'' (البقرہ:۲۵۷) یعنی شیطان ہے یہ واضح دلیل ہے ان لوگوں کے کفر پر جو کفری نظام کی حفاظت کرتے ہیں کہ سب جمہوری وڈیموکریٹ ہیں کچھ بالفعل کچھ بالسیف جیسے فوج اور پولیس بلکہ ہر وہ شخص جو اس قانون کے ساتھ (کسی بھی طرح کا) کوئی واسطہ رکھتا ہے اور ان مرتد حکمرانوں کا دفاع کرتا ہے اگر چہ وہ خود کو اسلامی تنظیم کہے مگر اس قانون کا احترام کرے اسکولوں، کالجز، دفاتر، اور دیگر تعلیم وتربیت کی وزارتوں میں یا حکومتی اداروں میں یہ سب اس میں شامل ہیں کہ یہ اس نظام کا دفاع کرنے والے ہیں فوج ہتھیار سے دفاع کرتی ہے۔ کوئی تعلیم کے ذریعے کوئی بیانات ونشریات کو دیگر ذرائع سے دفاع کرتا ہے مگر حاکم سب کا ایک ہی ہے۔ پہلے آیت گزر چکی ہے کہ تحاکم الی الطاغوت کا ارادہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے تو پھر وہ شخص تو بدرجہ اولیٰ کافر و مرتد ہے جو اس نظام کا دفاع کرتا ہے۔

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ ''جو شخص اللہ کا اس کے فرشتوں، رسولوں اور جبریل ومیکائیل کا دشمن ہے تو اللہ کافروں کا دشمن ہے۔''

(البقرہ:۹۸)

سبب نزول: اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود نے رسول ﷺ سے کہا کہ جبریل وہ فرشتہ ہے جو عذاب لاتا ہے اس لیے یہ ہمارا دشمن ہے اور آپ ﷺ اس کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی اور یہ واضح کر دیا کہ جس نے اللہ کے رسول ﷺ اور دیگر رسولوں کے ساتھ دشمنی کی یا اس کے ملائکہ کے ساتھ دشمنی کی تو گویا اس نے اللہ سے دشمنی کی اور اللہ کا دشمن کافر ہے۔(ابن کثیر:۱/۱۳۱)

استدلال: اس سے بڑھ کر اللہ ورسول ﷺ کے ساتھ دشمنی اور کون سی ہوسکتی ہے کہ ایک حکمران، جج، صدر، حاکم یا وکیل اللہ کے قانون کو چھوڑ کر کفریہ قانون نافذ کرے اور اللہ کے دین اور اس

کے شعائر کا مذاق اڑائے مثلاً داڑھی پردہ وغیرہ کہ سرعام ٹی وی اور میڈیا پر اس کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ اس سے بڑی عداوت اور کیا ہوگی کہ اللہ کے دین کے محافظوں (مجاہدین) کا مذاق اڑایا جائے ان سے دشمنی رکھی جائے انہیں سزائیں دی جائیں انہیں جیلوں میں ڈالا جائے اور اپنے طاغوتی نظام کے دفاع کے لیے ان سے قتال کیا جائے؟۔

اس سے بڑی عداوت اور کیا ہوگی کہ قول، فعل اور ہتھیاروں کے ذریعے خود ساختہ وکفریہ قوانین کا دفاع کیا جائے یہ سب کچھ اس کفریہ نظام کے بچاؤ اور دفاع کے لیے ہے کیا یہ مذکورہ تمام افعال اس بات کی دلیل نہیں کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ عداوت ہے؟ اس کے دین کے ساتھ دشمنی ہے؟۔ علامہ خفاجی اپنی کتاب نسیم الریاض (۴/ ۳۹۵) میں لکھتے ہیں: کہ تیونس میں ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ میں تمہارا اور تمہارے نبی ﷺ کا دشمن ہوں اس پر مالکیہ علماء نے فتویٰ دیا کہ یہ مرتد ہے اسے توبہ کرنی ہوگی اور اس فتویٰ کے لیے استدلال اسی آیت من کان عدو للّٰہ سے کیا تھا جب علماء نے اس آدمی پر صرف اتنی بات کہنے کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگایا تو کیا وہ شخص جو رسول ﷺ کی شریعت کو بدل ڈالتا ہے اس کے ساتھ استہزاء کرتا ہے اس کے ماننے والوں کا مذاق اڑاتا ہے اور کفر اور طاغوت کے نظام کا دفاع کرتا ہے کیا وہ مرتد نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا﴾ ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے۔'' (المائدۃ:۳۳) یہ آیت ان مرتد لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو عرنیین تھے۔ علماء کہتے ہیں یہاں جنگ اس آدمی کے ساتھ ہے جو رہزن ہو چاہے مسلم ہو یا کافر۔ (فتح الباری:۸/ ۲۷٤، مجموع الفتاویٰ:۷/ ۸۵)

جب آیت میں رہزن وڈاکو جو کہ لوٹ مار کرتا ہے اس کو اللہ ورسول ﷺ سے جنگ کرنے والا کہا گیا ہے تو وہ آدمی جو اللہ کے دین کی راہ میں ڈاکے ڈالتا ہے اسے قطع کرتا ہے اسے معطل کرتا ہے لوگوں کو

اس سے روکتا ہے کیا یہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے والا شمار نہ ہوگا؟ کیا اسے قتل نہیں کیا جائے گا؟ کیا اس کے حکام اوراس کے مددگار جوخودساختہ قانون کا دفاع کرتے ہیں اورکفری نظام کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں کیا ان سے بڑھ کر اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا دشمن کوئی اور ہوسکتا ہے؟

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی انہیں دوست بنائے گا وہ انہیں میں سے ہوگا بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدۃ:٥١)

استدلال: اس آیت میں موالات کا ذکر ہے جس کی مستقل بحث آگے آئے گی (ان شاء اللہ) یہاں صرف موالات سے استدلال کرنا ہے کہ کافر کے ساتھ موالات کفر ہے طاغوتی اور جمہوری نظام کے ساتھ موالات ان کی مدد ونصرت ہے۔ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے مومنوں کو چھوڑ کر یہود ونصاریٰ سے دوستی کی تو وہ انہیں میں سے ہے جس نے مومنوں کے خلاف ان سے دوستی کی تو وہ انہیں میں سے ہے جس نے مومنوں کے خلاف ان سے دوستی کی یا ان کی مدد کی تو وہ ان کے دین وملت میں داخل شمار ہوگا اس لیے کہ کسی کے ساتھ دوستی تب کی جاتی ہے جب وہ اس کے دین پر ہو اوراس کی مرضی ومنشاء پر چلتا ہو اور جب اسے اوراس کے دین کو پسند کرلیا تو پھر اس کے مخالف سے دشمنی کرلی اس سے نفرت کی لہٰذا ان دونوں (دوستی کرنے والے اور جس سے کی گئی ہے) کا حکم ایک ہے۔(تفسیر طبری:٦/٢٧٦)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آیت میں جس دوستی کا ذکر ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے مسلمانوں کے خلاف ان کا ساتھ دیا ان کی مدد کی تو وہ انہی میں سے ہے اس کا حکم انہی کا حکم ہے یہ مسلم کے میراث کو مرتد سے منع کرتا ہے،(مرتد مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا) جس نے ان (یہود ونصاریٰ) سے دوستی کی

تھی وہ ابن ابی تھا پھر یہ حکم قطع موالات کے لیے قیامت تک باقی ہے۔(تفسیر قرطبی:٦/٢١٧)
علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے ان سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہے ان کی جماعت اور گروہ میں سے ہے پھر کہتے ہیں: ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ (المائدة:٥٤)﴾ میں مرتدین کا بیان ہے اور اس بیان سے پہلے یہ بتایا گیا کہ کفار سے دوستی کفر ہے یہ بھی ارتداد کی ایک قسم ہے۔(فتح القدیر للشوکانی:٢/٥٠)
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کا فرمان ہے مومنو یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جس نے بھی ان سے دوستی کی وہ انہیں میں سے ہے یعنی دوستی کا مقصد یہ ہے کہ ان کی موافقت کی ان کی مدد کی تو ان میں سے ہے۔(مجموع الفتاوی:٢٥/٣٢٦)

تنبیہات

① مذکورہ آیتوں سے یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی رکھنے کی ممانعت ثابت ہوئی لیکن یہ آیتیں عام ہیں یہ صرف یہود و نصاریٰ کے لیے خاص نہیں ہیں اس لیے کہ یہود اور نصاریٰ لقب ہے جبکہ علماء کے نزدیک لقب کا مفہوم مخالف حجت نہیں ہوتا۔(ارشاد الفحول:١٢٦)
لہٰذا دیگر کفار سے موالات کی بھی نہی صادق آئے گی جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔﴿لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ''مومن کفار کو دوست نہ بنائیں مومنوں کو چھوڑ کر'' (آل عمران:٢٨) اور فرمان ہے:﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ ﴾ ''میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ'' (الممتحنة:١) اسی لیے ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ سورہ مائدہ کی آیت ۵۱ کے تحت لکھتے ہیں آیت سے تمام کفار سے دوستی کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔(احکام القرآن لابن العربی :٢/٦٣٠)
راقم کی رائے یہ ہے کہ اس میں مرتد حکمرانوں کے ساتھ دوستی کی بھی ممانعت شامل ہے اس لیے کہ یہ بھی

کفار اور مرتد ہیں مرتد ہونے کا معنی یہ نہیں ہے کہ یہ کافر نہیں ہیں اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَ ھُوَ کَافِرٌ﴾ (البقرہ:۲۱۷) دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿کَیۡفَ یَھۡدِی اللّٰہُ قَوۡمًا کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِھِمۡ﴾ "اللہ اس قوم کو کیونکر ہدایت دے گا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔" (آل عمران:۸۶) ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ ارتداد کا کفر اصلی کفر سے زیادہ سخت کفر ہے۔ (مجموع الفتاوی:۲۸،۲۸/۵۳۴،۳۵/۱۵۸)

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ موجودہ طاغوتی نظام کے حکمرانوں کا کفر امریکیوں اور یہودیوں کے کفر سے زیادہ ہے یہ ثابت بھی ہوا ہے کہ مرتد حکمران یہود کو خوش کرنے کے لیے بار بار کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے مجاہد گرفتار کیے ہیں یہ سورا اپنے آقاؤں کے سامنے یہ کارنامے دکھلا کر اپنے مرتد ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

سورۂ مائدہ سے جو یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار سے دوستی کفر ہے تو وہ اس لفظ سے ثابت ہوتا ہے: ﴿وَمَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ﴾ کہ اس آیت میں کفار سے دوستی کے کفر کو کئی تاکیدات سے ثابت کیا گیا ہے:

① اِنَّ لایا گیا ہے جو تاکید کے لیے ہے۔

② دوسری جگہ فرمان ہے: ﴿حَبِطَتۡ اَعۡمَالُھُمۡ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِیۡنَ﴾ "ان کے اعمال برباد ہو گئے یہ نامراد و ناکام ہو گئے۔" (المائدہ:۵۳) اعمال کی بربادی اور ناکام ہونا یہ کفر کی وجہ ہے۔

③ مذکورہ حکم تمام مسلمانوں پر صادق آتا ہے جو بھی مسلمان کافر سے دوستی کرے گا وہ کافر ہو جائے گا یہ آیت ہر مسلمان کو شامل ہے اس لیے کہ اس میں لفظ مَنۡ شرطیہ ہے جو عموم کا صیغہ ہے اور لفظ مَنۡ میں مبالغہ زیادہ ہے خاص کر جب شرط یا استفہام کے لیے ہو۔ (مجموع الفتاوی:۱۵/۸۲،۲۴/۳۴۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مرتد حاکم اور طاغوت کے مددگاروں پر جاری ہوگا جو بھی اس مرتد کی قولی، فعلی یا قتال کے ذریعے مدد کرے گا یہ بھی کافر کے ساتھ موالات ہے یہ بھی اس عام آیت کے عموم میں

داخل ہیں لہٰذا یہ بھی یقینی کافر ہیں۔

اعتراض: اگر کوئی کہے کہ رسول ﷺ نے مرتد کے احکام ان لوگوں پر کیوں نافذ نہیں کیے جن کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں اور ان کے کفر پر نص بھی ہیں کہ ﴿ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ﴾؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی کوئی حدیث نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ آیات معین افراد کے بارے میں نازل ہوئی تھیں البتہ اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی یہ صحیح بھی ہے اس لیے کہ: ﴿فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ﴾ (آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں بیماری ہے) یہ الفاظ اس بات پر دلیل ہیں (کہ یہ منافقین کے بارے میں ہیں) لیکن منافقین رسول ﷺ کے زمانے میں اپنا کفر چھپائے رکھتے تھے صرف خاص خاص لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے تھے اور ان کے سامنے قسم کھاتے تھے کہ ہم نے کفر نہیں کیا رسول ﷺ نے ان سے توبہ بھی نہیں کروائی اس لیے کہ رسول ﷺ کے سامنے ان کا کفر واضح طور پر ثابت نہیں ہوا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ کفار کے ساتھ اپنی دوستی اور موالات ظاہر نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے دلوں میں چھپائے رکھتے تھے اسی لیے ان پر ارتداد کے شرعی احکام جاری نہیں ہو سکتے تھے جیسا کہ آیت میں مذکور ہے: ﴿فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ﴾ ''یہ لوگ اپنے دلوں میں جو کچھ چھپائے ہوئے تھے اس پر پشیمان ہوں گے'' (المائدۃ:۵۲) یہ لوگ موالات بھی ظاہر نہیں کرتے تھے اگر ظاہر کر دیتے تو تب ان پر مرتد کے احکام لاگو ہوتے۔ جب ان منافقین کے چھپے ہوئے موالات پر اللہ نے کفر کا حکم لگا دیا جبکہ وہ رسول ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے تو کیا وہ حکمران اور اسمبلی ممبران جو آئے دن یہود اور کفار سے اپنی دوستی کا برملا اظہار کرتے رہتے ہیں اور خود کو ان کے قریب شمار کرتے ہیں قولی فعلی اور ہتھیاروں کے ذریعے اس کا ثبوت بھی فراہم کرتے رہتے ہیں کیا یہ سب سے بڑے کافر نہیں ہیں۔؟

⑤ پانچویں دلیل سنت سے: رسول ﷺ نے اپنے چچا پر کفر کا حکم صادر کیا عباس بن عبدالمطلب جب بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے مقابلے پر آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں گرفتار کرلیا تو رسول ﷺ نے اس سے بھی فدیہ طلب کیا (جیسا دیگر کفار قیدیوں سے طلب کیا تھا) جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے۔انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔(صحیح البخاری:٤٠١٨)

مشرکین عباس رضی اللہ عنہ کو زبردستی رسول ﷺ کے مقابلے پر لائے تھے رسول ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا کہ بنی ہاشم کے کچھ لوگ زبردستی جنگ میں لائے گئے ہیں اگر وہ سامنے آجائیں تو انہیں قتل نہ کیا جائے۔(ابن اسحاق)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے رسول ﷺ نے فرمایا: عباس تم اپنا، اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب کا نوفل بن الحارث کا اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ دیدو اس لیے کہ تم مالدار ہو۔اس نے کہا میں مسلمان تھا مگر میری قوم زبردستی مجبور کر کے لے آئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری بات کو اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو اگر وہ سچ ہے تو اللہ تمہیں بدلہ دے گا البتہ ظاہری حالت تمہاری یہ ہے کہ تم ہمارے مقابلے پر آئے تھے۔(فتح الباری:٧/٣٢٢۔احمد:١/٨٩۔١/٣٢)

مذکورہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول ﷺ نے عباس پر کفار کا ہی حکم نافذ کیا تھا (کفار کے ساتھ جو رویہ وسلوک کیا وہی عباس کے ساتھ کیا) کہ ان سے فدیہ لیا اور بظاہر ان پر کفر کا فتویٰ دیا اس لیے کہ وہ کفار کی صف میں شامل ہو کر آئے تھے مسلمانوں سے قتال کرنے۔آپ ﷺ نے عباس کا یہ دعویٰ قبول نہیں کیا کہ وہ زبردستی لائے گئے ہیں بلکہ اس دعویٰ کے باوجود وہی سلوک ان سے کیا جو کفار کے ساتھ کیا۔یہ حدیث ہمارے لیے واضح دلیل ہے کہ طاغوت کے مددگار و معاون اور کفار کے طاغوتی

نظام کے حمایتی کافر ہیں۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی س حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ وہ مسلمان جو کفار کے لیےقتال کرتا ہے اگرچہ مومن ہواور مجبور کیا گیا ہواس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔فرماتے ہیں (یہ کفار) قتال کرتے ہیں ان میں مومن بھی ہوتا ہے جو اپنا ایمان چھپائے رکھتا ہے ان کے ساتھ قتال میں شریک ہوتا ہے انہیں چھوڑنہیں سکتا اسے قتال پر مجبور کیا جا چکا ہوتا ہے وہ قیامت میں اپنی نیت کے حساب سے اٹھایا جائے گا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ اس بیت اللہ کے ساتھ ایک لشکر جنگ کرنے آئے گا جب وہ بیداء مقام پر آئے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا کسی نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مجبور بھی ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنی نیتوں کے حساب سے اٹھائے جائیں گے یہ ظاہری حکم ہے اگر وہ مارا گیا تو اس پر حکم کفار ہی کا لگے گا اللہ اسے اس کی نیت کے مطابق اٹھائے گا جیسا کہ منافقوں کے ظاہر کی وجہ سے ان پر مسلمان ہونے کا حکم تھا مگر وہ اپنی نیتوں کے حساب سے اٹھائے جائیں گے قیامت میں سزاء وجزاء اس نیت کے مطابق ہوگی جو دلوں میں ہے صرف ظاہر کی بناء پر نہیں یہی وجہ ہے کہ جب عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مجبور کیا گیا آنے پر۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ظاہری عمل کی بنا پر ہم تم پر کفار والا حکم لگائیں گے جبکہ تمہارے باطن کا علم اللہ کے پاس ہے۔اکراہ اگرچہ ممکن ہے کہ ہو لیکن مسلمانوں کا قتل جائز نہیں ہے نہ ہی ان کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے دوسری جگہ اس کی وضاحت کی ہے: فرماتے ہیں کہ جس کو جنگ میں جانے پر مجبور کیا جائے اس پر واجب ہے کہ وہ قتال نہ کرے اگرچہ مسلمان اسے قتل کر دیں کسی کو کسی مسلمان کے قتل پر مجبور کیا جائے تو مسلمانوں کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے اگر اس اکراہ کی وجہ سے اسے قتل کر دیا جائے تو یہ ایک معصوم کے قتل کرنے سے بہتر ہے۔(مجموع الفتاویٰ:۲۸/۵۳۹)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ اگر کسی کو کسی کے قتل پر مجبور کیا جائے تو اس کے لیے اس کا قتل یا اس کی عزت کی پامالی کوڑے وغیرہ کے ذریعے جائز نہیں ہے یہ اپنے اوپر نازل

ہونے والی اس مصیبت پر صبر کرے اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنی جان بچانے کے لیے کسی اور کی جان لے۔ اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت طلب کرے۔ (تفسیر قرطبی: ۱۰/۱۸۳)

خلاصہ

جو شخص کفار کی صف میں شامل ہو کر قتال کرتا ہے یا اپنے قول یا فعل سے ان کی مدد کرتا ہے چونکہ یہ مدد حکماً قتال ہے اس لیے یہ متعین طور پر کافر ہے اور یہی حکم ہے طاغوت کی مدد کرنے والوں کا جو آج کل طاغوتی اور آئینی نظام میں شامل ہیں۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی کافر کسی مسلمان علاقے یا ملک پر زبردستی قبضہ کر لیتا ہے اور مسلمانوں کو اگرچہ اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے (مذہبی آزادی دیتا ہے) مگر یہ اسلام کے علاوہ اپنے دوسرے دین کا اظہار کرتا ہے اور یہ اس علاقے یا ملک کا اکیلا مالک ہے تو وہ تمام لوگ جو اس کے ساتھ رہتے ہیں اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں وہ کافر ہیں اگرچہ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوں۔ (المحلیٰ: ۱۲/۱۲۶)

ابن حزم رحمہ اللہ دوسری جگہ فرماتے ہیں: اگر کوئی مسلمان اس آدمی کا ساتھ دے جو مسلمانوں سے جنگ کرتا ہے یا اس کے ساتھ تعاون کرے اس کے لیے کسی قسم کی خدمت چاہے لکھنے وغیرہ کی ہو (دفتری کام) بجالائے تو وہ کافر ہے۔ (المحلیٰ: ۱۲/۱۲۶)

⑥ چھٹی دلیل: فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ: اگر ایک آدمی ایک ایسے گروہ میں ہو کہ جو دوسروں کی طاقت وقدرت کی راہ میں رکاوٹ ہو دوسروں کی طاقت کو روک دینے والا ہو تو یہ فرد بھی اس گروہ کے سرداروں میں شمار ہوگا۔ مثلاً اس گروہ کا سردار باغی تو یہ فرد بھی باغی شمار ہوگا۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى﴾ ''اگر ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی (بغاوت) کرے''۔ (الحجرات: ۱۰) اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ (بخاری: ۴۴۷)

① اس بات کے دلائل کہ فرد کا حکم گروہ یا گروہ کے رئیس کا ہے

① اِنَّ فِرۡعَوۡنَ وَ ھَامٰنَ وَ جُنُوۡدَھُمَا کَانُوۡا خٰطِئِیۡنَ(القصص:۸)

بے شک فرعون و ہامان اوراس کالشکر غلطی پر تھے۔

② وَ نُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَھَامٰنَ وَ جُنُوۡدَھُمَا مِنۡھُمۡ مَّا کَانُوۡا یَحۡذَرُوۡنَ(القصص:٦)

اورہم فرعون، ہامان اوران کے لشکر کو دکھاتے ہیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔

③ فَاَخَذۡنٰہُ وَجُنُوۡدَہٗ فَنَبَذۡنٰھُمۡ فِی الۡیَمِّ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الظّٰلِمِیۡنَ

(القصص:٤٠)

ہم نے اس کواوراس کے لشکر کو پکڑلیاانہیں دریا میں ڈال دیا دیکھوظالموں کاانجام کیسا ہے؟

④ وَ جَعَلۡنٰھُمۡ اَئِمَّۃً یَّدۡعُوۡنَ اِلَی النَّارِ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ لاَ یُنۡصَرُوۡنَ(القصص:٤١)

ہم نے انہیں پیشوابنادیاوہ جہنم کی طرف بلاتے تھےاور قیامت میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔

ان آیات میں اللہ نے تابعداری کرنے والے (لشکر) کے لیےبھی وہ حکم دیا جوان کے سردار و رئیس۔ متبوع کا تھا سب کو خاطئین کہہ کر گناہ میں شامل کر رکھا دنیاوی عذاب ،غرق ہونے اوراخروی عذاب لاینصر ون میں سب کو شامل رکھا۔ بلکہ سب کو ائمہ یدعون الی النار کہا گیا۔ان آیات میں سرداروں رہنماؤں اوران کے تابعداری کرنے والوں میں فرق نہیں کیا گیا یہ لشکر تھے ان کے لیے وہی حکم بیان کیا گیا جو ان کے سرغنہ وسردار کا تھا اس لیے کہ یہ لوگ رئیس یا صدر صاحب کے جرم میں برابر کے شریک تھے (یا ہیں) بلکہ صدر یا حکمران تو صرف اشارہ کرتا ہےفوج اس کے احکام کی تعمیل کرتی ہے اورانہیں نافذ کرتی ہے۔

اعتراض: اگر کچھ صلح پسند لوگ سوال کریں کہ ان آیات کوموجودہ حکمرانوں کے بارے میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے اس لیے کہ فرعون اوراس کا لشکر خود کافر تھے جبکہ موجودہ حکمران تو حج کرتے ہیں

نمازیں پڑھتے ہیں کلمہ گو ہیں؟

جواب: ان حکمرانوں کے کفر کے بارے میں دلائل آجائیں گے کچھ گزر چکے ہیں اس کفر کی بنیاد موالات جسے یہ فخر کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں اعلانیہ کفار سے موالات کرتے ہیں اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں مذکورہ آیات سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہے اس لیے کہ ان آیات میں تابع ومتبوع (تابعداری کرنے والے اور جس کی تابعداری کی جارہی ہے) دونوں کو ایک ہی طرح ذکر کیا گیا ہے اور برابری کی وجہ نہ صراحتاً مذکور ہے نہ اشارتاً یہ نہیں کہا گیا کہ یہ عقیدے میں ایک تھے بلکہ فعل ایک ہونے کی وجہ سے انہیں یکساں قرار دیا گیا ہے۔ متبوع حکم کرتا ہے تابع اس کو نافذ کرتا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ کفر صرف عقیدے کا ہوتا ہے تو یہ مرجئہ کا عقیدہ ہے بلکہ کفر فعل وقول اور عقیدہ تینوں سے سرزد ہوسکتا ہے۔ فوج پولیس یا دیگر وہ لوگ جو طاغوتی نظام کے معاون و مددگار ہیں جنہیں ہم نے مرتد قرار دیا ہے یہ قول اور فعل کی وجہ سے ہے ان کا عقیدہ کچھ بھی ہو شریعت نے عقیدے کی بات نہیں کی بلکہ یہ لوگ خود ساختہ قوانین کا دفاع کرتے ہیں اس کے لیے ہتھیار سے، قول سے اور فعل سے قتل کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب مسیلمہ کذاب یا دوسرے مرتد لوگوں کے ساتھیوں کو اور متبعین کو مرتد قرار دیا تو وہ صرف تابعداری کی وجہ سے ہی تھا کہ انہوں نے مرتدوں کی تابعداری کی تھی اور اپنے قول وفعل سے ان کی مدد کی تھی یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا عقیدہ معلوم کیا تھا۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مسیلمہ کذاب کے تابعدار ایک لاکھ کی تعداد میں تھے۔ (منهاج السنة:۷/۲۱۷)

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سب پر کفر کا فتویٰ لگایا تو سب سے عقیدہ کا سوال کیا تھا؟ لہٰذا طاغوتی اور جمہوری نظام والوں کا کفر فعلی وقولی ہے عقیدے کی بنا پر نہیں ہے جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قول وفعل سے بھی کفر واقع ہوتا ہے۔ بلکہ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تو نقل کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب کے بعض تابعدار اس کی تکذیب کا اقرار کرتے تھے (اسے نبی نہیں مانتے تھے) مگر اس کے گروہ میں شامل تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سب کو کافر قرار دیا (تاریخ طبری:۲/۲۷۷)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کسی قوم کی کثرت میں اضافہ کا سبب بنا تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔ جو کسی کے عمل پر راضی ہوا وہ انہیں میں سے ہے۔(کنز العمال: ۹/۱۱)

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مرتد کے تابعداروں کے بارے میں یہ وضاحت نہیں کی ہے کہ اس کا عقیدہ بھی مرتد والا ہو یا نہ ہو بلکہ انہوں نے ان کے مرتد ہونے اپنے صدر یا سردار کی معاونت کی تھی یہی وجہ ہے کہ تابع ومتبوع دونوں کو برابر قرار دیا گیا ہے۔

② سنت سے اس بات کی دلیل کہ اس گروہ پر جو حکم لاگو ہوگا وہی حکم اس کے ہر فرد پر ہوگا اس کی دلیل عباس رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں گزر چکی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری فعل کی بنا پر انہیں کفار میں شمار کیا تھا۔

③ اجماع: یہ بھی پہلی دلیل میں واقعہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں مذکور ہو چکا ہے انہوں نے مسیلمہ کذاب کی تابعداری کرنے والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا اور تابع ومتبوع میں کوئی فرق نہیں کیا۔ معلوم یہ ہوا کہ مرتد لوگوں کی مدد کرنے والوں کا حکم بھی مرتد کا ہی ہے اور طاغوتی ومرتد حکمرانوں والا حکم ہر شخص (تابعداری کرنے والے) پر لاگو ہوگا جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کو کہا تھا کہ تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ جبکہ یہ تو واضح ہے کہ مقتولین معیّن لوگ تھے۔

عصر حاضر کا فتویٰ: اللجنۃ الدائمہ نے بھی یہ فیصلہ دیا ہے کہ عوام میں سے جس نے بھی کفر وضلال کے ائمہ میں سے کسی امام کا ساتھ دیا اور ان کے سردار اور بڑوں کی مدد کی ظلم وزیادتی کی بنا پر تو اس پر کفر وفسق کا حکم لگایا جائے گا اور اس وجہ سے بھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤسائے مشرکین اور ان کے متبعین سے قتال کیا اور سردار اور متبعین میں کوئی فرق نہیں رکھا۔(فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۲/۲۶۲)

سابقہ دلائل سے ثابت ہوا کہ طاغوتی نظام کے مددگار و معاون مندرجہ ذیل امور کی بنا پر کافر قرار پاتے ہیں۔

❶ انہوں نے کفار حکمرانوں سے دوستی کی ہے ان کی مدد کی ہے اور یہ مدد بھی مسلمانوں

اور مجاہدین کے خلاف کی ہے۔ یہ کفر کی دلیل ہے کہ: ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ ''تم میں سے جس نے بھی ان سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہے۔'' اور رسول ﷺ کا عباس رضی اللہ عنہ پر حکم جاری کرنا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کو مرتد و کافر قرار دینا۔ اور طلیحہ اسدی پر حکم لگانا۔ جبکہ فقہی قاعدہ بھی اس پر متفق ہے۔

❷ طاغوت کی راہ میں ان کا قتال کرنا۔ کافر حاکم وحکمران کہ جس نے خودساختہ آئین بنا رکھا ہے اس کے مددگار اس آئین کا دفاع کررہے ہیں: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ﴾ ''کافر طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔''

❸ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین سے دشمنی۔ یہ لوگ اسلام کے خلاف قتال میں مصروف ہیں تاکہ دین اسلام نہ آسکے اور کفریہ قانون برقرار رہے کفر کو سربلندی حاصل ہو یہ بات بھی انہیں کافر بنا دینے والی ہے۔ طاغوت کے معاون و مددگاران مذکورہ تینوں مکفرات میں سے کسی ایک کے مرتکب ضرور ہوتے ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض میں یہ تینوں مکفرات موجود ہوں۔

علماء کے اقوال

① شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ دین کی وجہ سے جان بوجھ کر ایک شخص کسی مسلمان کو قتل کرتا ہے اور پھر یہ قاتل مسلمان ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے (جیسا کہ پاکستان افغانستان کے مرتد حکمران اور ان کی فوج) شیخ الاسلام نے جواب دیا اگر دین اسلام کی وجہ سے اس کو قتل کرے جیسا کہ کوئی عیسائی کسی مسلمان کو دین کی وجہ سے قتل کرتا ہے تو یہ قاتل بدترین کافر ہے یہ معاہد کافر نہیں بلکہ محارب کافر ہے یہ ان کفار کی طرح ہے جو اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے قتال کرتے تھے یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جیسا کہ دیگر کافر رہیں گے۔ (مجموع الفتاوی: ١٣٦/٣٤)

سوال موجودہ مرتد حکمران جو کہ مسلمانوں کو مجاہدین کے نام پر گرفتار کرتے ہیں بلکہ ان کو گرفتار کرنا

اوران کی بے عزتی کرنا جو کہ صریح کفر ہے وہ مجاہدین اور دیندار لوگ جو کہ کفریہ وطاغوتی نظام سے لڑنے کی بات کرتے ہیں انہیں واجب القتل قرار دیتے ہیں کیا اس طرح کرنے سے یہ (موجودہ حکمران) کافر ہوتے ہیں یا نہیں؟

جواب شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب کوئی شخص متفقہ حرام کو حلال قرار دیتا ہے یا متفقہ شریعت کو بدل دیتا ہے تو یہ شخص باتفاق فقہاء مرتد ہے۔(۲٦٧/۳)

موجودہ حکمران جو کہ متفقہ حرام زنا،نشہ وغیرہ کو حلال قرار دیتے ہیں بلکہ زنا کے لیے پاکستان کی مرتد اسمبلی نے بل پاس کیا ہے اس طرح یہ سب مرتد اورواجب القتل قرار پاتے ہیں۔

(۲) علامہ ابن حجر رحمہ اللہ: صحیح بخاری میں حدیث ہے جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو وہ عذاب سب کو پہنچتا ہے اور پھر وہ اپنی نیتوں کے حساب سے اٹھائے جائیں گے۔(بخاری:۷۱۰۸عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

اس حدیث کی شرح میں ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کفار اور ظالموں کے پاس سے بھاگنا ضروری ہے ان کے ساتھ رہنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے یہ تب ہے جب ان کے افعال پر راضی نہ ہو اور ان کے ساتھ مدد نہ کرتا ہو۔اگر ان کے افعال پر راضی ہو اور ان کی مدد کرتا ہو تو یہ انہی میں سے ہے۔(فتح الباری:۷٦/۱۳)

(۳) شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نواقض اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں : آٹھواں ناقض ہے مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد و پشت پناہی کرنا اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ تم میں سے جس نے بھی ان سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہے۔(مجموعة التوحید:۳۳)

(۴) امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :اگر کفار کے ساتھ دوستی ایسی ہو کہ ان کفار کے ساتھ ان کے گھروں (بستیوں) میں رہیں جنگ میں ان کا ساتھ دیں تو اس طرح کی دوستی کرنے والا

کافر ہےاس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ ايٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ ''کہ تم پر کتاب میں یہ نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو جب تک یہ دوسری باتوں میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی انہی کی طرح ہوگے۔''

(النساء: ١٤٠)(مجموعة التوحيد: ١٧٥-١٧٦)

کیا ابن حجر اور محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ کے یہ اقوال اور فتویٰ موجودہ مرتد حکمرانوں اور ان کی فوج وملیشیا پر صادق نہیں آتے جو کہ ظالم کفار کے قول وفعل پر راضی ہیں اور ان کی مدد ومعاونت کررہے ہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ان کے قول وفعل پر راضی ہوا اور ان کی مدد کی تو وہ انہی میں سے ہے یہ قول ان درباری ملاؤں کے کفر پر بھی دلالت کرتا ہے جو ان مرتد حکمرانوں کے کاموں پر راضی ہیں۔

⑤ شیخ سلیمان بن سحمان نجدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے کفار سے دوستی کرلی تو یہ انہی کی طرح ہے عقلمندوں کے نزدیک اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے اور جس نے ان سے کم دوستی رکھی ان کی طرف ذرا سا جھکاؤ رکھا تو اس کے فسق میں کوئی شک نہیں ہے اس کے کفر کا خدشہ ہے جبکہ ان سے محبت رکھنے والا ان کی مدد کرنے والا ان کے عمل کی موافقت کرنے والا یہ ان کفار کی طرح ہی کافر ہے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔(عقود الجواهرالمنصدة الحسان: ١٣١)

فصل: موجودہ کفری نظاموں اوران کے مددگاروں پر کفر کا حکم بغیر توبہ کرائے لگایا جاسکتا ہے۔

پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ موجودہ حکمران اوران کے معاونین ومددگار مرتد ہیں جبکہ مرتد کوتوبہ کرائے بغیر قتل کیا جاسکتا ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرتد کوتوبہ کروائے بغیر قتل کیا جاسکتا ہے۔(الصارم المسلول :۳۲۵)

① سنت: رسول ﷺ نے عبداللہ بن ابی السرح کے مرتد ہونے کا فیصلہ کیا توبہ کروائے بغیر اس کے قتل کا حکم دیا اور مدینہ آنے سے منع کردیا مکہ میں رہنے دیا کہ وہ فتح سے پہلے دارالحرب تھا۔اسی طرح رسول ﷺ نے یہی فیصلہ اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا تھا اس کا عذر قبول نہیں کیا تھا۔(الجامع:۲/۲۱۵)

② اجماع: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرتد کوتوبہ کروائے بغیر قتل کیا جائے گا جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ائمہ کفر کے مددگاروں کوتوبہ کروائے بغیر قتل کردیا تھا لہٰذا موجودہ جمہوری وطاغوتی حکومت کوتوبہ کی مہلت نہیں دی جائے گی البتہ اگر قتال سے پہلے توبہ کرلی توصحیح ہے۔اب جبکہ طاغوت کا معنی اوراس کے مددگاروں کا حکم ذکر ہوگیا تو اب ہم مقصد اصلی کی طرف آتے ہیں یعنی موجودہ جمہوری حکمرانوں کے وزراء کے کفر وارتداد کی طرف۔

موجودہ طاغوتی اور جمہوری حکمرانوں کے کفر پر دلائل

شبہ: ان حکمرانوں پر کفر کا فتویٰ اور حکم لگانا کسی مفتی کے لیے اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک ان کے حال سے واقفیت نہ حاصل کرلے۔اوران کے بارے میں اللہ کا حکم نہ معلوم کرلے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کسی نے تاتاریوں سے قتال کے بارے میں سوال کیا۔توانہوں نے

جواب دیا کہ کتاب وسنت کی رو سے ان لوگوں سے قتال کرنا واجب ہے اس پر ائمہ مسلمین کا اتفاق بھی ہے۔اس کی بنیاد دو اصولوں پر ہے:

❶ ان کے حال سے واقفیت۔

❷ ان جیسے لوگوں کے بارے میں اللہ کے حکم کی معرفت۔ (مجموع الفتاویٰ :۲۸/ ۵۱۰)

بنابریں موجودہ حکمران جو خودساختہ قوانین وآئین اور طاغوتی نظام لوگوں پر زبردستی نافذ کرتے ہیں اسلام اور سنت کا مذاق اڑاتے ہیں اسے دقیانوسی کہتے ہیں مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں مجاہدین کا پہاڑوں میں پیچھا کرتے ہیں۔ بمباری کے ذریعے قرآن مجید کو شہید کرتے ہیں۔علماء کو غیر مسلموں کے حوالے کرتے ہیں مدارس کو بند کررہے ہیں ان پر بم برساتے ہیں شریعت کی آواز بلند کرنے والے کو دہشت گرد اور القاعدہ کہہ کر صلیبیوں کے ذریعے انہیں مروارہے ہیں مجاہدین کی عورتوں کی عزتیں پامال کررہے ہیں باغیرت مسلمانو! کیا ان حکمرانوں کے کفر میں کوئی شک باقی رہتا ہے؟ بلکہ جو انہیں کافر ومرتد نہیں کہتا وہ خود مرتد وکافر ہے یہ تو ان کی وہ حالت ہے جو ہمیں معلوم ہے ہوسکتا ہے کہ حقیقت اس سے بھی زیادہ بھیانک ہو۔اللہ کا حکم اس بارے میں عنقریب ذکر کیا جائے گا۔

① تمہید: خودساختہ قانون، آئین اور عدالت وکچہری کے کفر ہونے کے بارے میں دلائل تین طرح سے ہیں یہ تینوں مکفرات ہیں اور ان میں سے ہر ایک بذاتہ مکفر ہے۔تینوں کسی میں پائے جائیں یا تینوں میں سے ایک کسی طاغوتی گروہ میں پایا جائے تو کافر قرار دیے جانے کے لیے کافی ہے۔ مکفرات مندرجہ ذیل ہیں:

❶ ماانزل اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا: یعنی شریعت محمدی ﷺ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا بذاتہ کفر ہے اور پاکستان یا افغانستان کے آئین کے مطابق فیصلہ کرنا اس بات کو مستلزم ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کو ترک کیا جائے اور ان کفریہ آئین وقوانین کے مطابق فیصلے کیے جائیں حالانکہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس کے لیے حکم الٰہی موجود نہ ہو لیکن مرتد حکمران اسے نافذ نہیں کرتے۔

❷ یہ ایسے قوانین بناتے ہیں جو شریعت محمدی ﷺ سے معارض ومخالف ہو جیسے انگریز کا قانون۔

❸ حکم بغیر ماانزل اللہ یعنی آئین وقانون کے مطابق فیصلے کرنا بذاتہ کفر ہے اس لیے کہ یہ شریعت الٰہی کے مخالف ہے۔ یہ مذکورہ تینوں علیحدہ علیحدہ بھی مکفرات ہیں ان کے دلائل آئندہ آئیں گے۔ یہ تینوں مکفرات مندرجہ ذیل شعبوں میں یکجا ہو جاتے ہیں۔

① صدر یا جمہوریہ کا رئیس ؛یہ پورے ملک کا مختار وسربراہ ہوتا ہے اس لیے اس میں تینوں مکفرات بیک وقت جمع ہوتی ہیں اگرچہ کفر کے لیے ان میں سے ایک بھی کافی ہے اس لیے کہ یہ حکم کرنے والا ہے دوسرے لوگ اس کے حکم کے تابع وپابند ہیں۔ دوسرا اور تیسرا مکفر بھی صدر ورئیس جمہوریہ میں موجود ہے اس لیے کہ بغیر ماانزل اللہ فیصلہ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔اور قانون کا مخترع بھی یہی ہے لہٰذا تینوں مکفرات صدر اور رئیس جمہوریہ میں پائے جاتے ہیں۔

② قومی وصوبائی اسمبلی، پارلیمنٹ: اس میں بھی تینوں مکفرات پائے جاتے ہیں اس لیے کہ جو بھی فیصلہ صادر ہوتا ہے اس کی منظوری پہلے اسمبلی سے لی جاتی ہے۔

③ وزارت قانون: اس وزارت میں بھی یہ تینوں مکفرات پائے جاتے ہیں اس لیے کہ یہ فیصلے نافذ کرتی ہے اور اگر کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے تو اسے توہین کا مرتکب قرار دیتی ہے اس پر توہین عدالت کا مقدمہ کیا جاتا ہے۔

④ جج، وکیل، قاضی اور مفتی: جو بغیر ماانزل فتوے جاری کرتے ہیں اور آئین وقوانین (وضعیہ) کے مطابق فیصلے پر عمل کرتے ہیں ان میں دو مکفرات پائے جاتے ہیں۔ الحکم بغیر ماانزل اللہ اور ترک حکم بماانزل اللہ مثلاً چور کے لیے شریعت میں سزاء ہے کہ ان کے ہاتھ کاٹ دو، لیکن جج، قاضی مفتی اور وکیل کا فیصلہ ہے کہ اسے جیل میں ڈال دو اسی طرح دیگر فیصلے بھی ہیں۔ موجودہ قاضیوں اور وکیلوں میں دوسرا مکفر ہے اللہ کی شرع کے مخالف شرع ایجاد کرنا۔ ان قوانین میں اکثر ایسی شقیں ہیں

جوان کی ایجاد کردہ ہیں ان کے مطابق فیصلے کرتے ہیں لہٰذا ان میں بھی تینوں مکفرات جمع ہیں جو صدر ورئیس جمہوریہ میں ہیں۔

پہلا مکفر: کافر بنانے والی پہلی صفت کی دلیل ہے ترک حکم بما انزل اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡكُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ﴾ ''اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ لوگ کافر ہیں۔'' (المائدة: ٤٤)

استدلال: اس آیت میں اللہ نے صرف بما انزل اللہ کے مطابق فیصلہ کرنے کی بنا پر کفر کا حکم لگا دیا ہے۔ یہ عام نص ہے اور اس میں کفر معرف باللام ہے جو کفر اکبر پر دلالت کرتا ہے لہٰذا جس نے ایک بھی فیصلہ ایسا کیا جس میں ما انزل اللہ کو ترک کیا تو وہ کافر ہے چاہے یہ شرعی قاضی ہو یا غیر شرعی قاضی، وکیل ہو یا جج، پنچایت کا سرپنچ ہو یا ملک، چوہدری وڈیرہ کوئی بھی ہو یہ نص اس کے کفر پر دلالت کرتی ہے جو ما انزل اللہ کو ترک کر دے۔ البتہ اس میں وہ مجتہد شامل نہیں ہے جو اجتہاد میں غلطی کر لیتا ہے لہٰذا مجتہد کا معاملہ دوسرا ہے۔

دوسرا مکفر: ایسی شریعت بنانا جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے: یعنی فیصلہ کرنے والے نے ایسی شریعت ایجاد کر لی جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی ہے اس لیے کہ شریعت بنانا اللہ کا کام ہے اور جب تک کوئی شخص یہ صفت اللہ کے لیے تسلیم نہ کرے اس کی توحید صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ فیصلے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ ﴿وَلَا یُشۡرِكُ فِیۡ حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا﴾ اپنے فیصلے میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ لہٰذا جو شخص لوگوں کے لیے قانون وضع کرتا ہے آئین بناتا ہے لوگوں کو اس پر عمل کرنے کے لیے مجبور کرتا ہے تو یہ شخص خود کو اللہ کے ساتھ ربوبیت والوہیت میں شریک بناتا ہے جبکہ یہ صریح کفر وارتداد ہے۔ ﴿اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا لَمۡ یَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ﴾ ''کیا ان کے ایسے شریک ہیں جو ان کے لیے ایسی شریعت بناتے ہیں جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی؟'' (الشوریٰ: ٢١) آیت میں ﴿مِّنَ الدِّیۡنِ کا مِّن﴾ تبعیضیہ ہے یعنی

کہ کچھ فیصلے بنا رکھے ہیں، اگر مِن بیانیہ ہوتو پھر بھی صحیح ہے کہ پورا قانون وآئین یا کچھ قوانین بنا رکھے ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں اور اللہ نے اجازت نہیں دی ہے لہٰذا یہ اللہ کے ساتھ خود کو شریک کر رہے ہیں۔ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یہ لوگ اللہ کے نازل کردہ مضبوط دین وشریعت کی پیروی نہیں کرتے اور انسان یا جنات شیاطین کے بنائے ہوئے قوانین کا اتباع کرتے ہیں جس نے کچھ چیزیں حرام اور کچھ حلال قرار دی ہیں جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام جبکہ مردار، خون، جوا وغیرہ گمراہیوں کو حلال قرار دے رکھا ہے اس طرح جاہلیت کی بنا پر حلال وحرام قرار دینے سے ان کے دیگر عبادات بھی باطل وفاسد ہو جاتی ہیں۔امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا...... ﴾ جس نے ایک بھی مستحب عمل ایجاد کرلیا، گھڑ لیا جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہو یا کسی چیز یا عمل کو واجب قرار دید یا جسے اللہ نے جس کی اجازت نہ دی ہو اور جس نے ایسا کرنے والے کی اس کام میں تابعداری کی تو یہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔(اقتضاء الصراط المستقیم:٢٦٧)

③ استاد ابوالمنصور البغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس چیز کی حرمت پر قرآن کی نص موجود ہو اسے مباح قرار دیدے یا جسے قرآن کی نص نے جائز قرار دیا ہو اور اس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اسے حرام قرار دے تو اس شخص کا امت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ ہی اس کی بات کی کوئی اہمیت ہے

۔

کیا موجودہ کفریہ وطاغوتی نظام میں ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے حرام کردہ کو حلال اور اس کے حلال کردہ کو حرام ٹھہرایا جاتا ہے؟۔ہم ایسی کفری سیاسی مذہبی اسلامی جمہوری تنظیمیں نہیں چاہتے جو زبان سے کلمہ ادا کرتی ہوں مگر حقیقت میں مرتد اور طاغوتی حکمرانوں کے مددگار و معاون ہوں۔

تسیرا مکفر: (کافر بنانے والا) الحکم بغیر ما انزل اللہ کافر بنانے والا یہ تیسرا کام ہے کہ لوگ آئین، اساسی قانون، دستور ورواج کے مطابق فیصلے کرتے ہوں، جرگہ یا پنچائیت میں شرع کے خلاف فیصلے کیے جائیں جو بھی قوانین کے نفاذ کا حکم کرتا ہے چاہے حکمران ہو، قاضی ہو، وکیل ہو، جج

ہو، یااسمبلی،سینیٹ ،وپارلیمنٹ یاان میں سے کسی کے ایسے فیصلے کی تائید وحمایت یاتعریف کرےان کے لیے بل پاس کرے یہ سب الحکم بغیر ماانزل اللہ ہے مذکورہ افراد مرتد وکافر ہیں۔ان کے کفر کی دلیل یہ آیت ہے:﴿اَمۡ لَهُمۡ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا لَمۡ یَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ﴾(الشوریٰ:۲۱) یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے ایک بھی شق قانون کی ایسی بنادی جو ماانزل اللہ کی مخالف ہوتو وہ شخص کافر ہےجیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول مذکور ہواہےجس نے اس قانون ساز کی تابعداری کی تواس نے اسے رب والٰہ بنالیالہٰذا یہ مشرک فی الحکم ہے۔

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:شریعت کے تمام کونیہ وقدریہ احکام اللہ کی خصوصیت ہیں جیسا کہ مذکورہ آیات اس پر دلالت کرتی ہیں لہٰذا جوشخص بھی کسی اور کے بنائے ہوئے قانون کی اتباع کرے گا تو وہ اس قانون سازکورب بنانے والا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا شمار ہوگا۔(اضواء البیان:۷/۱۶۹)

جوشخص تھانے۔کچہری یا عدالت میں فیصلہ لیجاتا ہےتو یہ شخص اس بے دین مرتد وکیل یا تھانیدار کا حکم ماننے والا کہلائے گا اوراسے رب بنانے والا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے والا ہے حالانکہ اللہ اپنے حکم وفیصلے میں کسی کوشریک نہیں کرتا۔(الکھف:۲۶)

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اس جیسی آیات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان لوگوں کےقوانین کی اتباع کرنا جواللہ کی شرع کےعلاوہ قانون بناتے ہیں تو یہ انہیں اللہ کےساتھ شریک بناتے ہیں۔(اضواء البیان:۴/۸۲)

شنقیطی رحمہ اللہ کےقول سے ثابت ہوتا ہے کہ جوشخص تھانہ،تحصیل،کچہری یا قوانین اساسی وآئین کے پاس فیصلے لیجاتے ہیں وہ سب مشرک ہیں یہ تو متبعین کا حال ہےاور جب یہ مشرک قرار پائے تو جولوگ یہ قوانین بناتے ہیں یا اسے نافذ کرتے ہیں یااس کے دفاع کے لیے جنگ کرتے ہیں کیا یہ لوگ مرتد و کافرنہیں ہیں؟اس بارے میں دیگر آیات بھی ہیں ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہےاس لیے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کچھ اعتراضات اور من لم تحکم بما انزل اللہ کی تاویلات

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ سے متعلق براء بن عازب، حذیفہ بن الیمان، ابن عباس رضی اللہ عنہم، ابومجلز، ابورجاء العطاردی، عکرمہ، عبیداللہ بن عبداللہ، حسن بصری رحمہم اللہ وغیرہم کہتے ہیں کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ یہ ہم پر بھی لاگو ہوتی ہے۔عبدالرزاق ابراہیم سے نقل کرتے ہیں فرمایا: یہ آیت بنی اسرائیل میں نازل ہوئی تھی اور اللہ نے اس امت کے لیے اسے پسند کیا۔(ابن جریر وابن کثیر)

مخالفین کے تین اہم اعتراضات مندرجہ ذیل ہیں:

① یہ آیت خاص ہے اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں پر اس کا چسپاں کرنا جائز نہیں ہے۔

② یہاں کفر اصغر مراد ہے یعنی کفر دون کفر۔

③ یہ منکر کے بارے میں ہے یا اس کے بارے میں جو اسے حلال و جائز سمجھتا ہو۔

پہلے اعتراض کا جواب: ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول گزر گیا کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما، حسن بصری، ابراہیم نخعی اور عامر شعبی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ براء بن عازب، ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابومجلز، ابورجاء العطاردی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر مسلمانوں پر بھی واجب ہے۔ جب اس آیت کے نزول کے بارے میں صحابہ وتابعین کے اقوال میں اختلاف پیدا ہوا تو ان میں سے کسی کا قول حجت نہیں ہوگا۔امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اختلاف کے ایک کی بات صحیح دوسرے کی غلط ہوتی ہے لہٰذا ایسے میں تم اجتہاد کام لیا کرو۔(الجامع:۲/۸٥٤)

یعنی اختلاف کے وقت ایک صحابی کی رائے صحیح ہوگی ایک کی صحیح نہیں ہوگی تو ایسی صورت میں اجتہاد کرنا

لازم ہے۔ ہمارے خیال میں آیت عام ہے اہل کتاب اور مسلمانوں سب کو شامل ہے۔ یہ بات ہم مندرجہ ذیل دلائل کی بنیاد پر کر رہے ہیں۔

① آیت کا صیغہ عام ہے آیت کی ابتداء مَنْ شرطیہ سے ہوئی ہے ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ ...... ﴾ جبکہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے سبب کی تخصیص کا نہیں۔ یہ عام متفقہ قاعدہ ہے۔ پہلے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا قول گزر چکا ہے کہ مَنْ صیغہ مبالغہ کا ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے خاص کر جب شرط یا استفہام ہو جیسے ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ......اور اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ﴾ (مجموع الفتاوی: ١٥/٨٢، ٢٤/٣٤٦)

یہ معلوم ہو گیا کہ آیت عام ہے اہل کتاب اور مسلمانوں سب کو شامل ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں : کچھ لوگ اس آیت کی تاویل کرتے ہیں اور اسے صرف اہل کتاب کے لیے قرار دیتے ہیں جیسا کہ قتادہ اور ضحاک رحمہما اللہ وغیرہ کا قول ہے مگر یہ قول ظاہری لفظ کے مطلب سے بہت دور ہے لہٰذا اسے اپنایا نہیں جا سکتا۔ (مدارج السالکین: ١/٣٦٥)

علامہ قاسمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جو یہ قول مذکور ہے کہ آیت یہود کے بارے میں ہے خاص کر قریظہ و بنونظیر تو یہ قول ان لوگوں کے قول سے معارض نہیں ہے جو اسے دیگر لوگوں کے لیے بھی شامل قرار دیتے ہیں اس لیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے سبب کے خاص ہونے کا نہیں اور کلمہ مَنْ شرط کی جگہ میں واقع ہوا ہے لہٰذا یہ عموم کے لیے ہے۔

② دوسری وجہ: آیت عام ہے اس میں مسلمان بھی شامل ہیں اسی لیے تو اس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے: ﴿ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ (المائدہ: ٤٢) ﴾ اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں یا اعراض کرلیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ (المائدہ: ٤٨) ﴾ ان کے درمیان فیصلہ کریں اس (دین) کے مطابق جو آپ کی طرف اللہ نے نازل کیا

ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ یہ خطابات رسول ﷺ کو ہیں اور رسول ﷺ نے دو یہودی زانی وزانیہ کو رجم کیا تھا۔ یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ رسول ﷺ کو خطاب امت کو خطاب ہے جب تک تخصیص کی دلیل نہ ہو۔(الجامع:۲/۸۵)

یہاں ایسی کوئی دلیل نہیں جس کی بنا پر ان آیات کو رسول ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا جائے۔اس کی تائیداس سے بھی ہوتی ہے کہ مفرد کے صیغے سے جمع کی طرف عدول کیا گیا ہے یعنی ولاتشتر و بآیاتی اور فلاتخشواالناس۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قاعدہ یہ ہے کہ جس امر ونہی میں رسول ﷺ کو خطاب کیا گیا ہو اور ان کے لیے جائز وحلال قرار دیا گیا ہو تو امت بھی اس میں شریک ہوگی جیسا کہ بہت سے احکامات میں امت آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہے جب تک خصوصیت کی کوئی دلیل نہ ہو تو آپ ﷺ کے لیے جو احکام ہیں وہ امت کے لیے بھی ہیں جب تک تخصیص نہ ہوجائے یہ سلف اور فقہاء کا مذہب ہے۔(مجموع الفتاوی:۱۵/۸۲)

③ تیسری وجہ: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں جو کفر کی طرف لپکتے ہیں اور اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت سے خروج کرتے ہیں اللہ کی شریعت پر اپنی آراء وخواہشات کو مقدم رکھتے ہیں۔(ابن کثیر:۲/۵۸)

یہی خصوصیت وصفت موجودہ مرتد حکمرانوں میں بھی ہے جو اپنے آئین اور قانون کو قرآن وسنت پر مقدم کرتے ہیں اپنا حکم اللہ کے احکام پر مقدم رکھتے ہیں یہ آیات ان پر اچھی طرح صادق آتی ہیں۔

④ چوتھی وجہ: کسی بھی صحابی سے ثابت نہیں ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کے بارے میں نہیں ہے۔اگر ان سے یہ منقول ہے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس سے آیت کی تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی آیت سے متعلق کہتے ہیں کہ یہ فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے البتہ ان کے ہاں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا کہ یہ نص

سبب نزول کے علاوہ کسی اور کی طرف بھی متعدی ہوتا ہے جب تک لفظ اس کو شامل ہو۔(مجموع الفتاوی: ۲۸/۳۱)

حاصل کلام

یہ آیت عام ہے اہل کتاب اور مسلمان سب اس کے حکم میں شامل ہیں جو اس کو خاص کہتا ہے اسے دلیل دینی چاہیے۔

دوسرے اعتراض کا جواب: مخالفین کہتے ہیں کہ اس سے مراد کفر اصغر ہے یعنی کفر دون کفر۔لیکن ایک صحابی سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سحت کیا ہے کیا فیصلہ میں رشوت دینے کو کہتے ہیں۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے اللہ کے نازل کردہ (دین وشریعت) کے مطابق فیصلہ نہیں کیا وہ کافر ہے۔وہ ظالم ہے۔وہ فاسق ہے۔جبکہ سحت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی پریشانی میں آپ سے مدد مانگے اور آپ اس کی مدد کریں پھر وہ آپ کو ہدیہ،تحفہ دے اور آپ اسے قبول کرلیں۔(تفسیر طبری:۲۴۰/٦)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک وہ شخص کافر ہے جو بما انزل اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے۔یہی قول تابعین میں سے حسن بصری۔سعید بن جبیر۔ابراہیم نخعی۔سدی رحمہم اللہ کا ہے۔حسن بصری اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ کہتے ہیں جب قاضی رشوت قبول کرلے تو وہ کفر تک پہنچ جاتا ہے۔(المغنی مع الشرح الکبیر:۴۳۲/۱۱)

اسی طرح محاسن التاویل میں لکھا ہے کہ یہ تینوں آیات یہود کے بارے میں ہیں مگر اس میں یہ دلیل ہے کہ جو بھی شخص رشوت لے کر فیصلہ وحکم بدل دیتا ہے تو وہ بغیر ما انزل اللہ فیصلہ کرنے قرار پاتا ہے لہٰذا وہ کافر،ظالم،فاسق ہے سدی کا بھی یہی قول ہے اس لیے کہ خطاب سے یہی ظاہر ہے۔(محاسن التاویل للقاسمی:۲۱۵/٦)

مذکورہ قول سے ثابت ہوا کہ کفر سے مراد یہاں کفر اکبر ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے یہ

رشید رضا پر بھی رد ہے جو کہتے ہیں کہ حکم بغیر ما انزل اللہ کفر نہیں ہے۔(تفسیر المنار:٦/٤٠٦)

دوسری بات یہ ہے بعض صحابہ و تابعین سے یہ منقول ہے کہ یہاں کفر سے مراد کفر اصغر ہے مگر یہ قول ضعیف ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طاؤس رحمہ اللہ سے منقول ہے مگر یہ نقل صحیح نہیں ہے۔(تفسیر ابن جریر:٦/٢٥٦)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تحقیق: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول مختلف طرق سے مروی ہے:

① ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو۔(کفر اصغر مراد ہے)ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے ۔ابن ابی حاتم اور حاکم نے روایت کیا ہے دونوں نے((سفیان بن عیینه عن هشام بن حجیر عن طاؤس عن ابن عباس)) روایت کیا ہے کہتے ہی کہ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (المائدة:٤٤)﴾ میں کفر سے مراد وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو جو ملت سے خارج کرنے والا ہوتا ہے بلکہ یہ کفر دون کفر ہے۔(حاکم فی المستدرك:٢/٣١٣ وقال صحيح الاسناد)

جواب: یہ اثر صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس میں ایک راوی ہشام بن حجیر ضعیف ہے علامہ ذہبی کہتے ہیں شیخ لابن جریج ضعفه ابن معین و احمد ابن معین، احمد اور ذہبی نے اسے ضعیف کہا ہے(دیوان الضعفاء:٢٠/٤١٧_٤٤٦٢ المغنی فی الضعفاء:٢/٤٧٧_٦٧٤٥)

ابن حجر کہتے ہیں: صدوق ہے مگر وہم والا ہے۔امام یحییٰ بن سعید القطان، علی ابن المدینی، امام ابن عدی اور العقیلی نے بھی ضعیف کہا ہے۔(الجامع:٢/٨٥٨)

البتہ بعض متساہل علماء مثلاً ابن حبان نے اسے قوی قرار دیا ہے مگر ابن حبان متساہل مشہور ہیں جیسا کہ علامہ المعلمی الیمانی کہتے ہیں کہ العجلی کی توثیق کو بھی میں نے ابن حبان کی توثیق کی طرح پایا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔(الانوار الکاشفه:٦٨)

پھر کہتے ہیں: اسی طرح ابن سعد کی توثیق ہے اس لیے کہ اس کی توثیق کا زیادہ تر حصہ واقدی سے ہے

جو کہ متروک ہے

خلاصہ کلام یہ کہ ہشام بن حجیر ضعیف ہے اس لیے ان کی روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا البتہ اس کی روایت متابعات میں فائدہ دے سکتی ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا متابع نہیں ہے لہٰذا یہ ضعیف ہے صحیح نہیں ہے۔

② ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے: ومن لم یحکم ...... میں کفر اکبر ہی مراد ہوگا مگر ایسا کفر نہیں کہ اللہ، اس کے رسولوں، کتابوں اور فرشتوں پر کفر ہو لیکن بعد کا جملہ ابن طاؤس رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا ومن لم یحکم ...... کا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کفر ہے۔ ابن طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ اس جیسا کفر نہیں جو اللہ، اس کے رسولوں، کتابوں اور فرشتوں کے ساتھ کفر کیا جائے۔ (تفسیر طبری بحوالہ الجامع: ۲/۸۵۹)

مذکورہ بالا حوالہ سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اس بات کو منسوب کرنا غلط ہے کہ وہ اس آیت سے کفر دون کفر مراد لیتے ہیں بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس آیت سے کفر اکبر مراد لیتے ہیں۔ اس بات کے دو دلائل اور بھی ہیں۔

❶ امام نسائی فرماتے ہیں: باب تاویل قول اللہ ومن لم یحکم ...... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت کے ساتھ منقول ہے کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بادشاہوں نے توراۃ اور انجیل کو بدل ڈالا۔ ان میں سے کچھ ایسے تھے جو مومن تھے اور بادشاہوں سے کہا کہ یہ لوگ بادشاہوں کے بارے میں ایسی آیات پڑھتے ہیں جو بادشاہوں کے لیتے بدترین گالی ہے وہ آیت ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ اس کے علاوہ یہ آیت ہمارے عیوب کی نشان دہی کرتی ہے۔ آپ ان سے کہیں کہ یہ اسی طرح پڑھا کریں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور یہ اس طرح ایمان لائیں جس طرح ہم ایمان لائے ہیں بادشاہ نے انہیں بلا کر دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا کہ یا تو قتل ہونے کے لیے تیار ہو جائیں یا توراۃ و انجیل پڑھنا ترک کر دیں سوائے اس کے جسے بدل دیا گیا ہے۔ (نسائی)

استدلال: معلوم ہوا کہ یہ آیت توراۃ میں تحریف سے پہلے نازل ہوئی تھی اور بعد میں قرآن کی اس آیت سے بھی اس کی تصدیق ہوگئی

❷ اس آیت میں مذکور کفر سے مراد کفر اکبر اس لیے ہے کہ کلام الٰہی میں تحریف وتبدیلی بالاتفاق کفر ہے۔

❸ تیسری دلیل سورۃ انعام کی آیت ۱۲۱ ہے: ﴿وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ (الانعام) ﴾ اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو تم مشرک ہوگے۔ اس کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کچھ مشرک لوگ مسلمانوں کے ساتھ ذبیحہ (کے حلال) اور مردار کے حرم ہونے پر جھگڑا کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ جسے تم قتل کرتے ہو اسے کھاتے ہو جسے اللہ قتل کردے (یعنی مردار) وہ تم نہیں کھاتے تو اللہ نے فرمایا کہ اگر تم نے ان کی بات مان لی تو تم مشرک ہوگے۔ (ابن کثیر: ۲/۱۶۹)

استدلال: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت کے ایک مسئلہ تحلیل وتحریم میں بھی اگر شریعت کی مخالفت کی گئی تو یہ شرک ہے کرنے والا مشرک ہے تو پوری شریعت کو بدلنے اور اس کی جگہ کوئی اور قانون نافذ کرنے والا کافر نہیں ہوگا؟ یہ قرائن اس بات کی دلیل ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک آیت میں مذکور کفر سے مراد کفر اکبر ہے اور کفر اصغر یا کفر دون کفر کی نسبت ان کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

اس بات کے دلائل کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ملت سے خارج کردینے والا کفر ہے

① اجماع صحابہ: عمر فارق، علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی یہ منقول ہو چکا ہے کہ یہ کفر اکبر ہے ملت سے خارج کردینے والا ہے اور کسی بھی صحابی سے کفر دون کفر والی رائے ثابت نہیں ہے نہ ہی تابعی کی مخالفت کا اعتبار نہیں ہے جیسے طاؤس اور عطاء وغیرہ اس لیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا

اتفاق کفر اکبر مراد لینے پر ہو چکا ہے۔اجماع اس لیے کہ مذکورہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت کسی صحابی نے نہیں کی لہٰذا اجماع ہوا۔

② عربی لغت کی دلالت: آیت میں کفر معرف باللام آیا ہے (الکافرون) اور یہ معنی کے مکمل ہونے پر دلالت کرتا ہے یعنی کفر اکبر ہونے کفر اکبر اس لیے کہ:

❶ الف لام کا لانا کفر کے ثبوت ولزوم پر دلالت کرتا ہے صرف فعل کے حدوث وتجدد پر نہیں۔

❷ الکافرون الف لام کے ساتھ مذکور ہوتا ہے تا کہ مسمی کا کمال (تکمیل) حاصل ہو جو کہ کفر اکبر ہے۔

❸ یہاں جواب شرط کے طور پر پورا جملہ اسمیہ مذکور ہے جس میں مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہیں ۔اولئک اور الکافرون۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ خبر (الکافرون) مبتدا (اولئک) میں منحصر ہے یہ اسم اشارہ ہے جو من لم یحکم کی طرف ہے اور مبتدا میں خبر کا منحصر ہونا کہ وہ بھی معرف باللام ہے یہ دلالت کرتا ہے مبالغہ پر یعنی حصول کمال کفر ان لوگوں کا جو لم یحکم بما انزل اللہ (سے متصف ہیں)۔(الایضاح فی علوم البلاغة:۱۰۱)

❹ مبتدا کا خبر پر مقدم ہونا جملہ خبریہ میں جواب شرط میں اگر چہ یہ لغت میں اصل وقاعدہ ہے لیکن تقدیم ماحقہ التاخیر حصر کا فائدہ کرتا ہے۔

④ شرع سے دلالت: اگر اس آیت میں کفر کا حکم صرف ترک حکم بما انزل اللہ کی بنا پر مرتب ہو تو حکم بغیر ما انزل اللہ خود ہی لازم ہو جائے گا جیسا کہ آیت کے سبب نزول سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہود نے حکم بما انزل اللہ کو ترک کیا تھا یعنی رجم ۔اور حکم بغیر ما انزل اللہ کیا تھا یعنی کوڑے مارنا اور منہ کالا کرنا ۔لہٰذا یہ آیت دو لحاظ سے مکفر ہے:

❶ الحکم بغیر ما انزل اللہ۔

❷ اور ترک حکم بما انزل اللہ۔

لہٰذا شریعت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہاں کفر سے مراد کفر اکبر ہے۔

تیسری غلط فهمی یا شبه: یہ آیت اس کے بارے میں ہے جو ایسا کرنا سمجھتا ہو۔ اس بارے میں بعض مفسرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک آیت میں مراد انکار کرنا یعنی آدمی تب کافر ہوتا ہے جب وہ ما انزل اللہ کا منکر ہو جائے یہ مسلک عکرمہ کا بھی ہے۔(تفسیر طبری:٦/٢٥٧،ابو حیان:٣/٤٩٣)

البتہ دیگر صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم مثلاً ابن مسعود وغیرہ نے یہ شرط نہیں لگائی بلکہ ان کے نزدیک ترکِ حکم بما انزل اللہ مطلقاً کفر ہے ان سے منقول ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حسن بصری ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ جس نے رشوت لے کر فیصلہ بدل دیا اور بغیر ما انزل اللہ فیصلہ کرلیا تو اس نے کفر، فسق اور ظلم کیا ۔(محاسن التاویل للقاسمی :٦/٢١٥)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے بارے میں ہے جو بغیر ما انزل اللہ فیصلہ کرتا ہے مسلمان ہو یہود ہو یا کفار۔ (قرطبی:٦/١٩٠)

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی طرف سے یہ الفاظ بڑھائے ہیں۔((معتقداً ذلك و مستحلًا له)) کہ اس کا اعتقاد رکھتا ہوا سے حلال سمجھتا ہو۔ لیکن یہ الفاظ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وحسن بصری رحمہ اللہ سے دلیل نہیں ہو سکتی مذکورہ اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ جو انکار اور استحلال کی شرط لگاتا ہے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ شرط لگائی ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے یہ شرط نہیں لگائی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال میں اختلاف پیدا ہوا تو ان میں سے کوئی بھی قول حجت نہیں ہے ترجیح اس قول کو حاصل ہوگی جس میں یہ شرط اور قید نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ قول مندرجہ ذیل کی بنا پر قوی ہوگا۔

① اس لیے کہ اس شرطیت کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے بلکہ یہ نص ظاہر کے خلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول یہ قول کہ جس نے اللہ کے نازل کردہ کا انکار کیا تو وہ کافر ہوا اور جس نے اقرار کیا مگر اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ ظالم و فاسق ہوا۔(طبری:٦/٥٧)

یہ قول بھی کتاب وسنت کے نص کے خلاف ہے اس لیے کہ اللہ نے کفر مطلق ذکر کیا ہے (من لم تحکم)اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے انکار سے معلق کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تعلیق آیت پر وارد نہیں ہو سکتی ۔دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح کی شرط لگاتے ہیں وہ اس حدیث کی بھی مخالفت کرتے ہیں ۔جس نے ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو وہ شرط باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں ۔(متفق علیہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہما خود فرماتے ہیں قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں میں کہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔(فتح المجید)

اسی وجہ سے ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :بعض نے اس آیت کی تاویل میں کہا ہے کہ یہ آیت اس کے بارے میں ہے جو بماانزل اللہ کو انکار کی بنا پر ترک کرتا ہے یہ عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور یہ مرجوح تاویل ہے اس لیے کہ صرف انکار ہی کفر ہے اگرچہ وہ فیصلہ کے یا نہ کرے۔(مدارج السالکین: ۱/۳۶۵)

② اس آیت میں کفر سے مراد کفر اکبر ہے جو ملت سے خارج کرنے والا ہے لہٰذا جو کفریہ قوانین اور نظام وقانون آئین یا پاکستان، دستور وغیرہ کے مطابق فیصلے کرتے ہیں یا ایسا کرنے والے کو اچھا کہتا یا سمجھتا ہے یہ اسلام سے خارج ہے اور کفر میں داخل ہے۔

③ اس آیت میں ﴿ **مکفر ترک حکم بماانزل اللّٰہ** ﴾ ہے چاہے یہ کام استحلالاً ہو، قصداً ہو کہ جحوداً، مرکزی نقطہ یہاں ترک حکم بماانزل اللہ ہے باقی شروط اس میں معتبر نہیں ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

④ مذکورہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کسی نے ایک بھی فیصلہ میں ترک حکم بماانزل اللہ کر لیا یا متعدد فیصلوں میں دونوں میں یہ کفر وارتداد ہے البتہ وہ حاکم جو اجتہادی غلطی کی بنا پر ایسا فیصلہ کرتا ہے وہ مستثنیٰ ہے جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

خلاصہ

اس بارے میں علماء کے اقوال بھی ہیں جن کا ذکر بعد میں ہوگا مگر اس سے قبل ایک اور اہم مسئلہ کی وضاحت اور اس کا حکم بیان کرنا ضروری ہے وہ مسئلہ ہے اسمبلی و پارلیمنٹ میں جانا (ممبر بننا) حکومت میں شامل ہونا اور جمہوریت پسند جو حیلے بہانے تراشتے ہیں اپنے کفر کے دفاع کے لیے اس کا بھی ذکر ہوجائے گا۔اب وہ دلائل ذکر کیے جاتے ہیں جن سے یہ ثابت ہو کہ اسمبلی و پارلیمنٹ کا ممبر بننا ارتداد ہے۔

وہ دلائل کہ جن کی رو سے اسمبلی ممبر بننا کفر ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو تمام مخلوق کو رزق دیتی ہے وہی زندگی اور موت دیتی ہے وہی اللہ مخلوق کا خالق مدبر ہے نفع نقصان کا مالک ہے وہی قانون بنانے والا ہے وہی ہر چیز کا مالک ہے مسلمان کو اس بات میں شک نہیں ہے کہ احکام صادر کرنا حلال حرام قرار دینا یہ اللہ کی صفت ہے۔تشریع بھی اللہ کا ہی حق ہے اسی نے بندوں کے لیے شریعت پسند کی ہے۔لہٰذا ان تینوں امور میں اللہ نے اپنے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا......شریک کرے گا تو وہ اسمبلی میں جا کر قانون بنائے گا کیا یہ لوگ ان امور میں اللہ کے ساتھ خود کو برابر سمجھتے ہیں کہ نہیں؟ بلکہ جمہوریت کے پیروکار کہتے ہیں کہ یہ بل اسمبلی نے پاس کیا ہے لہٰذا اس کا ماننا سب کے لیے ضروری ہے کیا ان لوگوں نے اللہ کی یہ تین صفات جان لی ہیں کہ یہ اللہ کے حرام کردہ کو حلال اور اس کے حلال کردہ کو حرام قرار دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ جب ہم سے لا الٰہ الا اللہ کو قبول کرتا ہے تو تین صفات کے ساتھ قبول کرتا ہے۔اعتقاد،قول،عمل،سلف صالحین کے مسلک کے مطابق یہ ایمان قبول ہونے کی شرائط ہیں اگر اسمبلی ممبران اللہ پر شرعی قوانین پورا کرنے والا ایمان لائے ہوں تو انہیں اسمبلی میں نہیں جانا چاہیے۔

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ

یَـاْذَنْ بِـهِ اللّٰهُ (الشوریٰ:۲۱)﴾ کیا ان کے ایسے شریک ہیں جو ان کے لیے دین میں وہ شریعت بناتے ہیں جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی۔

استدلال: مثلاً شریعت میں زنا، چوری، قذف اور شراب کی حد مقرر ہے ان میں کسی یہ حق واختیار حاصل نہیں ہے کہ ان میں تبدیلی کرے یا ان کو معطل کردے اسی وجہ سے موجودہ کفری وطاغوتی نظام جو پاکستان وافغانستان میں رائج ہے کب کسی شرابی پر حد جاری ہوئی یا کسی چور کا ہاتھ کاٹا گیا؟ یا کسی زانی کو سنگسار کیا گیا؟ (طالبان کے دور میں اللہ کے فضل سے یہ کام جاری ہوگئے تھے) اسی لیے جمہوری وطاغوتی نظام نے ان امور کو معطل کردیا یہ لوگ خود کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں ان احکام کے معطل ہونے پر اسمبلی ممبران راضی ہوں یا نہ ہوں یہ معطل ہوں گے (شریعت کے خلاف دوسری شریعت کو مانتے ہیں) اپنے بنائے ہوئے آئین اور قانون کا ان سے احترام کرواتے ہیں (ممبر قومی اسمبلی) کے لیے لازم ہے کہ اس قانون کو مانے ورنہ وہ نہ ممبر رہ سکتا ہے نہ ووٹ لینے کا حق دار ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ الیکشن کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے ہی کافر ہوگیا تھا کہ اس نے کفر اور جمہوریت کے قانون پر دستخط کیے تھے

دوسری دلیل: یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ جب اسمبلی ممران کے درمیان اختلاف پیدا ہوتا ہے تو اس کو طاغوت (آئین وقانون) کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہ ہی ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہے لہٰذا یہ نواقض ایمان میں سے ہے اس بنا پر یہ ایمان سے خارج ہیں اس کی دلیل یہ آیت: ﴿ **اَلَـمْ تَرَ اِلَـى الَّـذِيْـنَ يَـزْعُـمُـوْنَ اَنَّهُـمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَـحَـاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلاً بَـعِيْدًا** (النساء:٦٠)﴾ کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جن کا خیال (یا دعویٰ) ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے ہیں جو آپ ﷺ اور آپ ﷺ سے قبل نازل ہوا ہے یہ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے طاغوت کے پاس لیجائیں حالانکہ انہیں حکم کیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی

میں ڈال دے۔

علامہ شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ طاغوت یعنی ماسویٰ اللہ، کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور کی طرف فیصلہ نہ لیجانا فرائض میں سے ہے جو طاغوت کے پاس فیصلہ لے جاتا ہے وہ مومن نہیں بلکہ مسلمان نہیں۔ (تیسیر العزیز الحمید: ٤١٩)

علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے طاغوت (جمہوری نظام) کے پاس فیصلہ لیجانے کو طاغوت پر ایمان قرار دیا ہے اور طاغوت پر ایمان اللہ پر کفر ہے جس طرح کہ طاغوت پر کفر اللہ پر ایمان ہے۔

تیسری دلیل: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا (النساء:٥٩)﴾ ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم میں سے اولی الامر ہیں۔ اگر تم کسی بات میں اختلاف کر بیٹھو تو اسے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

① حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات پر قاطع دلیل ہے کہ تنازعہ کے وقت فیصلہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجانا واجب ہے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں جس نے ان کے علاوہ کسی اور طرف لیجانے کو جائز قرار دیا اس نے اللہ کے حکم کے الٹ کام کیا جس نے تنازعہ کے وقت غیر اللہ کے حکم کی طرف دعوت دی اس نے جاہلیت کا دعویٰ کیا۔ آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک ہر تنازعہ کا فیصلہ اللہ اور کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ لیجائے اس لیے کہ اللہ فرماتا ہے: ﴿اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾ اور یہ شرط ہے جس کے انتفاء سے مشروط بھی منتفی ہوجاتا ہے لہٰذا یہ دلیل ہے کہ جو شخص تنازعہ کے وقت اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے پاس فیصلہ

لے گیا۔ وہ اللہ وآخرت پر ایمان کے مقتضی سے خارج ہے۔ یہ قاطع وفیصلہ کن آیت اس مسئلے میں کافی ہے یہ اپنے مخالفین کے خلاف واضح فیصلہ کرنے والی ہے اور اپنے تھامنے والے کو بچانے والی ہے۔

(۲) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (آیت کا مفہوم ہے کہ) اپنے جھگڑے وتنازعات کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے پاس لیجایا کرو اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جو شخص تنازعہ کے وقت کتاب وسنت کے پاس فیصلے نہیں لیجاتا وہ اللہ اور آخرت پر ایمان لانے والا نہیں ہے۔ موجودہ بے دین اور طاغوتی نظام اپنانے والے کو سوچنا چاہیے کہ یہ لوگ آئین وقانون اور تھانہ کچہری میں اپنے فیصلے لیجاتے ہیں اور انہیں فیصلوں کے مراکز مانتے ہیں کیا یہ لوگ ابن کثیر رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق کافر نہیں ہیں؟ یا تمہارے نزدیک اور درباری ملاؤں کے نزدیک ابن کثیر بھی تکفیری ہے؟

چوتھی دلیل: ﴿وَ اللّٰہُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ وَ ھُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ﴾(الرعد: ٤٠) اللہ فیصلہ کرتا ہے کوئی اس کے فیصلے کو پیچھے نہیں کرسکتا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

استدلال: فرض کریں کہ ایک اسمبلی ممبر یہ کہے کہ یہ شریعت کا حکم ہے اسے نافذ کیا جائے اسکے لیے ووٹنگ ہوتی ہے اگر وہ حکم قانون وآئین پر پیش کیا جاتا ہے اگر اس سے متصادم ہو تو اسے رد کر دیا جاتا ہے کیا اس سے بڑا کوئی کفر ہے؟ کہ احکم الحاکمین کا حکم ارذل العالمین اور اخبث الاخبثین کے سامنے پیش ہو اور وہ اسے رد کر دے؟ کیا یہ کفر نہیں ہے؟ طاغوتی نظام کے سیاستدان اور قانون دان سب اللہ کے احکام کو پیچھے دھکیلتے ہیں کیا اس طرح یہ لوگ کافر نہیں ہیں؟

پانچویں دلیل: ﴿فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی﴾(البقرہ:٢٥٦) جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔

استدلال: اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ نظام طاغوت کا ہے اور اس کی طرف فیصلے

لیجائے جاتے ہیں یہی بت ہیں جن کی عبادت آج یہ جمہوریت پسند کررہے ہیں۔

مذکورہ پانچوں دلائل اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ پارلیمنٹ اور اسمبلی میں شرکت (ممبر بننا) کفر اور ارتداد ہے۔

اس بارے میں علماء کے اقوال کہ تحاکم الی الطاغوت اور جمہوریت کفر ہے

① علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ: اس آیت (نساء:٦٠) میں اللہ نے طاغوت کے پاس فیصلہ لیجانے کو طاغوت پر ایمان قرار دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ طاغوت پر ایمان اللہ کے ساتھ کفر ہے اور طاغوت پر کفر اللہ پر ایمان ہے۔(محاسن التاویل)

② علامہ ابن حزم رحمہ اللہ: اس آیت میں اللہ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر بتلایا ہے کہ اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے فیصلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے پاس نہ لائے اور پھر اس فیصلے کو دل سے تسلیم نہ کرلے معلوم ہوا کہ فیصلہ لیجانا الگ اور سے دل سے تسلیم کرنا الگ چیز ہے۔جب تک دل سے تسلیم نہ کرے اس وقت تک بھی مومن نہیں ہوسکتا۔(الفصل فی الملل والنحل:٣/٢٣٥)

③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کفار کے ساتھ موالات کہ جس کی بنا پر اللہ نے اہل کتاب ومنافقین کی مذمت کی ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے بعض کفریہ عقائد پر ایمان لایا جائے اور کتاب اللہ کو چھوڑ کر ان کے پاس فیصلہ لیجایا جائے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ (النساء:٥١)﴾ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا حصہ دیا گیا اور وہ ایمان لاتے ہیں منتر اور طاغوت پر؟(مجموع الفتاوی:٢٩/١٩٩)۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: جس نے انبیاء علیہم السلام کی شریعت بدل ڈالی اور نئی شرع بنالی تو اس کی بنائی ہوئی شرع باطل ہے اس کی اتباع جائز نہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔کیا ان کے ایسے شریک ہیں جو ان کے

لیے وہ شریعت دین میں سے بناتے ہیں جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی ؟اسی لیے یہود ونصاریٰ کوکافر قرار دیا کہ انہوں نے تبدیل شدہ منسوخ شرع کواپنا رکھا تھا۔(مجموع الفتاویٰ :۳۶۵/۳۵)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: جوشریعت اللہ کی ہے اوراس نے اپنے رسول ﷺ پرنازل فرمائی ہے اس سے نکلنے کا حق کسی کونہیں ہے اس سے وہی نکلتا ہے جو کافر ہو۔سوچنا چاہیے کہ جب شریعت الٰہی سے خروج یعنی اس کا التزام نہ کرنا کفر ہے تو پھر جمہوریت پسند طاغوتی جو کہ شریعت کے مقابلے پر قانون بناتے اوراسے شریعت پر ترجیح دیتے ہیں اورلوگوں کواس قانون پرعمل کرنے پر مجبور کرتے ہیں کیا وہ لوگ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس قول کے مطابق کافر نہیں ہیں؟

④ دوسری جگہ فرماتے ہیں: یہ معلوم بات ہے کہ جوشخص اس امرونہی کوساقط کرتا ہے جواللہ نے رسول ﷺ کے ذریعے نازل کیے ہیں تو ایسا شخص باتفاق مسلمین اور یہود ونصاریٰ کے نزدیک کافر ہے۔(مجموع الفتاویٰ:۱۰۶/۸)

استدلال: موجودہ طاغوتی نظام اسلامی احکام کومعطل کرتا ہے۔زنا،سوداورشراب کوحلال قرار دیتے ہیں (حلال اس طرح قرار دیتے ہیں کہ اس پر حد نہیں لگاتے بلکہ اسے ظلم کہتے ہیں) یہ امرونہی جس کے نہ ماننے سے آدمی کافر ہوتا ہے۔

⑤ دوسری جگہ فرماتے ہیں: جب انسان کسی متفقہ حلال کوحرام یا حرام کوحلال قرار دیدے تو گویا وہ متفقہ شریعت کوبدل دیتا ہے تو وہ باتفاق فقہاء کافر ہے۔(مجموع الفتاویٰ:۲۶۷/۳)

اس سے معلوم ہوا کہ آئین پاکستان اور پاکستانی قانون نے حلال کوحرام اورحرام کوحلال قرار دیدیا ہے بلکہ اسے جائز ولازم کردیا ہے جوشخص اس خودساختہ قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ مجرم شمار ہوتا ہے اسے سخت سزاء دی جاتی ہے کیا اس طرح کے لوگ کافر نہیں؟

⑥ ایک اورجگہ فرماتے ہیں: جب بھی کوئی عالم کتاب وسنت کا علم چھوڑ دے اور اللہ ورسول ﷺ کے حکم وفیصلے کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ مرتد کافر ہے دنیا وآخرت میں سزاء کا مستحق

ہے۔(مجموع الفتاوی:۲۷۳/۳۵)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول درباری مرتد ملاؤں نے بارہا پڑھا ہوگا اس کے باوجود یہ مرتد حکمرانوں کے درباروں میں دم ہلاتے پھر رہے ہیں۔شیخ الاسلام کے فرمان کے مطابق یہ بھی کفار مرتد اور دنیا وآخرت میں سزاء کے مستحق ہیں۔

⑦ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ان تا تاریوں سے سوال کیا گیا جنہوں نے شام کے علاقوں پر حملہ کیا وہ اسلام کا اظہار کرتے ہیں مگر شریعت کے بہت سے احکام کا التزام نہیں کرتے ان کا کیا حکم ہے ان سے قتال کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا کوئی بھی گروہ جو شریعت کے ظاہری ومتواتر احکام کے التزام سے رک جاتے ہیں چاہے تا تاری ہوں یا کوئی اور ان سے قتال کرنا واجب ہے اس وقت تک کہ جب تک وہ شرائع اسلام کا التزام نہ کریں۔اگرچہ وہ شہادتین کا اقرار کرتے ہوں اور بعض شرائع کا التزام بھی کرتے ہوں جیسا کہ ابوبکر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مانعین زکاۃ کے خلاف جہاد کیا تھا اس پر بعد میں بھی فقہاء نے اتفاق کیا ہے۔عمر رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بحث کرنے کے بعد صحابہ کرام نے کتاب وسنت پر عمل کرتے ہوئے حقوق اسلام کے لیے قتال کرنے پر اتفاق کرلیا معلوم ہوا کہ شرائع پر عمل کیے بغیر صرف اسلام کو تھامنے سے قتال ساقط نہیں ہوتا۔قتال واجب ہے جب تک دین مکمل طور پر اللہ کے لیے نافذ نہ ہو اور فتنہ ختم نہ ہو جب بھی دین غیر اللہ کا ہوگا تو قتال واجب ہوگا جو بھی گروہ فرض نماز، روزہ، حج اور مال وجان کی حرمت۔شراب، زنا، جوئے کی حرمت اور ذی محرم سے نکاح کی حرمت، کفار سے جہاد کے التزام یا اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے جیسے واجبات دین اور ان محرمات سے کہ جن سے انکار کا کوئی عذر نہیں ان کو نہ کرنے والا انہیں ترک کرنے والا کافر شمار ہوگا اس لیے کہ یہ سب واجب ہیں۔ان سے انکار کرنے والے گروہ سے قتال کیا جائے گا اگرچہ وہ ان کا اقرار کرتا ہو میرے خیال میں اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔(مجموع الفتاوی:۲۸/۵۰۱)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول موجودہ فوجیوں اور پولیس والوں اور دیگر مرتدین جو کفر کے تحفظ کے لیے رات دن کوشاں ہیں اور شریعت سے مکمل طور پر بے خبر و لاعلم ہیں ان پر بھی صادق آتا ہے۔

⑧ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مانعین زکاۃ کے خلاف قتال ہوگا اگرچہ وہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھتے ہوں رمضان کے روزے رکھتے ہوں ان کے لیے کوئی معتبر شبہ نہیں تھا (جس کی وجہ سے انہیں معذور سمجھا جاتا) لہٰذا وہ مرتد ہیں اس کے نہ کرنے سے ان کے ساتھ قتال کیا جائے گا اگرچہ وہ وجوب کا قائل ہو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے ان منکرین سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زکاۃ لینے کا حکم دیا ہے۔﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ساقط ہوگیا۔(مجموع الفتاوی:۲۸/۵۱۹)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اقرار کافی نہیں ہے بلکہ شریعت پر عمل لازم ہے اس لیے یہ لوگ زکاۃ کے قائل تھے لیکن زکاۃ نہیں دیتے تھے لہٰذا وہ مرتد قرار پائے کیا موجودہ حکمران اور جمہوریت پسند جنہوں نے تمام شرعی احکام معطل کر رکھے ہیں کیا یہ مرتد نہیں ہیں یہ تو ان سے بھی بڑے مرتد ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن اور اجماع سے ثابت ہے کہ دین اسلام نے اپنے سے قبل تمام ادیان کو منسوخ کر دیا ہے اب اگر کوئی شخص توراۃ وانجیل کے احکام کا التزام کرتا ہے اور قرآن کی اتباع نہیں کرتا تو وہ کافر ہے اللہ تمام شریعتوں کو جو توراۃ میں تھیں یا انجیل میں اور دیگر ادیان سب باطل کر دیے ہیں اور اسلامی شرائع کو جنوں اور انسانوں پر تقسیم کر دیا ہے اب صرف وہی حرام ہے جسے اسلامی شرع نے حرام کیا ہے اور وہی فرض ہے جسے اسلام نے فرض کیا ہے۔(احکام اھل الذمۃ:۱/۲۵۹)

جب اللہ توراۃ وانجیل کے احکام ہم سے قبول نہیں کرتا اور ہم ان کے نفاذ سے کافر قرار پاتے ہیں تو کیا جمہوریت پسند طاغوتی ڈیموکریٹ کفری قوانین قوانین ماننے سے کافر نہیں ہوں گے؟

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ یاسق کے بارے میں جو چنگیز خان کے بنائے ہوئے قوانین اور مختلف ادیان اور اسلام کے کچھ احکام کا مجموعہ تھا اس کے مطابق تاتاری اپنے فیصلے کرتے تھے اس کے بارے میں ابن

کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں اللہ کی اس تمام شریعتوں کی مخالفت ہے جو اللہ نے اپنے انبیاء پر نازل کی تھیں (اس لیے کہ) جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ محکم شریعت کو چھوڑا اور فیصلہ کسی منسوخ شدہ شریعت کے پاس لے گیا تو وہ کافر ہے تو اس کے بارے میں کیا کہیں گے جو یاسق کے پاس فیصلہ لیجاتا ہے اور اسے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم کرتا ہے جس نے ایسا کیا وہ باتفاق مسلمین کافر ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿افحکم الجاھلیة یبغون ......﴾ کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں؟ حالانکہ اللہ سے بہتر حکم کرنے والا کون ہے یقین کرنے والی قوم کے لیے؟ اور فرماتا ہے: تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے اختلافی معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اسے مکمل طور پر تسلیم کرلیں۔ (البداية والنهاية: ۱۱۹/۱۳)

آیت ﴿افحکم الجاھلیة یبغون ......﴾ کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اللہ اس آدمی کی مذمت کررہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلتا ہے حالانکہ یہ حکم ہر قسم کی بھلائی پر مشتمل اور ہر قسم کے شر سے منع کرنے والا ہے اسے چھوڑ کر کوئی آدمی دوسری آراء وخواہشات واصلاحات کی طرف جاتا ہے جنہیں انسانوں نے وضع کیا ہے اور اللہ کی شریعت سے اس کی کوئی سند نہیں ہے جیسا کہ اہل جاہلیت ان گمراہیوں اور جہالتوں کے مطابق کرتے تھے کہ اپنی آراء وخواہشات سے قوانین وضع کرتے تھے اور جس طرح تاتاری اپنے ملکی سیاست کے فیصلے یاسق کے مطابق کرتے تھے جو ان کے لیے ان کے بادشاہ چنگیز خان نے مختلف شریعتوں یہودیت، نصرانیت، اور اسلامی احکام لے کر مرتب کیا تھا (جیسے متحدہ مجلس عمل، افغانستان و پاکستان کا آئین) بہت سے احکام صرف اس کی ذاتی رائے پر مبنی تھے یہ کتاب یاسق اس کی اولاد میں قابل اتباع شرع وقانون قرار پائی اور وہ اسے کتاب وسنت پر مقدم رکھتے تھے جس نے ایسا کیا وہ کافر ہے اس کے ساتھ اس وقت تک قتال کرنا واجب ہے جب تک وہ کتاب وسنت کی طرف نہ لوٹ آئے کسی بھی مسئلے میں ان دونوں کے علاوہ کوئی فیصلہ نہ کرے...... اللہ

سے زیادہ عادلانہ فیصلہ کس کا ہوسکتا ہے؟ اس کے لیے اللہ کی شریعت کو سمجھے اور اللہ پر ایمان لائے اس پر یقین رکھے اور یہ جان لے کہ وہ اللہ سب سے بہتری فیصلہ کرنے والا ہے اور اپنی مخلوق پر بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے وہ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے ہر چیز پر قادر ہے ہر چیز کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔(ابن کثیر ٢/٦٧)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے اس فتویٰ میں چند توجہ طلب باتیں

① تقریباً سات سو سال قبل کا یہ فتویٰ موجودہ بے دین طاغوتی جمہوری پارلیمانی اسمبلیوں کے کفر پر صحیح صادق آتا ہے اس لیے کہ یہ فتویٰ عام ہے ہر اس شخص کے بارے میں ہے جو اللہ کے فیصلے سے خروج کرتا ہے اور لوگوں کے جگہ، قانون، آئین اور فیصلوں کو لیتا ہے۔ابن کثیر رحمہ اللہ نے پھر مثالیں ذکر کی ہیں کہ جیسے جاہلیت کے لوگ فیصلے کرتے تھے اور جس طرح تاتاری اپنے قانون یاسق کے مطابق فیصلے کرتے تھے معلوم ہوا کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ دو مثالیں صرف ضرب المثل کے طور پر دی ہیں فتویٰ کی تخصیص کے لیے نہیں اسی لیے فتویٰ کا اختتام اس شرطیہ جملے کے ساتھ کیا کہ:فمن فعل ذلك فهو كافر. جو بھی اس طرح کرے گا وہ کافر ہے اس کے ساتھ قتال واجب ہے۔تاکہ معلوم ہو کہ جو بھی خودساختہ آئین وقانون کے مطابق فیصلے کرے گا وہ کافر ہے اس کے ساتھ قتال واجب ہے تاکہ معلوم ہو کہ جو بھی خودساختہ آئین وقانون کے فیصلے کرے گا وہ کافر ہے واجب القتل ہے۔

② ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یاسق ایک کتاب تھی (جیسے تعزیرات پاکستان یا افغانستان کا قانون اساسی) یہ یاسق تین ادیان سے مرکب تھی، یہودیت، نصرانیت اور اسلام۔بہت سے احکام چنگیز خان نے اپنی آراء اور خواہش سے بھی بنا رکھے تھے یہی صورت انگریزی آئین اور قانون اساسی اور وضعی میں بھی ہے کہ یہودیت، نصرانیت اور روشن خیالوں کی آراء سے مرکب ہے اگر کچھ لوگ کہیں کہ اس کے بعض حصوں کو مانیں گے اور بعض کو نہیں تو یہ بھی غلط ہے اس لیے کہ بعض حصوں کے ماننے

سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا اللہ نے اسی بنا پر یہود کو کافر قرار دیا تھا کہ حدود میں سے ایک حد رجم کو بدل ڈالا تھا جبکہ ان خودساختہ آئین وقوانین میں تمام حدود کو ضائع کر دیا گیا ہے کیا ایسا کرنے والے کافر نہیں ہیں؟

③ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یاسق چنگیز خان کی اولاد میں قابل اتباع قانون کا درجہ اختیار کر گیا۔لیکن موجودہ جمہوری طاغوتی قوانین چنگیزی قوانین کی بنسبت زیادہ کفر ہے اس لیے کہ تاتاریوں نے دیگر لوگوں پر اس قانون کو لازم نہیں کیا تھا جبکہ یہ جمہوری طاغوتی لوگ اپنا کفریہ آئین واساسی قانون اللہ کے قانون کی طرح دوسروں پر لازم کرتے ہیں اور جو اس کفریہ قانون سے انحراف کرتا ہے اسے سزاء دیتے ہیں اسے آئین کی توہین قرار ہیں کیا یہ لوگ تاتاریوں سے بڑھ کر کافر نہیں ہیں؟

④ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جیسا کہ چنگیز خان کے وضع کردہ قوانین کے مطابق اس کی اولاد عمل پیرا تھے اگر کوئی اور بھی اس طرح کرے گا تو وہ کافر ہے اس کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے۔اس جملے میں ان لوگوں کا رد ہے جو مرتد حکمرانوں کا دفاع کرتے ہیں جیسے درباری ملا جنہوں نے ان مرتد حکمرانوں کی تائید وحمایت کے لیے نام نہاد اسلامی تنظیمیں اور جماعتیں بنا رکھی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قانون ان حکمرانوں کا بنایا ہوا نہیں ہے ابن کثیر رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ چنگیز خان کے بیٹوں نے یہ قانون نہیں بنایا تھا ان کے باپ کا بنایا ہوا قانون ان کو ورثے میں ملا تھا پھر بھی ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کسی نے ایسا کیا تو وہ کافر واجب القتل ہے۔ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ افغانستان کا قانون اساسی کفار کا بنایا ہوا ہے پاکستان کا آئین یا تعزیرات لارڈ میکاولے کے بنائے ہوئے ہیں مگر پاکستانی اور افغانی مرتد حکمران یہ قوانین لوگوں پر زبردستی نافذ کرتے ہیں۔ابن کثیر رحمہ اللہ کے فتویٰ سے پہلے اللہ کا فتویٰ موجود ہے۔﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

⑤ ابن کثیر رحمہ اللہ کا یہ قول کہ جو ایسا کرتا ہے وہ کافر ہے۔یہاں ابن کثیر رحمہ اللہ نے صرف فعل کی

بنیاد پر کافر قرار دیا ہے یعنی جو خود ساختہ قانون کے مطابق فیصلے کرتا وہ کافر ہے یہ نہیں کہا کہ جو اعتقاداً یا استحلالاً ایسا کرتا ہے یا جو اللہ کے حکم کا انکار کرتا ہے ۔ یہ سب شرطیں فاسد ہیں ۔ یہ غالی مرجئہ کا عقیدہ ہے ۔ دنیا میں کفر کا فیصلہ قول وفعل کی بنیاد پر ہوتا ہے اس کی وضاحت آئے گی ۔

⑥ علامہ شوکانی رحمہ اللہ اپنے شہروں کے حکمران اور لوگوں کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں : کچھ ان کفریہ عادات میں یہ بھی ہے کہ وہ فیصلے اس کے پاس لیجاتے ہیں جو طاغوتی احکام کے ماہر اور جاننے والے ہوں انہیں نہ اللہ سے حیاء آتی ہے نہ بندوں سے شرم آتی ہے نہ ہی انہیں کسی کا خوف ہے بلکہ یہ ان شیطانی قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں ان لوگوں کے مابین جن تک ان کی رسائی ہوتی ہے یہ سب لوگوں کو معلوم ہے مگر کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا نہ اسے کوئی روک سکتا ہے حالانکہ یہ بغیر کسی شک وشبہ کے کفر ہے اللہ اور اس کی شریعت پر جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیا ہے اور اپنے بندوں کے لیے اپنی کتاب میں اسے پسند بھی کیا ہے انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام شرائع پر کفر کیا ہے آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک ان کے خلاف جہاد واجب اور قتال معیّن ہے اس وقت تک جب تک یہ اسلامی احکام کو نہ اپنالیں اور اس کی تابعداری نہ شروع کرلیں اور اپنے فیصلے شریعت مطہرہ کے مطابق کریں طاغوتی نظام سے نکل آئیں شریعت کے اصولوں سے ثابت ہے کہ ایسے طاغوتیوں کے خلاف اگر کوئی شخص جہاد وقتال کرتا ہے تو اس کا ساتھ دیا جائے گا اور اللہ بھی اس کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ تم اگر ہماری راہ میں جہاد کرو گے تو ہم تمہارے قدم مضبوط کردیں گے اور تمہاری مدد کریں گے ۔ اور جس نے ان طاغوتیوں کے خلاف جہاد تک نہیں کیا جب اس کے پاس طاقت تھی تو یہ عذاب کا مستحق ہوگا مسلمانوں پر اللہ کے مختلف عذاب اس لیے آرہے ہیں کہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے جیسے پہلے خوارج مسلط ہوئے تھے پھر قرامطہ اور باطنیہ پھر ترکی جنہوں نے اسلام کا خاتمہ کردیا پھر اب انگریز (یہود ونصاریٰ) اب بھی عبرت حاصل کرلو تو عقل کی بات ہوگی ۔

شوکانی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق موجودہ بے دین اور طاغوتی وکفری نظاموں کے خلاف جس نے طاقت کے باوجود جہاد نہیں کیا تو وہ بہت بڑا گناہ گار ہے ہم سب اس قول کے تحت آتے ہیں جب جہاد نہ کرنے والے گناہ گار ہیں تو ان طاغوتیوں کا ساتھ دینے والے واجب القتل نہیں ہیں؟

⑦ شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ (۱۲۹۲ھ) سے سوال ہوا کہ جو دیہاتی یا گاؤں گوٹھوں کے سرکردہ لوگ اپنے رسوم ورواجوں کے مطابق جو فیصلے کرتے ہیں جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ اچھا طریقہ اور عمل نہیں ہے تو کیا ان پر کفر کا فتویٰ لگا سکتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جو شخص قرآن وسنت کو پہنچانتا ہے (کہ یہ اللہ کا حکم ہے) اور اس کے بعد بھی وہ ان دونوں کو چھوڑ کر کسی اور طرف فیصلہ لیجاتا ہے وہ کافر ہے اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾(الدرر السنية: ۹/ ۲۴۱)

⑧ شیخ حمد بن عتیق نجدی رحمہ اللہ (۱۳۰۱ھ) فرماتے ہیں: چوتھا ناقض (نواقض اسلام میں سے) یہ ہے کہ کتاب وسنت کے بجائے فیصلہ کسی اور کی طرف لیجایا جائے۔ پھر فرماتے ہیں: اس میں اکثر دیہاتوں اور گاؤں کے لوگ مبتلا ہوتے ہیں کہ وہ اپنے باپ دادا کے رسم ورواج وعادات ملعونہ کے مطابق فیصلے کرتے ہیں جنہیں وہ برادری یا قوموں کا قانون کہتے ہیں اسے وہ کتاب وسنت پر مقدم رکھتے ہیں جس نے بھی ایسا کیا وہ کافر ہے اس کے خلاف اس وقت تک قتال کیا جائے گا جب تک وہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف نہ لوٹ آئے۔(مجموعہ التوحید: ۲۱۴)

⑨ شیخ عبداللہ بن حمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے کوئی شریعت بنائی اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کے لیے مجبور کیا اور وہ شریعت اللہ کے حکم کے معارض تھی تو یہ (بنانے والا) ملت سے خارج ہے کافر ہے۔(الجامع: ۸۸۲)

⑩ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ (۱۳۷۹ھ) فرماتے ہیں: واضح کفر اکبر یہ بھی ہے کہ ملعون قانون کو دین اسلام کی جگہ لاگو کیا جائے اس کے برابر قرار دیا جائے اور تنازعات کے وقت اس کی طرف رجوع

کیا جائے یہ اللہ کے اس حکم کی مخالفت اور اس سے عناد ہے: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلاً (النساء:۵۹)﴾ اگر تم کسی معاملے میں اختلاف کر بیٹھو تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔ اللہ نے اس آدمی سے ایمان کی نفی کر دی ہے جو فیصلہ اللہ و رسول ﷺ کی طرف نہیں لیجاتا اور یہ نفی موکد ہے کہ حرف نفی مکرر لایا گیا ہے اور قسم کا صیغہ بھی استعمال کیا۔ فرمایا: ﴿فَلاَ وَ رَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ......﴾ موجودہ دور میں اکثر اسلامی ممالک میں موجود عدالتیں کھلی ہوئی ہیں جن کی طرف لوگ جوق در جوق چلے آتے ہیں ان میں موجود حکام (جج) قرآن وسنت کے خلاف فیصلے کرتے ہیں اور ان پر قانون کو لازم و لاگو کرتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوسکتا ہے؟ اور شہادتین کی مخالف اس سے زیادہ اور کیا ہوگی؟۔ (رسالہ تحکیم القوانین و کتاب الجامع:۲/۸۸۹)

⑪ شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ آیت: ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم کے تحت لکھتے ہیں۔ اس ہدایت اور صحیح بات کرنے والے قرآن کی دیگر باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے وضاحت کر دی ہے کہ جس نے بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کسی اور شریعت (یا قانون) کی پیروی کی اس قانون وشریعت کی پیروی (جو کہ شریعت اسلامی کے خلاف ہے) واضح کفر ہے اسلام سے خارج کر دینے والا ہے۔ (اضواء لبیان:۳/۴۳۹)

⑫ محمد بن جعفر الکتانی جو کہ علمائے یورپ میں سے ہیں فرماتے ہیں: کفار کے قوانین کی پیروی اور ان کے مذہب کو اپنانا ان کے آئین پر عمل کرنا اور لوگوں کے درمیان فیصلے اللہ کے نازل کردہ دین کے بجائے کسی عقلی، سیاسی و کفری آراء کے مطابق کرنا کہ جن کی شریعت سے کوئی دلیل نہ ہو نہ ہی اللہ کا کوئی فرشتہ اسے لایا ہو (وحی پر مبنی نہ ہو) تو قرآن وسنت میں اس بات سے اجتناب کرنے کے بے شمار احکام و دلائل ہیں اس پر وعید و توبیخ ہے جو ایسا کرتا ہے یا اس کی طرف دلی میلان رکھتا ہے۔ ہم ان کے

مذہب کو کیسے اپنا سکتے ہیں کس طرح ہم ان کے قوانین پر عمل کر سکتے ہیں جبکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ، اَلظّٰلِمُوْنَ، اَلْفَاسِقُوْنَ﴾ جس نے اللہ کے نازل کردہ پر فیصلہ نہیں کیا وہ کافر ہے، ظالم ہے۔ فاسق ہے۔ امام طرطوشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ ورسول ﷺ کی طرف سے آئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتا اس میں یہ تینوں صفات مکمل طور پر پائی جاتی ہیں یعنی کفر، ظلم اور فسق۔ (نصیحة اهل الاسلام: ۱۹۱)

⑬ شیخ سلیمان بن سمحان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب بعض اہل طاغوت سے کہا جاتا ہے کہ اللہ ورسول ﷺ کے حکم کی طرف لوٹ آؤ اور طاغوت کے احکام کو ترک کردو تو کہتے ہیں کہ ہم ان قوانین واحکام کو اس لیے نہیں چھوڑ سکتے کہ ہمارے آپس میں لڑائی وقتل وغارت گری ہو جائے گی لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ حالانکہ جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ طاغوت کے پاس فیصلہ لیجانا کفر ہے اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ کفر قتل سے بڑھ کر ہے اور فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے۔ پھر کہتے ہیں: جب یہ فیصلہ (طاغوت کی طرف) لیجانا صریح کفر ہے اور اختلافات دنیا کی طرف سے ہیں تو اس کی وجہ سے کفر کیسے کیا جا سکتا ہے؟ انسان اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اپنے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے اگر پوری دنیا ہی آدمی کی برباد ہو جائے پھر بھی اس کے لیے جائز نہیں کہ طاغوت کے پاس فیصلہ لیجائے اگر دینا خرچ کرنی پڑ جائے تو کر لینی چاہیے مگر طاغوت کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ (الدرر السنية: ۱۰/ ۵۱۰)

⑭ شیخ عبدالرحمٰن السعدی فرماتے ہیں: ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ غیر اللہ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائے اور جو بھی اختلافی معاملہ ہوا سے اللہ ورسول ﷺ کی طرف لوٹائے اس طرح بندے کا دین مکمل طور پر اللہ کے لیے ہوگا اور توحید خالص لوجہ اللہ ہو جاتی ہے اور جو بھی شخص اللہ ورسول ﷺ کے حکم کے علاوہ کسی اور کی طرف فیصلہ لیجاتا ہے وہ طاغوت کو حکم فیصلہ کرنے والا بناتا ہے اگرچہ وہ ایمان کا دعویٰ کرے مگر یہ دعویٰ جھوٹا ہوگا اس لیے کہ ایمان تب ہی مکمل اور صحیح کہلاتا ہے جب دین کے اصول

وفروع میں اللہ ورسول ﷺ کو فیصلہ کرنے والا تسلیم کیا جائے جو اللہ ورسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کے پاس فیصلہ لیجاتا ہے تو وہ اسے رب بناتا ہے اور طاغوت کے پاس فیصلہ لیجاتا ہے۔(القول السدید علی کتاب التوحید)

(۱۵) محمد بن ابراہیم

(۱۶) شیخ عبداللہ بن عقیل

(۱۷) شیخ عبدالعزیز بن رشید

(۱۸) شیخ محمد بن مہیزع

(۱۹) شیخ عبدالعزیز الشتری

(۲۰) شیخ محمد بن عودہ

یہ سب علماء کرام بھی فرماتے ہیں کہ سب سے بدتر اور قابل نفرت برائی اور منکر یہ ہے کہ اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر انسانی قوانین اور نظاموں اور اسلاف کی عادات ورسوم کے پاس فیصلہ لیجایا جائے موجودہ دور میں بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں اور محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو چھوڑ کر ان قوانین کو اپنا چکے ہیں یہ سب سے بڑا نفاق اور کفر ظلم اور فسق کی واضح علامت ہے یہ وہی احکام جاہلیت ہیں جنہیں قرآن نے باطل قرار دیا ہے اور اپنے رسول کو اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے ۔النساء:۶۰ اور المائدۃ:۴۴ میں یہ حکم ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے تمام لوگوں کے لیے شدید دھمکی اور ڈراوا ہے قرآن وسنت سے اعراض کے بارے میں اور اللہ کی طرف سے صریح حکم یہ ہے کہ جس نے شریعت اسلامی کے علاوہ کسی اور قانون کے مطابق فیصلہ کرنے والا کافر ظالم اور فاسق ہے یہ منافقین کی صفات کا حامل ہے اہل جاہلیت میں سے ہے مسلمانوں کو اس چیز سے بچنا چاہیے جس سے اللہ نے ڈرایا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ ہر معاملے میں شریعت کا حکم اپنائیں اور شریعت سے اعراض کرنے اس کو ناپسند کرنے کی روش چھوڑ دیں اس کی تنقیص اور اس کے ساتھ استہزاء نہ کریں اور شریعت کے

بجائے دوسرے طریقوں پر فیصلے کرنے میں آسانی پیدانہ کریں۔

خلاصہ

اس بارے میں دیگر علماء کے اقوال بھی ہیں اور یہ سب اقوال تائیدات ہیں دلائل نہیں دلائل سے پہلے ذکر کیے جا چکے ہیں کہ جس نے طاغوت یا جمہوری کفری قانون کوتسلیم کرلیا،ہتھیار سے اس کا دفاع کیا (فوج۔پولیس۔ملیشیاوغیرہ) یاقول وفعل سے اس کا دفاع کیا (جیسے اس نظام کے تحت مقرر کیے گئے دیگراعلیٰ وادنیٰ افسران ٹیچر، پرنسپل،انجینئر۔وزیر، گورنر،وزیراعلیٰ ،سینیٹ واسمبلی ممبران، وکیل، جج سے لے کرصدر وزیراعظم تک سب مرتد ہیں ان کے خلاف قتال واجب ہے جیسا کہ پہلے علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا قول گزرچکا ہے۔اب وضعی اساسی قانون،آئین یالارڈ میکاولے کے بنائے ہوئے تعزیرات برطانیہ(پاکستان) کے مفاسدوخرابیاں ذکرکی جاتی ہیں۔

اساسی آئین یاپاکستان یاوضعی یاطاغوتی قانون کے کچھ مفاسدونقصانات

پہلے ذکرہوچکا کہ وضعی دستور،آئین کفار کی شریعت ہےاسی لیےاللہ کافرمان ہے:﴿اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ‌ؕ(الشوریٰ:۲۱)﴾ کیاان کےایسےشریک ہیں جوان کے لیےشریعت بناتے ہیں جس کی اجازت اللہ کےنہیں دی ہے؟اس آیت میں اللہ نے یہ ذکرکیا ہے کہ ان کے لیےشریکوں نے دین بنارکھا ہےمعلوم ہوا کہ قانون اساسی (افغانستان) یاانگریزی آئین کافروں کا دین ہےاوراللہ کافرمان ہے:﴿وَ مَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ‌ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (آل عمران:۸۵)﴾جس نے اسلام کےعلاوہ کوئی اوردین تلاش کیاوہ ہرگز قبول نہیں کیاجائے گااوروہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا۔دین اسلام کے بہت سے محاسن ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہوچکا چھ مصالح بیان ہوگئے ہیں۔اسی طرح طاغوتی وجمہوری نظام قوانین وضعیہ میں بہت سے مفاسدونقصانات ہیں مثلاً:

① یہ شریعت سے انکار ہے اس لیے کہ اس کا مرجع و ماخذ کفار یہود ونصاریٰ انگریز ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

② یہ طاغوت کی شریعت ہے: يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ (النساء:٦٠)﴾ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ طاغوت کے پاس لیجائیں۔ یعنی جمہوری وطاغوتی چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لیجائیں اور اللہ کے علاوہ جس کے پاس بھی فیصلہ لیجایا جائے گا وہ طاغوت ہے۔

③ قانون اساسی (افغانستان) اور آئین پاکستان شیطان کی شریعت ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (زخرف:٣٦)﴾ جو رحمان کی شریعت کی تابعداری نہیں کرتا تو یہ شیطان کی شریعت کا متبع ہے اور شیطان طاغوت ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے حکم اور فیصلے کی مخالفت کرتا ہے تو یہ فیصلہ جہل اور جاہلیت کا ہے اگرچہ طاغوتی وجمہوری کفار نے اپنے فیصلوں کے بہت خوبصورت نام رکھے ہیں کبھی انہیں قانون وضعی، کبھی قانون اساسی، کبھی آئین کبھی سیکولرازم کہتے ہیں مگر یہ سب ابلیس کا دھوکہ ہے کہ بدترین چیز کا خوبصورت نام رکھا ہے تا کہ یہ عام ہو جائے جیسا کہ آدم علیہ السلام کو ابلیس نے کہا تھا۔ ﴿يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (طه:١٢٠)﴾ کیا میں تمہیں ایسے درخت کے بارے میں نہ بتاؤں جو ہمیشہ رہنے والا (یا رکھنے والا) ہے اور ایسی بادشاہت جو ختم نہ ہو۔ جو حسرت وندامت کا درخت تھا اس کا نام شجرۃ الخلد رکھ دیا۔

⑤ قانون اساسی (افغانستان) یا آئین پاکستان اندھیروں کی شریعت ہے اس لیے کہ یہ دراصل کفار کی شریعت ہے اور کفار اندھیروں والے ہی ہیں۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ (البقرة:٢٥٧)﴾ جو لوگ کافر ہیں ان کا دوست طاغوت (شیطان) ہے جو انہیں نور سے اندھیروں کی طرف لاتا ہے۔

⑥ قانون وضعی گمراہی کی شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ (یونس:۳۲)﴾ انہی (صفات والا) اللہ تمہارا رب ہے حق اور حق کے علاوہ ہے ہی کیا سوائے گمراہی کے۔اس آیت میں دو اہم شریعتوں کفر اور اسلام کو منحصر کیا گیا ہے کہ یا تو شریعت کفر ہوگا یا اسلام یعنی یا تو اللہ کی شریعت ہوگی یا گمراہی کی۔

⑦ اساسی اور وضعی قانون اندھوں کی شریعت ہے اللہ فرماتا ہے: ﴿اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ هُوَ اَعْمٰی (رعد:۱۹)﴾ کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ تیرے رب نے تجھ پر حق نازل کیا ہے (کیا وہ شخص) اندھے کی طرح ہے؟ (ہرگز نہیں)۔دوسری جگہ اللہ نے کفار اور مومنوں کا ذکر اس طرح کیا ہے: ﴿مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ کَالْاَعْمٰی وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ هَلْ یَسْتَوِیَانِ مَثَلاً اَفَلاَ تَذَکَّرُوْنَ (هود:۲٤)﴾ دونوں گروہوں کی مثال اندھے بہرے اور دیکھنے سننے والے کی ہے کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

⑧ قوانین وضعی خواہشات کی شریعت ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم:۳)﴾ اور وہ خواہشات سے بات نہیں کرتا یہ صرف وحی ہے جو اس کے پاس آتی ہے۔دوسری جگہ ارشاد ہے: فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَ هُمْ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَیْرِ هُدًی مِّنَ اللہِ (القصص:۵۰)﴾ اگر یہ آپ کی بات قبول نہ کریں تو جان لیں کہ یہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔اس آیت میں شریعت کی اتباع کا ذکر ہوا ہے کہ شریعت کتاب وسنت ہے اور دوسری شریعت خواہشات کی ہے اور خواہشات کی پیروی عین گمراہی ہے اور فساد کی جڑ ہے۔

⑨ قوانین وضعی، جمہوری اور آئین ظلم کی شریعت ہے اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ)﴾ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ شریعت پر فیصلہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔آیت سے معلوم ہوا کہ قانون اساسی اور آئین پاکستان کفر اور ظلم ہے اور جب اسی

قانون کے تحت عدل کی وزارت قائم ہوئی ہے تو یہ شریعت کے ساتھ مذاق نہیں ہے؟ کہ قانون کفر کا اور اس میں وزارت عدل کی؟ یہ شریعت کے ساتھ دشمنی ہے اس لیے اللہ نے اسے ظلم کہا ہے اور یہ لوگ اس کو عدل کہتے ہیں علماء نے صرف اسی بناء پر انہیں کافر قرار دیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر کی وجہ سے کفار کی تعریف کرنا دین اسلام سے ارتداد ہے اور ان کو جو لوگ انصاف والے عادل کہتے ہیں اگر اس کہنے والے کی مراد وہ کفریہ کام ہوں جن سے ان کے احکام بنے ہیں تو یہ صریح کفر ہے اللہ نے اس کی مذمت کی ہے اس کو برا کہا ہے اور اسے سرکشی ،عناد، جھوٹ واضح گناہ، بہتان اور خسارہ کہا ہے۔ عدل دراصل اللہ کی وہ شریعت ہے جو اس کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت ہے۔(العبرة فيما ورد في الغزو والشهادة والهجرة:٢٤٦)

⑩ قانون اساسی اور آئین پاکستان بہت ہی بری شریعت ہے اس لیے کہ یہ خرابیوں کا منبع ہے کعب احبار رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا توراۃ میں لکھا ہے جس نے ظلم کیا اس نے اپنا گھر برباد کر دیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قرآن میں بھی یہی ہے: ﴿فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا(النمل:٥٢)﴾ یہ ان کے گھر ہیں ویران ان کے ظلم کی وجہ سے۔ یہ ثابت بھی ہے کہ انگریز کے قانون میں آئے روز ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے ڈاکے پڑتے ہیں قتل ہو رہے ہیں دیگر بہت سی خرابیاں ہیں یہ سب اس لیے کہ قانون کفری ہے انگریز کا قانون ہے۔ امن صرف اسلامی شریعت میں ہے خرابی اور بربادی کفری قانون میں ہے۔

⑪ طاغوتی قانون تنگی (معیشت کی خرابی) کی شریعت ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا (طه:١٢٤)﴾ جس نے میرے ذکر سے منہ موڑ لیا اس کے لے تنگ زندگی ہے۔ آج کے دور میں تمام مسلمانوں کی زندگی اس لیے تنگی میں گزر رہی ہے کہ انہوں نے اسلامی شریعت کو چھوڑ کر کفری شریعت کو فیصلوں کے لیے منتخب کیا ہے اس کا یہی اثر ان پر پڑنا تھا۔

⑫ جمہوری قانون مصائب کی شریعت ہے۔اللہ فرماتا ہے:﴿وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا فَكَيۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّ تَوۡفِيۡقًا (النساء:٦١-٦٢)﴾ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آ ؤاللہ کے نازل کردہ (دین) اور رسول ﷺ کی طرف تو آپ ان منافقین کو دیکھیں گے آپ ﷺ کے پاس آنے سے رک جاتے ہیں پس کیسے ہوگا جب ان کے اعمال کی وجہ سے ان پر مصیبت آتی ہے تو پھر آپ ﷺ کے پاس آ کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے تو صرف اچھائی اور (دونوں گروہوں میں) صلح وصفائی کا ارادہ کیا تھا۔

⑬ جمہوریت پسند طاغوتی کہتے ہیں کہ عداوت اور دشمنی کا قانون (اسلامی) شریعت ہے۔ اللہ فرماتا ہے:﴿فَنَسُوۡا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوۡا بِهٖ فَاَغۡرَيۡنَا بَيۡنَهُمُ الۡعَدَاوَةَ وَ الۡبَغۡضَآءَ (المائدة:١٤)﴾ انہوں نے بھلا دیا اس نصیحت کا ایک حصہ جو انہیں دی گئی تھی تو ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور نفرت پروان چڑھا دی۔معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کو بھلانا اور چھوڑنا بغض ونفرت اور دشمنی کا سبب ہے یہ تو صرف بھلانے اور ترک کرنے کی وجہ سے ہے اور جو اس کے بدلے میں کفری جمہوری قانون کو پسند کرتا ہے اور اس شریعت کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ آج سارے نام نہاد اسلامی ممالک میں دشمنیاں اور عداوتیں صرف اسی وجہ سے ہیں کہ انہوں نے کفری قوانین نافذ کیے ہیں۔

⑭ کفری جمہوری قانون بربادی وہلاکت کا قانون ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ وَ اِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا (بنی اسرائیل:١٦)﴾ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس کے عیش پرستوں کو حکم کرتے ہیں (توحید کا) مگر وہ نافرمانی کرتے ہیں اور ان پر فیصلہ پورا ہو جاتا ہے عذاب کا اور اسے ہم بری طرح تباہ کر دیتے ہیں۔

خلاصہ

یہ جمہوری اور طاغوتی قانون جو ظلم ،فساد ،کفر شرک ، بربادی، ہلاکت، جاہلیت ،خواہش پرستی ،نقصان والی شیطانی شریعت اور قانون ہے اس میں قتل کی سزاء، چوری کی سزاء معطل کی گئی ہے۔زنا کو جائز کیا گیا ہے اس میں بے حیائی ،عریانی ،فحاشی ریڈیو اور ٹی وی پر گانے جائز قرار دیے گئے ہیں۔شراب حلال ،سود حلال کیا گیا ہے۔ جرائم کی جراءت لوگوں میں پیدا ہوئی ہے۔عورتوں اور مردوں کو برابر قرار دیا گیا ہے۔مخلوط تعلیم ،لڑکوں لڑکیوں کے سرعام معاشقے اور دوستیاں جو بے حیائی کا سب ہیں اس قانون میں ان سب کو آزادی حاصل ہے۔ یہ سب دراصل یورپ اور امریکہ کا کلچر ہے ان کے ساتھ ان کاموں میں شرکت کرنا یا ان کے طریقے کو اچھا سمجھنا یہ اسلام کے ساتھ استہزاء و مذاق ہے۔دینی تعلیم معطل اور کفری انگریزی تعلیم کے لیے کڑ کے لڑکیوں کے لیے اسکول کالج اور یونیورسٹیاں بنائی گئی ہیں جو بے حیائی ،زنا اور لواطت کے اڈے ہیں اس قانون میں ان سب کو تحفظ حاصل ہے مخلوط تعلیم جو زنا کا بے خطر راستہ و ذریعہ ہے اس قانون کی سب سے بڑی خواہش و آرزو ہے۔

شرک ،کفر ،الحاد کی تعلیم اسکولوں میں آزادانہ طریقے سے دی جاتی ہے اسی قانون کے سائے میں لوگ کفر،شرک اور الحاد کی تنظیموں میں شامل ہوتے رہے ہیں اگر چہ کچھ تنظیمیں اور سیاسی جماعتیں اسلامی کہلاتی ہیں مگر چونکہ یہ اس کفری نظام کی تائید کرتی ہیں لہٰذا یہ بھی کفر یہ تنظیمیں ہیں انہوں نے اس کفری قانون پر پردہ ڈال رکھا ہے تاکہ ان کا کفر نظر نہ آسکے حالانکہ یہی نام نہاد اسلامی تنظیمیں ہی اس کفری نظام کی مددگار ہیں ان کے لیے شرعی حکم پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

طاغوتی جمہوری کفار کی غلط فہمیاں یا شبہات ذکر کرنے سے پہلے ہم نام نہاد کلمہ گو مسلمانوں درباری ملاّؤں ے شبہات کا ذکر کریں گے کہ جو آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یہ مسلمانوں پر کیسے منطبق کی جاسکتی ہیں؟ اب ہم وہ آیات ذکر کریں گے جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی تھیں مگر رسول

ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں مسلمانوں پر منطبق کیا ہے۔

ان آیات سے استدلال جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں مگر مسلمانوں پر بھی منطبق کی جاسکتی ہیں

مشہور قاعدہ ہے کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوگا سبب کی تخصیص کا نہیں ہوگا۔ آیت اگر کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہو مگر جب تک اس کے الفاظ عام ہیں تو مسلمانوں پر بھی اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے ۔وہ دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَ لَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (الکهف:۵۳) ﴾ اور دیکھیں گے مجرم آگ کو تو یقین کرلیں گے کہ یہ اس میں جانے والے ہیں اور اس س بھاگنے کا راستہ نہیں پائیں گے۔ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے مختلف مثالیں بیان کی ہیں انسان بہت ہی جھگڑا کرنے والا ہے۔

رسول ﷺ نے یہ آیت جناب علی رضی اللہ عنہ کے خلاف دلیل کے طور پر پیش کی تھی۔ مسند احمد میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رات کو نبی ﷺ ہمارے گھر آئے تو پوچھا کہ تم لوگ نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہے جب وہ چاہتا ہے ہمیں جگا دیتا ہے تو ہم اٹھ جاتے ہیں جب میں نے یہ بات کی تو آپ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا البتہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ﴿ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴾ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے مگر آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف دلیل بنالی۔

② رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے اختیارات عورت کو سونپ دیے۔ (بخاری۔مسند احمد۔نسائی۔صحیح الجامع۔الولاء والبراء)

یہ بات رسول ﷺ نے اہل فارس کے بارے میں کہی تھی جب انہوں نے کسریٰ بادشاہ کی بیٹی کو حکمران بنایا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اسے عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف دلیل بنایا جب وہ جنگ جمل والے گروہ کی امیر بنیں تھیں۔

③ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُم مِّنۡهَا وَ مِنۡ كُلِّ كَرۡبٍ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡن، قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ اَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ شِيَعًا وَّ يُذِيۡقَ بَعۡضَكُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ (الانعام:٦٤-٦٥) ﴾ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر غم سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔ کہہ دیں کہ اللہ قادر ہے اس بات پر کہ تم پر عذاب نازل کردے اوپر سے نیچے سے تم میں مختلف الخیال گروہ پیدا کردے اور ایک دوسرے کی جنگ کا مزہ چکھادے۔

استدلال: اس آیت میں وعید اور ڈانٹ ہے مشرکوں کے لیے مگر اس کے باوجود رسول ﷺ نے اس کو مسلمانوں پر محمول کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((اعـــــوذ بـــــــو جهك)) میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پھر ﴿اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ پڑھا پھر فرمایا اعوذ بوجھک پھر اَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ ...... ﴾ پڑھا اور فرمایا یہ آسان ہے۔(صحيح البخاري:٤٦٢٨)

④ ﴿ لُعِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ (المائدة:٧٨) ﴾ لعنت کی گئی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے داؤد اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبانی بوجہ ان لوگوں کی نافرمانی اور سرکشی کے یہ لوگ برائی سے نہیں روکتے تھے جسے کرتے تھے بہت برا ہے جو یہ لوگ کرتے تھے۔

استدلال: یہ نص ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے مگر رسول ﷺ نے یہ آیات تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: تم ضرور ضرور معروف کا حکم کروگے اور برائی سے روکوگے اور ظالم کا ہاتھ

پکڑو گے اور حق پر اسے چلاؤ گے یا حق اس پر لاگو کرو گے ورنہ تمہارے دلوں کو اللہ ایک دوسرے کے خلاف کردے گا پھر تم پر لعنت ہوگی جیسے ان پر ہوئی۔ اس حدیث میں رسول ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب کیا کہ تم امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتے رہو گے ورنہ اللہ تم پر بھی لعنت کرے گا۔

⑤ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (التوبة:٣٤)﴾ ایمان والو بہت ملاّ اور پیر لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔

امام بخاری رحمہ اللہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) میں اور معاویہ رضی اللہ عنہما شام میں تھے ہمارے درمیان اختلاف ہوا اس آیت کے بارے میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں ہے۔ میں نے کہا یہ ہمارے اور ان کے بارے میں ہے۔(بخاری:١٤٠٦)

⑦ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (البقرة:١٥٩)﴾ جو لوگ چھپاتے ہیں ہمارے نازل کیے ہوئے واضح دلائل کو جبکہ ہم نے انہیں کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کردیا ہے ان لوگوں پر اللہ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

استدلال: یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ انہوں نے توراۃ میں موجود نبی ﷺ کی صفات کو چھپایا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے عموم سے دلیل لی ہے جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اگر کتاب اللہ میں نہ ہوتی تو میں تمہیں ایک حدیث بھی نہ سناتا۔(بخاری:١١٨)

خلاصہ: اس بارے میں اور بھی آیات اور احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو آیات و احادیث آئی ہیں وہ مسلمانوں کے بارے میں استدلال کے لیے پیش کی جاسکتی ہیں

۔اس سے پہلے جمہوریت پسند طاغوتیوں اور قانون وضعی اور مرتد حکمرانوں یا ایسی حکومت جو طاغوتی ہو اس کے بعد درباری ملاّؤں علماء سو کے بارے میں دلائل ذکر ہوں گے مگر اس سے پہلے موانع تکفیر کو واضح کیا جائے گا تا کہ معلوم ہو کہ اب یہ ایسے موانع نہیں ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ لوگ کفر سے بچ سکیں۔

مسئلہ: موانع شرعی معتبر؟

یاد رکھنا چاہیے کہ ہم پر لازم نہیں کہ ان جمہوریت پسند طاغوتی مرتدوں اور ان کے مددگاروں کے کفر سے موانع کے دلائل ذکر کریں اس لیے کہ یہ لوگ کافر مرتد ہیں البتہ ذیل کے موانع میں سے کوئی مانع ان میں سے پایا گیا تو پھر یہ کفر سے بچ سکیں گے۔

① اس طاغوتی اور جمہوری مرتدین کی فوج یا پولیس میں بھرتی ہونا اور یہ بھرتی ان کو نقصان پہچانے انہیں برباد کرنے کی نیت سے ہو۔ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہو کہ میں فوج یا پولیس میں جا کر ان ائمۃ الکفر یا دیگر مرتدوں کو قتل کروں گا یہ سوچ بھرتی ہونے سے پہلے ہو یا بعد میں آئے تو سوچ معتبر ہوگی اس کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے: انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ لہٰذا اس نیت سے داخل ہونے کے لیے اگر بظاہر ان مرتدین کی مدد کی جاتی ہے تا کہ انہیں تباہ کیا جائے تو اس طرح کی بھرتی ہونے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا البتہ ایسے کام صحیح نیت کی بنیاد پر جائز قرار دیے جا سکتے ہیں جب تک آدمی اپنے اس ارادے پر عمل نہ کر لے تو صحیح نیت کا علم نہیں ہو سکتا ورنہ تو ایسے تو پوری طاغوتی فوج اور ملیشیا کا عقیدہ ہے کہ وہ سب کچھ اچھی نیت سے کر رہے ہیں جبکہ عملی طور پر کچھ بھی نہیں کرتے۔

❶ اس مانع پر دلیل فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن میں اس کی جو قوم تھی وہ مرتد ہوگئی اور اس کی تابعداری شروع کر دی اور صنعاء پر قابض ہوگئے ایسے میں فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ نے خود کو ان کا مددگار و معاون بنا لیا اور یہ اس کے قتل کے لیے حیلہ بنایا اس طرح اسے

قتل کردیا۔(بخاری:٤٣٧٩)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ نے اسود عنسی پر حملہ کر کے اسے قتل کردیا اوراس کی خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اوراس بات کی خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسود عنسی) آج رات قتل ہوگیا اسے ایک صالح آدمی نے قتل کیا جو صالح قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مشہور واقعہ ہے۔(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح:١/١٠٩)

امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: فیروز بظاہر اسود عنسی کا ساتھی ومعاون بنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یمن میں ٹھہرے رہنے اور قتل کا موقع تلاش کرنے کا حکم دیا طبری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ فیروز اوراس کے ساتھیوں نے اسود کے خلاف منصوبہ بنایا اور بظاہر اس کے پیروکار بن گئے جب انہیں موقع ملا انہوں نے اچانک حملہ کر کے اسے قتل کردیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیروز کی تعریف کی۔(تاریخ الطبری:٢/٢٤٧، فتح الباری:٨/٩٣)

خلاصہ: سیرت کی کتابوں میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسود عنسی کو فیروز رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تو یہ قتل ظاہری متابعت کے ذریعے سے ہوا اس تقریری سنت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ سب کو اس واقعے کے بارے میں معلوم ہوا مگر کسی نے اعتراض نہیں کیا دوسری بات یہ ہے کہ الحرب خدعۃ (جنگ حیلہ کا نام ہے) کے عموم میں بھی یہ داخل ہے۔(متفق علیہ)

لہٰذا اگر کوئی شخص اس نیت سے فوج میں بھرتی ہوتا ہے یا بھرتی ہونے کے بعد اس کی یہ نیت بن جاتی ہے اور صرف نیت نہیں بلکہ عملی طور پر بھی ایسا کرتا ہو صرف نیت کام نہیں آتی۔ یہ ہے ردّ شیخ البانی پر بھی جو کہتے ہیں کہ عسکری انقلاب موجودہ دور کی بدعات میں سے ہے لیکن فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ فوج کے اندر سے انقلاب لانے کی دلیل ہے لہٰذا شیخ البانی کی بات صحیح نہیں ہے۔

(٢) شرعی طور پر معتبر مانع جہل ہے: عذر کا وہ قاعدہ کہ جس کی رو سے جہل شرعاً معتبر مانع ہے تکفیر

سے تو اس سے وہ جہل مراد ہے جس کا ازالہ مکلّف سے ممکن نہ ہو۔ جبکہ وہ جہل جس کا ازالہ تعلیم کے ذریعے ممکن ہو تو یہ جہل شرعاً تکفیر سے مانع عذر نہیں ہے لہٰذا ایسے جہل کو باقی نہیں رکھنا چاہیے اگر جہل دور کرنے کے لیے تعلیم حاصل نہیں کی اور اس کی وجہ سے جہل باقی رہا تو یہ اعراض کرنے والوں شمار ہو گا ۔ یہ لازم نہیں کہ سارا علم ہی یہ حاصل کرے گا اتنا ضروری ہے کہ اسے عقیدے کا علم ہو جائے موجودہ دور میں اتنا علم حاصل کرنا آسان ہے اس لیے کہ اس کے ذرائع موجود ہیں کتابیں کیسٹ اور علماء جو کہ قرآن وسنت کی تعلیم دے رہے ہیں موجودہ دور میں ہر مرد وعورت حکماً عالم ہے اگر چہ حقیقتاً نہ ہو۔ اس دور میں ہر شخص کو معلوم ہے کہ طاغوت کے پاس فیصلہ لیجانا کفر ہے یہ بھی ان پر قیام حجت ہے آج کے دور میں حق اور باطل اور کفر واسلام ہر شخص کے سامنے واضح ہے ہر مرتد کافر جمہوری کو دعوت پہنچ چکی ہے لہٰذا اس طاغوتی نظام کے علمبردار یا ان کے ماننے والے اور حکمرانوں میں وہ جہل نہیں ہے کہ یہ کہہ سکیں کہ ہمیں معلوم نہیں تھا یہ عذر نہیں ہے اس لیے کہ انگریزی تعلیم بھی اچھی طرح حاصل کرتے ہیں اور اسلام کی معلومات سے غافل رہتے ہیں یہ صرف بہانے ہیں۔

③ تیسرا مانع اکراہ (مجبور کرنا) ہے: اکراہ کہتے ہیں۔ ((الزام الغیر بما لا یریدہ)) (فتح الباری: ۳۱۱/۱۲) کسی پر اس بات کو لازم کرنا جسے وہ چاہتا نہ ہو۔ اکراہ کی چار شرائط ہیں:

❶ جب (مجبور کرنے والا) اپنی دھمکی پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور جسے مجبور کیا جا رہا ہو وہ دفاع نہیں کر سکتا نہ بھاگ سکتا ہے۔

❷ مجبور کو یقین ہو کہ اگر میں نے یہ کام نہ کیا تو یہ شخص اپنی دھمکی پر عمل کر لیگا۔

❸ دھمکی فوری ہو اس طرح نہ ہو کہ اگر یہ کام تم نے نہیں کیا تو میں تمہیں کل قتل کر دوں گا یہ اکراہ نہیں ہے البتہ اگر وقت قریب ہو آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ تو یہ اکراہ ہے۔

❹ جسے دھمکی دی گئی ہے اس کا کوئی اختیار نہ ہو اور یہ واضح ظاہر ہو کہ اس کا اختیار نہیں ہے۔

اکراہ کن امور میں ہوسکتی ہے؟

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اکراہ قتل یا کسی عضو کے کاٹنے یا لمبے عرصے تک جیل میں ڈالنے میں ہے۔ پھر اکراہ کی دو قسمیں ہیں:

① اکراہ تام: قتل یا قطع عضوٗ یا سخت مار پیٹ کرنا۔

② اکراہ ناقص: جیسے قید کرنا یا معمولی مار پیٹ کرنا جس میں مرنے کا خدشہ واندیشہ نہ ہو۔

(بدائع الصنائع:٩/٤٤٧٩)

جمہور علماء کہتے ہیں کلمۂ کفر صرف پہلی قسم کے اکراہ میں جائز ہے دوسری قسم میں جائز نہیں ہے اسی لیے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے صرف اس وقت کلمہ کفر کہا تھا جب مشرکوں نے اسے سخت سزاء دی اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَ قَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ﴾ (النحل:١٠٦) جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ ایمان کے بعد الا یہ کہ کسی کو مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ (فتح الباری:١٢/٣١٢)

مذکورہ شرائط اکراہ یہ رخصت کی وہ حد ہے جو (شرع میں) معتبر ہے۔ کیا طواغیت کے مددگاروں کو حکمرانوں نے دھمکی دی ہے قتل کی یا یہ اپنی رضاوخوشی سے ان کی مدد کررہے ہیں؟ موجودہ دور کے طواغیت کے مددگار اور طاغوتی حکمرانوں میں مذکورہ شرطیں نہیں پائی جاتیں جو شرع میں معتبر ہیں۔

① شرط یہ ہے کہ جسے مجبور کیا جارہا ہے یا کسی کام کا حکم دیا جارہا ہے وہ اس فعل کو اختیاری طور پر نہ کرتا ہو لیکن طواغیت کے مددگار یا خود یہ طواغیت اپنی مرضی واختیار سے یہ کام کررہے ہیں مثلاً قولی طور پر مدد کرنے والے جیسے علماء، صحافی، اخباری نمائندے، ٹی وی، ریڈیو والے اپنی مرضی سے انہیں کورتیج دیتے ہیں اور ان کو عہدے یا مال کا لالچ ہوتا ہے لہٰذا انہوں نے اپنی مرضی سے کفر اختیار کیا ہے یہ اکراہ نہیں ہے یہ لوگ اس آیت کے تحت آتے ہیں: ﴿وَلٰـكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَيۡهِمۡ

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ، ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِلا وَ اَنَّ اللّٰہَ لاَ یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ (النحل:١٠٦)﴾لیکن جس نے کفر کے لیے سینہ کھول دیا (مرضی سے اختیار کرلیا) تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کرلیا بے شک اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(٢) قولی مددگار دو قسم کے ہیں۔

(٢) ایک وہ ہے جو کہ مرتد حکومت کی فوج میں اپنی مرضی سے شمولیت اختیار کرے، یہ اکراہ کی حالت نہیں ہے۔

(٣) دوسرا وہ ہے جسے طاغوتی حکومت نے زبردستی فوج میں بھرتی کرلیا ہو لیکن یہ کام بعض ممالک میں ہوتا ہے ان دونوں حالتوں میں سے پہلی میں اختیار ہے کہ معسکر کو دین کی وجہ سے چھوڑ دے جبکہ دوسری قسم میں اگر اکراہ کی معتبر شرط موجود ہو تو وہ مجبور شمار ہوگا اگر شرطِ معتبر نہ ہو یہ بھی پہلی قسم میں سے شمار ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی مجبوری میں اکراہ کی شرطیں موجود بھی ہوں اس کے لیے پھر بھی مسلمانوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے نہ ہی مسلمانوں کے خلاف قتال جائز ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر کسی مسلمان کو مجبور کیا جائے کہ مسلمان کو قتل کرے یا مسلمانوں کے خلاف قتال کرے تو باتفاق علماء اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ طاغوتی اور کفری نظاموں کے مددگار کہتے ہیں کہ ہم مجاہدین کو پکڑنے یا انہیں قتل کرنے پر مجبور ہیں اب ہم اس کے بارے میں دلائل دیں گے جن سے یہ ثابت ہوجائے گا کہ یہ اکراہ نہیں ہے بلکہ یہ کفر ہے اس لیے کہ یہ تولی کے زمرے میں ہے اور اس پر اجماع بھی ہے ۔ دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(١) ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی کو مجبور کیا جائے

کسی بے گناہ کے قتل پر تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کو قتل کر دے اس لیے کہ وہ اس کو اپنے اختیار سے اپنی جان بچانے کے لیے قتل کر رہا ہے اس پر معتمد علماء کا اجماع ہے۔(جماع العلوم والحکم:۳۳۹،تفسیر قرطبی: ۱۸۳/۱۰،مجموع الفتاوی:۵۳۹/۲۸، فتح الباری:۳۱۲/۱۲، قواعد الاحکام:۷۹/۱)

الحاصل: اگر اکراہ کی شرطیں پوری ہو بھی جائیں تب بھی مسلمانوں کے قتل کی اجازت نہیں دی جا سکتی جیسا کہ مرتد حکمرانوں کے مددگار کر رہے ہیں بلکہ رسول ﷺ نے مجبور کو حکم دیا ہے کہ فتنے کے دور میں اپنی تلوار توڑ دو جیسا کہ مسلم میں حدیث ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تلوار توڑنے کا حکم دیا ہے تو یہ مددگار ایسا نہیں کر سکتے ؟ کہ یہ مجاہد مومن کو قتل کرنے کے بجائے اپنی تلواریں توڑ دیں اپنی طاغوتی وکفری نوکری چھوڑ دیں یا مظلوم کی صورت میں قتل ہو جائے؟

(۲) مسئلہ: اگر اکراہ کی شرطیں موجود بھی ہوں تب بھی طاغوتی نظام یا اس کے مددگاروں کے خلاف قتال ممنوع نہیں ہے اگر طاغوت کے مددگاروں میں یہ اکراہ کی شرطیں پائی بھی جائیں تب بھی یہ اس کا سبب نہیں بن سکتیں کہ ان کے خلاف قتال ممنوع ہو بلکہ پھر بھی ان کے خلاف قتال کیا جائے گا اس لیے کہ یہ حکماً کفار ہیں اور کافر کا قتل اس کے خلاف قتال جائز ہے اگر چہ باطن میں وہ شخص مجبور و مکرہ ہو۔اس کی دلیل پہلے گزر چکی ہے کہ تاتاریوں نے جب اسلام کا دعویٰ کیا کچھ ان میں سے نماز بھی پڑھتے تھے کچھ روزے رکھتے تھے لیکن پھر بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا کہ ان کے خلاف قتال کرنا واجب ہے۔

(۳) دوسری دلیل عباس بن عبد المطلب والی ہے جب ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر میں گرفتار کیا تو اس نے رسول ﷺ سے کہا کہ مجھے مجبور کر کے جنگ میں شریک کیا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہم تمہارا ظاہر دیکھیں گے باطن کا علم اللہ کو ہے۔ معلوم ہوا کہ طاغوت کے مددگار کافر ہیں اس صورت میں کہ اکراہ کی حالت میں نہ ہوں جبکہ طاغوت کے مددگار اپنے اختیار اور مرضی سے ان کا ساتھ دے رہے ہیں ان کے قانون کا دفاع کر رہے ہیں کیا یہ کافر نہیں ہیں؟

④ مسئلہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل صورتیں بھی موانع کفر ہیں اوران کی وجہ سے طاغوتی نظام کوکفر قرار نہیں دینا چاہیے۔مگر یہ موانع نہیں ہیں:

پہلی صورت: مرتد اور طاغوتی نظام کی مدد کرنے والے اورفوج و پولیس دعویٰ کرتی ہے کہ وہ مسلمان ہیں اورحق پر ہیں لٰہذا یہ اس لیے مرتد کی مدد کرتے ہیں۔

جواب: یہ سب باتیں ان کے کفر میں مانع نہیں ہیں جب تک ان میں ایک بھی کفریہ سبب موجود ہے یعنی قول وفعل جو کہ مکفر ہیں اور موجودہ مددگار قول وفعل سے طاغوت کی مدد کررہے ہیں اگرچہ یہ اپنے فعل کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿**قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً ، اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا** (الکهف:۱۰۳-۱۰۴)﴾ کہہ دیں کیا ہم تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتائیں جن کے اعمال خسارے والے ہیں؟ جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں رائیگاں گئیں اور وہ سمجھتے ہیں وہ اچھا کام کررہے ہیں۔

جولوگ کفر کے ساتھ اعتقاد کی قید لگاتے ہیں یہ غلو والے مرجئہ کا مذہب ہے جبکہ دنیا میں کسی پر کفر کا حکم اس کے ظاہری اقوال وافعال پر لگایا جاتا ہے لٰہذا یہ مانع کفر نہیں ہے۔

دوسری صورت: علماءِ سوکی تقلید: یہ بھی مانع نہیں ہے کہ ان مرتدین مددگاروں نے درباری ملّاؤں کی تقلید کی ہے انہیں نیک یا ائمہ دین سمجھ بیٹھے ہیں مگر یہ مانع نہیں ہے اس لیے کہ عقیدہ میں تقلید کفر ہے: ﴿**وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا** (البقرة:۱۷۰)﴾ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی تابعداری کرو جسے اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس کی تابعداری کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

عذاب قبر والی حدیث میں ہے کہ کافر اور منافق کہے گا میں کچھ نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے یہ کفر ان کفار کی تقلید کی وجہ سے تھا کہ اپنے بڑوں بزرگوں کی بلادلیل تقلید کرتے تھے لٰہذا اس طرح

جان نہیں چھوٹے گی کہ فلاں مولوی حکومت میں شامل ہے اور وہ بہت بڑا عالم ہے بلکہ عقیدے سے باخبر رہنا فرض ہے اس حدیث کی رو سے وہ مقلد کفر سے نہیں بچ سکا اس قول سے کہ میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔لہٰذا ان کا بھی یہ عذر کہ ہمیں تو کچھ نہیں معلوم اور حکومت میں تو مولوی بھی شریک ہیں یہ عذر قبول نہیں۔

تیسری صورت: یہ بھی مانع نہیں ہے فوج ،پولیس یا مرتد حکمران شہادتین کا اقرار کرتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

جواب: یہ لوگ اس وجہ سے کافر قرار نہیں پائے کہ یہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کے انکاری ہیں یا یہ لوگ نمازیں نہیں پڑھتے یا کسی اور شرعی حکم کو توڑا ہے بلکہ یہ اس وجہ سے کافر ہیں کہ یہ کافر حکمران کی مدد کررہے ہیں اور تکفیر کا قاعدہ یہ ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس میں ایمان کی چھ خصلتیں (شعب ایمان) جمع نہ ہوجائیں اور یہی بندہ ایک کفریہ خصلت یا ایک قول یا ایک فعل کی وجہ سے اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اللہ کا فرمان ہے: ﴿**قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ، لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ** (لتوبة:٦٥-٦٦)﴾ کہہ دیں کہ کیا تم اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑاتے ہو؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے ہو۔

مذکورہ آیتیں غزوہ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی تھیں حالانکہ یہ منافقین رسول ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے نمازیں پڑھتے تھے اسی لیے اللہ نے ان کا ایمان ثابت کیا اور فرمایا کہ: ﴿**قَدْ كَفَرْتُمْ**﴾ انہیں صرف ایک بات قول کی بنا پر کافر قرار دیدیا کہ وہ استہزائیہ کلمہ تھا: ﴿**وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ** (التوبة:٧٤)﴾ انہوں نے کفر کی بات کی ہے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا ہے۔اس آیت میں بھی ثابت کیا ہے کہ یہ مسلمان تھے اور اسلام تب ہی ہوتا ہے جب شہادتین کا اقرار اور نمازوں کی ادائیگی ہوز کاۃ ودیگر واجبات کا التزام ہوان سب کے باوجود انہیں کافر

قرار دیا گیا صرف ایک کفریہ قول کی وجہ سے﴿وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا﴾حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے لوگوں سے قتال کرنے کا اس وقت تک جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ دیں جب یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو مجھ سے اپنا مال اور جانیں بچالیں گے سوائے اس حق کے۔ (مسلم)

دوسری روایت میں ہے((الّا بحق الاسلام)) سوائے اسلام کے حق کے اور اسلام کا حق ہے کفر بالطاغوت ،فرائض کی ادائیگی اور منہیات سے اجتناب۔ جو شخص ان میں کمی کرتا ہے تو اس کی تقصیر کے لحاظ سے اس پر کفر و فسق کا حکم لگایا جائے گا صرف کلمہ شہادت پڑھنا ایمان نہیں ہے بلکہ اس کے معنی کو ثابت کرنا نفی اور اثبات یعنی کفر بالطاغوت (نفی) اور ایمان باللہ (اثبات) ہیں اور کلمہ ان شقوں کے ساتھ فائدہ دیتا ہے صرف لفظ لا الٰہ الا اللہ مراد نہیں ہے بلکہ غیر اللہ کی عبادت کو ترک کرنا مراد ہے۔ اللہ فرماتا ہے:﴿ائنا لتاركوا آلهتنا﴾ کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ یعنی کفر ترک کر دیں؟ کفار اس کے معنی سے اچھی طرح واقف تھے لیکن ہمارے کلمہ گو اسے نہیں سمجھتے۔ افسوس ہے ان کلمہ گو مسلمانوں پر جن سے زیادہ کفار کلمے کے معنی کو سمجھتے ہیں۔

خلاصہ: ہر وہ شخص جس میں کفر کے اسباب میں سے کوئی ایک سبب موجود ہو چاہے قول ہو یا فعل یہ شخص کافر ہوگا اگرچہ نماز پڑھتا ہو زکاۃ دیتا ہو، روزے رکھتا ہو اور مجاہد بھی ہو۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلاصہ یہ کہ جس نے کفریہ قول یا فعل کا ارتکاب کیا اس کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا اگرچہ کافر ہونے کے ارادے سے نہ کیا ہو اس لیے کہ قصداً کفر کوئی نہیں کرتا الا ماشاءاللہ۔ (الصارم المسلول :۱۷۷)

چوتھی صورت: موانع تکفیر یہ بھی نہیں کہ مرتد طاغوتی حکومت کی فوج یا پولیس میں شامل مستضعفین ہیں ان حکمرانوں سے علیحدہ ہونے کی طاقت نہیں رکھتے نہ کہیں جا سکتے ہیں (اس لیے) کہ یہ کمزوری انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کفار کی مدد کریں اور مسلمان مجاہدین کا مقابلہ کریں

۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اگر اکراہ کی شرط بھی ہو تب بھی اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ مسلمان کو قتل کرے یا ان سے قتال کرے دوسری بات یہ ہے کہ کمزوری وہ ہے جو کفار کے درمیان ہو تو عذر مانا جائے گا جبکہ وہ کمزور مومن جو حق و باطل کے درمیان ہو وہ اللہ سے دعا کرے گا کہ کفار سے نجات حاصل کرے اور مجاہدین کی مدد کرے اور جو کمزور جو کفار کی تابعداری کرتے ہیں اور فساد میں شریک ہیں تو برابر کے شریک ہیں یہ جہنمیوں میں سے ہوں گے۔ اللہ نے یہ دو قسم کے کمزور ذکر کیے ہیں مومنوں کی کمزوری کی حالت اس طرح بیان کی ہے۔ ﴿وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (النساء:٧٥)﴾ وہ کمزور مرد، عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا مددگار اور دوست بنا دے۔ دوسری قسم مجرم مستضعفین ہیں ان کی حالت اللہ نے اس طرح بیان کی ہے: ﴿وَ لَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ، قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ (سبا:٣١)﴾ اگر آپ دیکھ لیں گے ظالموں کو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے ایک دوسرے کو جواب دیا کریں گے کمزور بڑوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔ تکبر کرنے والے (طاقتور) کمزوروں سے کہیں گے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روک رکھا تھا جبکہ ہدایت تمہارے پاس آ چکی تھی بلکہ تم مجرم تھے۔ اس آیت میں دوسرے قسم کے کمزوروں کا ذکر ہے۔ کمزوری اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ متکبر کافر کی تابعداری کی جائے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی خاص کر جب مسلمانوں اور کفار میں جنگ جاری ہو اگر ایسے حالات میں کسی نے کفار کی اطاعت کی تو وہ کافروں کی طرح ہی کافر جہنمی ہے۔

مکہ مکرمہ میں ہجرت سے قبل مسلمان کمزور تھے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الانفال:٢٦)﴾ یاد کرو جب تم کم تھے کمزور تھے زمین میں ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لیں۔ پھر اس (اللہ نے) تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کیا اور تمہیں پاکیزہ رزق دیا تا کہ تم شکرادا کرو۔ مکے والے کمزور تھے مگر اللہ نے پھر بھی انہیں یہ رخصت نہیں دی تھی کہ وہ کفار سے دوستی کرلیں اور ان کی اطاعت اختیار کریں۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْن، وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (القلم:٨-٩)﴾ آپ جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کریں (ان کا کہا نہ مانیں) وہ چاہتے ہیں کہ آپ سستی کریں تو وہ بھی کریں۔ اس کے لیے بھی کفار کی تابعداری کی رخصت نہیں ہے سوائے ﴿مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَان﴾

خلاصہ: یہ کہ ہر کمزور معذور نہیں اور کمزوری اس بات کی دلیل نہیں کہ کفار کے ساتھ جرم اور کفر میں اس کی تابعداری کی جائے۔

جمہوریت پسند اور طاغوتیوں کے چند شبہات

یاد رہے کہ جمہوریت پسندوں اور طاغوتیوں کے کل شبہات کی چھ قسمیں ہیں۔

① قسم اول:

❶ مسلمان کبھی کفر نہیں کرتا۔

❷ عمل کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا جب تک عقیدہ نہ ہو۔

❸ کفر جحد اور استحلال کی وجہ سے ہوتا ہے۔

❹ کسی کو کفر کی وجہ سے کفر کی نسبت کرنا۔

❺ عذر بالجہل پر اسراف۔

② قسم دوم: موجودہ حکمرانوں کے کفر سے منع کو کفر بغیر ما انزل اللہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔
اس شبہ کا رد پہلے گزر چکا ہے۔

③ تیسری قسم: کافر حکمرانوں کے مددگاروں کے کفر سے منع اور فوجیوں اور اس کے لیے مندرجہ ذیل عذر:

❶ یہ لوگ لاعلم وجاہل ہیں اس لیے جہل کی وجہ سے انہیں کافر نہیں کہنا چاہیے۔

❷ یہ لوگ مجبور ہیں۔

❸ کمزور ہیں۔

❹ کلمہ گو ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

❺ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ اور ان کا قائد حق پر ہے۔

❻ ہمارے علماء ومشائخ ہیں اگر جمہوریت کفر ہے تو کیا یہ علماء بھی کافر ہیں؟

❼ ہم میں موالات قلبی نہیں ہے جب ظاہری موالات کے ساتھ قلبی موالات نہ تو معتبر نہیں ہوتی۔

ان تمام شبہات کا رد پہلے ہو چکا ہے کہ جہل عذر نہیں ہے۔ اکراہ کون سی معتبر ہے۔ یہ لوگ کمزور نہیں ہیں بلکہ انہوں نے مرضی سے موالات اختیار کی ہے۔ صرف کلمہ اور نماز اسلام کی دلیل نہیں ہے بلکہ ان میں دوسرے نواقض اسلام موجود ہیں یعنی کفار سے موالات یہ ان کی تکفیر کی بنیاد ہے۔ ان کا یہ قول کہ ہم اور ہمارا قائد سب حق پر ہیں یہ دلیل نہیں ہے اس لیے کہ **کل حزب بما لديهم فرحون** کی رو سے ہر ایک خود کو حق پر سمجھتا ہے۔ جہاں تک علماء ومشائخ کی بات ہے تو یہ گمراہوں کے امام ہیں جیسے بلعم باعور صاحب علم وکرامات تھا مگر ایک قول یعنی موسیٰ علیہ السلام کو بددعا دینے اور کفار سے دوستی کی بنا پر اسلام سے خارج ہو گیا۔ **فانسلخ منها** تو کیا موجودہ طاغوتی ملا اسلام سے خارج نہیں؟ لہٰذا یہ بات دلیل نہیں بن سکتی کہ علماء ومشائخ ہمارے ساتھ ہیں یہ حقانیت کی دلیل نہیں ہے نہ ہی

یہ معتبر عذر ہے۔

﴿1﴾ جمہوریت پرستوں کا پہلا شبہ: اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں ہے مسلمانوں کے نہیں؟

جواب: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آیت عام ہے اور مفسرین کے اقوال بھی ذکر ہو چکے ہیں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ ان حکمرانوں کے کفر کی تین بنیادیں ہیں:

❶ ترک حکم بما انزل اللہ (بما انزل اللہ پر فیصلہ ترک کرنا)

❷ تشریع ما یخالف شرع اللہ (اللہ کی شرع کے خلاف شرع بنانا)

❸ یا غیر ما انزل اللہ کا حکم۔

اگر چہ ایک ہی مکفر کافی ہے پھر بھی آیات میں تین مکفرات ہیں۔

﴿۲﴾ دوسرا شبہ: آیت میں کفر اصغر مراد ہے؟

جواب: اس کا جواب بھی پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یہ کفر اسلام سے خارج کرنے والا کفر ہے ۔چار وجوہات اس بات کی ذکر ہو چکی ہیں کہ اس سے کفر اکبر مراد ہے۔

﴿۳﴾ تیسرا شبہ: موجودہ حکمران کافر نہیں اس لیے کہ انہوں نے اللہ کے حکم سے انکار نہیں کیا اور غیر پر فیصلہ کرنے کو جائز وحلال بھی نہیں سمجھتے؟

جواب: اس کا جواب بھی پہلے دیا جا چکا ہے کہ استحلال اور جحد علیحدہ مکفرات ہیں ان کے کفر کی بنیاد ترک حکم بما انزل اللہ ہے اور اس کا حکم ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ﴾ میں ذکر ہو چکا ۔تیسرا مکفر ہے اسلامی شریعت کے مخالف شرع کی اتباع جس کا ذکر: **اتخذوا احبارھم ورھبانھم** میں مذکور ہوا ہے۔ دوسری آیت ہے کہ **وان اطعتموھم انکم مشرکون** اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم مشرک ہو گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ گناہ بذاتہ مکفرات ہیں جیسے حکم بغیر ما انزل اللہ

ان کے کفر کے لیے جحد واستحلال شرط نہیں ہے جو لوگ یہ شرط لگاتے ہیں وہ غلو کرنے والے مرجئہ ہیں بلکہ سلف نے ان کو کافر کہا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ استحلال کی بنا پر کافر ہوتا ہے اور جمہوری بھی یہی کہتے ہیں تو یہ مکفر بھی ان میں موجود ہے کہ انہوں نے انگریز کے آئین کو تسلیم کرلیا ہے اسے اپنا لیا ہے اس کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اس کا دفاع کرتے ہیں اور یہ سب کچھ اپنی مرضی واختیار سے کر رہے ہیں کیا یہ استحلال نہیں ہے؟ ان کے اپنے اصول کی رو سے بھی یہ کافر ہیں۔

④ چوتھا شبہ: موجودہ حکمرانوں نے یہ قانون نہیں بنایا بلکہ ان کو پہلے سے بنا بنایا ملا ہے یہ صرف اس پر عمل کر رہے ہیں؟

جواب: شریعت کے خلاف قانون بنانا یہ الگ کفر ہے اور اس قانون کے مطابق فیصلے کرنا یہ علیحدہ کفر ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ الحکم بغیر ما انزل اللہ کا مصداق ہے پہلا کام (قانون بنانا) تشریع المخالف شرع اللہ ہے اگر ایک مکفر نہ ہو تو دوسرا ہے ایک مکفر سے تو موجودہ حکمران بچے ہوئے ہیں مگر دوسرے میں مبتلا ہیں۔

2 ومن لم یحکم بما انزل اللہ جن کے بارے میں نازل ہوئی تھی انہوں نے اس حکم کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ ان کے اسلاف نے یہ کام کیا تھا جیسا کہ رجم کے مسئلہ میں ابن جریر رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

3 تاتاری جن کے کفر پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے اس لیے کہ وہ یاسق کے مطابق فیصلے کرتے تھے حالانکہ وہ اسلام کے دعویدار تھے اور انہوں نے یہ قانون نہیں بنایا تھا۔ موجود حکمران تاتاریوں سے بڑے کافر ہیں اس لیے کہ تاتاری یاسق پر اپنے آپس کے فیصلے کرتے تھے مسلمانوں پر اسے زبردستی نافذ نہیں کرتے تھے جبکہ موجودہ حکمران یہی قانون پڑھاتے ہیں اس پر فیصلے کرتے ہیں اور مسلمانوں پر زبردستی نافذ کرتے ہیں نہ ماننے والے کو

آئین کا مخالف اور غدار کہہ کر سزاء کا مستحق ٹھہراتے ہیں کیا اس طرح یہ تاتاریوں سے بڑھ کر کافر نہیں ہیں؟

⑤ پانچواں شبہ: موجودہ قانون اور آئین میں بعض احکام شرعی و اسلامی ہیں؟

جواب: یہ شبہ بھی ان کے کفر میں مانع نہیں ہے اس لیے کہ صرف ایک رجم کے حکم پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے ومن لم یحکم ...... کی رو سے کافر ہیں تو پھر کچھ کفریہ کچھ اسلامی احکام پر عمل بھی ایسا ہی ہے اور موجودہ حکمرانوں میں یہ بات موجود ہے کہ انہوں نے تمام حدود ساقط کر دی ہیں۔ جب یہود ایک حکم کے ترک کرنے سے کافر ہو جاتے ہیں تو کیا یہ لوگ تمام حدود ساقط کرنے سے کافر نہیں ہوں گے؟ جبکہ انہوں نے محرمات کو حلال قرار دیدیا ہے۔ اگر یہ جمہوری حکمران کفار نہیں تو پھر دنیا میں کفار کا وجود ہی نہیں۔

❷ دوسری بات یہ ہے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے فتویٰ کے مطابق تاتاری کافر ہیں اس کے باوجود ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس قانون میں بعض احکام اسلامی بھی تھے۔

⑥ چھٹا شبہ: بعض جمہوریت پسند کہتے ہیں کہ تاتاریوں پر لگایا جانے والا فتوی موجودہ حکمرانوں پر صادق نہیں آتا۔

جواب: ان کے کفر پر دلیل تاتاریوں کا کفر نہیں بلکہ وہ شرعی دلائل ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور علماء کا اجماع بھی مذکور ہوا جو ان دلائل کی تائید کے لیے تھا۔ دوسری بات یہ کہ موجودہ حکمرانوں کے کرتوت تاتاریوں سے زیادہ خراب ہیں اس لیے کہ ان میں متعدد مکفرات ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔

⑦ ساتواں شبہ: یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ کے ساتھ (وزیر کے طور پر) کام کرتے تھے اس کافر بادشاہ کے قانون پر فیصلے کرتے تھے اس کے باوجود یوسف علیہ السلام خود کافر نہ تھے؟

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ اس قول کا قائل کافر ہے اس لیے کہ یہ ایک نبی کی شان میں

گستاخی ہے اورتوہین رسالت علیہ السلام کے زمرے میں آتا ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا معیوب قرار دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اگر یہ کام مسلمان نے کیا تو وہ کافر ہے اس کی جان لیا حلال ہے اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بھی اگر کسی کو گالی دی تو۔(الصارم والمسلول:٢٢٦)

اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام گناہ کبیرہ وصغیرہ سے پاک ہوتے ہیں معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں امام قاضی عیاض نے الشفاء میں یہ اجماع نقل کیا ہے اور کفار کے قانون پر فیصلہ کفر ہے اور یہ بات لازم ہے کہ یوسف علیہ السلام بھی معصوم تھے نبی تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ انہوں نے کفار کے قانون پر فیصلے نہیں کیے۔تیسری بات یہ ہے کہ کفار کے قانون پر فیصلہ کرنا طاغوت کے پاس فیصلہ لیجانا ہے اور یوسف علیہ السلام اس سے معصوم تھے اس لیے کہ اللہ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو طاغوت سے اجتناب اور کفر بالطاغوت کا حکم دیا تھا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ(النحل:٣٦)﴾ تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ یوسف علیہ السلام دوسروں کو طاغوت سے اجتناب کا حکم کریں اور خود اجتناب نہ کریں (نعوذ باللہ)۔راجح قول یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے پاس ان کے باپ یعقوب علیہ السلام کی شریعت تھی اس کے مطابق اور کبھی اجتہاد کر کے فیصلے کرتے تھے انہوں نے کبھی طاغوت پر فیصلہ نہیں کیا اسی لیے تو بنیامین کو اپنے پاس روکے رکھا کہ یہ ان کی شریعت میں تھا۔لہٰذا یہ شبہ غلط ہے۔

⑧ آٹھواں شبہ:بعض جمہوریت پسند کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توراۃ کے حکم پر فیصلہ کیا تھا جیسا کہ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہود مرد ایک یہودی عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میں ان کے بارے میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو توراۃ میں ہے ۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم دیدیا وہ دونوں رجم کردیے گئے۔(ابوداؤد کتاب الحدود باب رجم الیهودیین:٤٤٥٠)

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ زہری کہتے ہیں حدثنا رجل من مزینہ۔لہٰذا یہ رجل مجہول ہے۔(فتح الباری:۱۲/۱۷۰)

دوسری بات یہ ہے نبی ﷺ نے اسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کیا تھا دیگرادیان منسوخ ہیں اب حدیث کا معنی ومطلب یہ ہوگا کہ میں ایسا فیصلہ کروں گا جیسے کہ توراۃ میں اس مسئلے کے بارے میں حکم تھا یہ ایک قسم کا الزامی جواب تھا یہود کو قرآن تو کیا تمہاری توراۃ میں بھی رجم کا حکم موجود ہے۔توراۃ کی متابعت نہیں بلکہ توراۃ کا حکم قرآن کے حکم کے موافق آگیا۔امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اکرام کے باب سے نہیں ہے(یعنی نبی ﷺ نے یہود کے احترام کی وجہ سے ایسا نہیں کیا) کہ وہ لوگ توراۃ کی صحت کا عقیدہ رکھتے تھے بلکہ وہ لوگ شریعت محمدی ﷺ کے اتباع پر مامور تھے لیکن یہ ان (احکام) میں سے ہے جواللہ نے خاص طور پر اپنے نبی کو وحی کیا اور رسول ﷺ نے یہود سے کہا کہ توراۃ لے آؤاس میں یہ حکم موجود ہے۔اس لیے تاکہ وہ بھی اقرار کرلیں کہ یہ حکم توراۃ میں ہے مگر انہوں نے اسے چھپا رکھا ہے۔اسی لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فیصلہ اس کے مطابق کیا تھا جو اللہ نے آپ ﷺ پر نازل کیا تھا۔اللہ کا فرمان ہے: ﴿**وان احکم بینهم بما انزل الله**﴾ اور اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ ﷺ پر نازل کیا ہے۔(مجموع الفتاوی:٤/١١١)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: جب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ کسی مسلمان کے لیے قرآن میں نازل کردہ کے علاوہ کسی اور کے مطابق فیصلہ کرنا جائز نہیں اور جب قرآن،سنت اور اجماع سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہود ونصاریٰ کے درمیان فیصلہ صرف شریعت محمدی ﷺ کے مطابق کرنا لازم ہے تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ فیصلہ تورات وانجیل کے مطابق ہے یا نہیں۔

⑨ نواں شبہ: رسول ﷺ نے عبداللہ بن ابی سلول پر حد قذف جاری نہیں کی حالانکہ یہ بھی ما انزل اللہ ہے۔

جواب: یہ بھی ایسا شبہ ہے جس کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس میں رسول

ﷺ کی تنقیص ہے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے آپ ﷺ پر تہمت ہے گویا رسول ﷺ نے ماانزل اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا تھا: کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرر ہے ہو؟ تم سے پہلے والے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی معزز وطاقتور جرم کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور جرم کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (متفق علیه)

جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ رسول ﷺ بعض معاملات میں اجتہاد کرتے تھے لیکن غلطی وخطاء پر ہمیشہ برقرار نہیں رہتے تھے اللہ نے اسی وجہ سے آپ ﷺ کے بعض امور پر مثلاً: ﴿وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (النحل:١٢٦)﴾ اگر تم سزاء دو تو اتنی دو جتنی تکلیف تمہیں دی گئی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں: ﴿ليس لك من الامر شئ او يتوب عليهم او يعذبهم فانهم ظالمون (آل عمران)﴾ آپ کو معاملے کا اختیار نہیں ہے اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب کرے وہ لوگ ظالم ہیں۔ دیگر ایسے بھی احکامات ہیں علم اصول کی کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ نے رسول ﷺ پر ابن سلول کے بارے میں رسول ﷺ پر کوئی ملامت نہیں کی تو اس سے معلوم ہوا کہ ابن سلول پر حد نافذ نہ کرنے میں آپ ﷺ حق بجانب تھے لیکن پھر بھی اس بارے میں خبریں مختلف ہیں کہ ابن سلول نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت صراحتاً لگائی تھی یا تعریضاً۔ وقعہ افک میں تعریض کی ہے تصریح نہیں کی جبکہ یہ بات تو معلوم ہے کہ تہمت کے لیے صریح الفاظ ہیں اور کنایہ بھی ہے مگر کنایہ سے حد واقع نہیں ہوتی الا یہ کہ نیت ہو یا قرینہ حالیہ ہو۔ یہ تعریض ابن سلول سے اور لوگوں نے یاد کرلی اور صراحتاً پھیلا دیا۔

فقہاء کا اختلاف: علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رسول ﷺ نے ان قذف کرنے والوں پر حد قائم کی تھی یا نہیں؟

① پہلا قول یہ ہے کہ کسی پر بھی حد قائم نہیں کی تھی اس لیے کہ حد صرف اس صورت میں ثابت ہوتی ہے جب واضح اقرار کیا جائے اور یہ کسی سے ثابت نہیں ہے ماوردی نے اس قول کو پسند کیا ہے۔(فتح الباری:٨/٤٧٨)

② دوسرا قول یہ ہے کہ سب پر حد نافذ کی تھی سوائے عبداللہ بن ابی سلول کے اس قول کو ابن قیم رحمہ اللہ نے پسند کیا ہے۔(زادالمعاد:٢/١١٤)

اس قول کی دلیل ترمذی کی وہ روایت ہے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب میری بے گناہی کی آیات نازل ہوئیں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو گئے اور اس کا ذکر کر کے قرآن کی آیات کی تلاوت کی جب منبر سے اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت اور دو آدمیوں کے بارے میں حکم دیا ان پر حد لگا دی گئی۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ذکر کی ہے اور قذف والوں کے نام بھی لکھے ہیں۔حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ، امام النفیلی کہتے ہیں عورت کا نام حمنہ بنت جحش تھا یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ ان تین افراد پر حد قائم کی گئی تھی اس میں ابن سلول کا ذکر نہیں ہے۔کسی نے یہ بھی کہا ہے ابن سلول پر حد اس لیے جاری نہیں کی گئی کہ اس نے صراحتاً قذف نہیں کیا تھا صرف بحث کرتا تھا۔یہ قول قاضی عیاض کا پسند کردہ ہے۔(فتح الباری:٨/٤٨١)

کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے مصلحت کی وجہ سے اعتراض کیا تھا حالانکہ یہ منافق تھا۔کسی نے کہا ہے اس پر حد اس لیے قائم نہیں کی تھی کہ حد مومنوں پر قائم ہوتی ہے جب وہ گناہ کریں تا کہ ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جبکہ ابن سلول منافق تھا(زادالمعاد:٢/١١٥)۔

③ تیسرا قول یہ ہے کہ ابن سلول پر حد قائم کی گئی تھی اس کی دلیل طبرانی کی روایت ہے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہتے ہیں: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت۔عبداللہ بن ابی۔ مسطح بن اثاثہ ۔حمنہ بنت جحش ہر ایک پر اسی اسی کوڑے مارے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا پر قذف کی وجہ سے۔پھر ابن سلول کے علاوہ دیگر نے توبہ کی جبکہ ابن سلول منافقت ہی میں مر گیا۔(مجمع الزوائد:٧/٨٠)

اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے باقی رجال صحیح ہیں۔ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حاکم نے الاکلیل میں ابی اویس سے وہ حسن بن زید اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ اُبَیّ ان لوگوں میں سے تھا جس پر حد(کوڑے)لگائی گئی تھی۔(فتح الباری:٨/ ٤٨١)

ابن سلول پر حد قائم کی گئی تھی

① یہ قول راجح ہے کہ ابن سلول پر حد قائم کی گئی تھی پہلی دونوں روایتوں میں اس پر حد لگنا ثابت ہو گیا ہے اگر چہ روایت مرسل ہے مگر ایک دوسرے کی تائید کرتی ہے۔

② پہلے ثابت ہو چکا کہ حد تین افراد پر لگائی گئی تھی یہ جائز نہیں کہ بعض پر حد قائم کی جائے اور بعض پر نہ کی جائے۔ یہ جو کسی نے کہا ہے کہ اس پر حد لگانے سے فتنہ پھیلنے کا خدشہ تھا تو یہ غلط کہا ہے بلکہ حد میں فتنہ نہیں تھا اور قتل اس لیے نہیں کروایا کہ وہ بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا۔رسول ﷺ کس طرح اس پر حد جاری نہ کرتے جبکہ آپ ﷺ پہلی والی امتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ غریبوں کمزوروں پر حد قائم کرتے تھے اور مالداروں پر نہیں کرتے تھے تو کیا رسول ﷺ نے اپنے قول کی مخالفت کی؟ یہ رسول ﷺ کے بارے میں بدگمانی ہے۔(المنافقون فی القرآن:٢٩٤)

مختلف روایات کا ماحصل

ابن سلول پر اس لیے حد نہیں لگائی گئی کہ اس نے قذف میں تعریض سے کام لیا تھا صراحت سے نہیں یا اس پر حد قائم کی گئی تھی جیسے کہ دوسروں پر کی گئی تھی لہٰذا یہ شبہ ساقط ہو گیا۔ جہاں تک اس کو قتل نہ کرنے کی وجہ ہے تو اس کا جواب گزر چکا ہے۔

⑩ دسواں شبہ: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کا حکم بدل دیا مگر رسول ﷺ نے ان پر کفر کا حکم نہیں لگایا جیسے عسیف کی روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا ہے کہ ایک آدمی نے رسول ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے

مطابق فیصلہ کریں۔اس کے دوسرے فریق نے کہا جو کہ پہلے والے سے زیادہ سمجھ دار تھا کہ یہ صحیح کہہ رہا ہے آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں اور مجھے اجازت دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا : کہو۔اس نے کہا میرا بیٹا اس کے گھر میں ملازم تھا اس نے اس کی بیوی کی ساتھ زنا کرلیا میں نے اس کو سو بکریاں اس کے بدلے میں دیدیں اور ایک خادم دیا۔میں نے کچھ اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کی جلاوطنی ہوگی جبکہ اس کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا۔رسول ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس دیا جائے گا تمہارے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔انیس صبح اس آدمی کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے سنگسار کردو۔(صحیح البخاری: ٦٨٥٩ - ٦٨٦٠)

استدلال: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اللہ کا حکم بدل دیا تھا حالانکہ حکم اسے معلوم تھا بیٹے پر نرمی کرنے کے لیے ایسا کیا مگر اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے ساتھ کفار والا معاملہ نہیں کیا اسے کافر قرار نہیں دیا۔

① **جواب:** اس نوکر کے والد نے اللہ کا حکم نہیں بدلا بلکہ فدیہ دیا اس لیے کہ اسے مسئلے کا علم نہیں تھا اس کی لاعلمی کی دلیل اس کا یہ قول ہے کہ میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا: لہٰذا اس نے جو کچھ کیا لاعلمی کی وجہ سے کیا تو وہ مجرم کیسے بنا؟۔

② **جواب:** جب اس آدمی کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ تمہاری رائے غلط ہے شریعت کے خلاف ہے تو یہ شخص اللہ کے رسول ﷺ کے پاس تحقیق کی نیت سے آیا اور جب اسے اپنی غلط رائے کا یقین آگیا تو اس نے فوراً اللہ ورسول ﷺ کے حکم کو تسلیم کرلیا۔اب یہاں سوال یہ ہے کہ موجودہ طواغیت نے اللہ ورسول کے فیصلوں کو تسلیم کرلیا ہے؟ یا نہیں؟ معلوم ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی مرضی سے یہود ونصاریٰ کی تابعداری اختیار کرلی ہے۔

⑪ گیارہواں شبہ: نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) اپنے فیصلے بغیر ما انزل اللہ کرتا تھا مگر کسی نے اس کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ وہ مسلمان فوت ہوا تھا اور رسول ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی؟

جواب: نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ غائبانہ تو صحیح احادیث سے ثابت ہے۔رسول ﷺ کو وحی کے ذریعے اس کی موت کی خبر ہوگئی تھی اگرچہ مدینہ اور حبشہ میں بہت مسافت ہے یہ نبوت کے دلائل میں سے ہے۔ جیسا کہ امام بیہقی وابن حجر نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔نجاشی کی وفات ۹ھ میں ہوئی تھی۔(فتح الباری:۳/۱۸۸،۱/۱۹۱،بخاری: ۳۸۸۰)

عیدگاہ میں صفیں بنا کر چار تکبیرات سے جنازہ پڑھایا۔(صحیح البخاری: ۳۸۸۱)

جہاں تک یہ بات ہے کہ نجاشی بغیر ما انزل اللہ فیصلہ کرتا تھا تو یہ کوئی بھی ثابت نہیں کرسکتا جو مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے ان کو شریعت کے بعض احکام نہیں پہنچے تھے ایسے بہت سے احکام تھے جن سے وہ بے خبر تھے یہی حال نجاشی کا بھی ہے اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مسلمان اس حکم کا مکلّف ہے جو اسے معلوم ہو اس تک پہنچا ہو اور جو حکم نہ پہنچا ہو اس پر وہ ماخوذ نہیں ہے۔اور یہ بات کہ نجاشی مسلمان فوت ہوا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی نے وہ تمام واجبات ادا کردی تھیں جو اس کو پہنچی تھیں کیا موجودہ مرتد حکمران اور نجاشی برابر ہوسکتے ہیں؟ کہ ان کو تمام لوگوں نے دعوت دے کر اپنی سی کوشش کرڈالی کہ اسلام نافذ کرو مگر یہ نافذ نہیں کررہے بلکہ اس کے برعکس ان مطالبہ کرنے والوں کو جیلوں میں ڈال رہے ہیں انہیں دہشت گرد قرار دے رہے ہیں انہیں قتل کررہے ہیں سزائیں دے رہے ہیں۔لہٰذا یہ اعتراض کوئی بے وقوف ہی کرسکتا ہے۔ کہاں یہ مرتد حکمران کہاں نجاشی؟ اس شبہ کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مکلّف ہونے کا مدار حکم پہنچنے پر ہے جب کسی کو حکم پہنچ گیا وہ مکلّف ہے جس کو نہیں پہنچا وہ ماخوذ نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص دارالکفر میں ہو ایمان لاچکا ہو اور ہجرت نہ کرسکتا ہو اس پر وہ احکام واجب نہیں جن سے یہ عاجز ولاچار ہے بلکہ ممکن ہونے کی حد تک اس واجب ہیں اسی طرح جس حکم کا علم نہ ہو اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس پر

نماز فرض ہے اور وہ ایک مدت تک نماز کے بغیر رہا تو اس پر نمازوں کی قضا نہیں ہے اکثر علماء کا قول یہی ہے۔(منهاج السنة:٥/١١٠۔مجموع الفتاوى:١٩/٢١٥)

خلاصہ جواب: نجاشی نے وہ تمام واجبات ادا کر دیے تھے جو احکام اس کو پہنچ گئے تھے اور اس کے لیے یہی کافی تھے جتنے اس کو پہنچے تھے۔ جو احکام اس کو نہیں پہنچے وہ اس کا مکلّف نہیں تھا اسی لیے نجاشی کی اسلام پر وفات ہوئی یہ طاغوتیوں کا دھوکہ ہے جس سے وہ اپنا کفر ثابت کرتے ہیں۔

⑫ بارہواں شبہ: طاغوتی کہتے ہیں کہ اگر ہمارے حکمران منافق ہیں تو انہیں کافر کیسے قرار دیا گیا؟

جواب: یہ شبہ بھی غلط ہے اس لیے کہ طاغوتی ان کو مسلمان ثابت کرتے ہیں لہٰذا جہاد ان کے خلاف حرام ہے اس لیے کہ رسول ﷺ نے منافقین کے خلاف جہاد نہیں کیا تھا۔لیکن اس شبہ میں منافق کی تعریف نہیں کی گئی۔

❶ منافق زندیق ہوتا ہے اسلام ظاہر کرتا ہے اور کفر اپنے اندر چھپائے رکھتا ہے۔ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ نے منافقین کا حال ذکر کیا ہے جو ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور کفر چھپائے رہتے ہیں ......اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں ایمان ظاہر کرنے اور کفر چھپائے رکھنے کے ذریعے۔

(ابن كثير:١/٢٤٩۔قرطبى:١/٩٥۔مجموع الفتاوى:٧/٣٧١۔فتح البارى:١٢/٢٧١)

❷ جس کا یہ حال ہو تو اس میں اختلاف نہیں کہ اس پر اسلامی احکام جاری ولاگو ہوں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ ظاہری طور پر مسلمان کا لفظ منافقین کے لیے بولا جا سکتا ہے اس لیے کہ وہ ظاہری طور پر تسلیم کرتے ہیں اور وہ اعمال بھی بجالاتے ہیں جو مسلمان بجالاتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد۔جیسا کہ نبی ﷺ ان پر اسلام کے ظاہری احکام جاری کرتے تھے منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اگر چہ وہ دنیا میں بظاہر مسلمان ہوں ان پر اسلام کے ظاہری احکام جاری ہوتے ہوں۔(مجموع الفتاوىٰ:٧/٤١٠)۔

معلوم ہوا کہ جو کفر ظاہر کرتا ہے اس کو کافر کہا جائے گا جبکہ منافق کفر چھپاتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال کا خلاصہ

جس نے اسلام ظاہر کیا اور کفر چھپایا وہ منافق ہے اگر کفر ظاہر کیا تو یہ کافر مرتد ہے اگرچہ اسلام کا بھی اظہار کرتا ہو اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ، وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (التوبة: ٦٤-٦٥) ﴾ منافقین ڈرتے ہیں کہ ان کے بارے میں سورة نازل ہو جائے گی جو انہیں بتادے گی جو ان کے دلوں میں ہے۔ان سے کہدو کہ مذاق اڑاؤ بے شک اللہ ظاہر کر دے گا جس سے تم ڈرتے ہو۔اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کہیں گے کہ ہم تو صرف باتیں کر رہے تھے اور کھیل رہے تھے۔ان سے کہدیں کیا اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ معذرتیں مت کرو تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

استدلال: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے کفر چھپایا اسے منافق کہا جاتا ہے اگر اس نے یہ کفر اپنے قول یا فعل سے ظاہر کر دیا تو اسے کافر کہا جائے گا۔(قد کفرتم)

موجودہ طاغوتی حکمران

یہ کفر چھپاتے ہوں یا ظاہر کرتے ہوں اس میں شک نہیں ہے کہ یہ قانون وآئین میں کفر ظاہر کرتے ہیں اللہ کی نازل کردہ شریعت کی تکذیب اور اس کی توہین کرتے ہیں اگر قولاً نہ بھی ہو تو فعلاً یہ سب طاغوتی کفر کرتے ہیں بلکہ قولاً بھی یہ کفر کا اظہار کرتے ہیں لہٰذا موجودہ حکمران کافر مرتد ہیں منافق نہیں ہیں کیا رسول ﷺ کے زمانے کے منافقین نے دوسرے قانون وآئین کے مطابق فیصلے کرتے تھے؟ یا کون سا آئین ان کی اسمبلی یا پارلیمنٹ نے بنایا تھا؟ لہٰذا ان مرتد حکمرانوں کو ان منافقین پر قیاس کرنا غلط ہے

۔رسول ﷺ کے زمانے میں منافقین کی دو قسمیں تھیں:

① وہ منافقین تھے جنہوں نے آخر تک کفر ظاہر نہیں کیا تھا مسلمانوں کو بھی ان کے بارے معلوم نہیں تھا جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَ مِمَّنۡ حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ مُنٰفِقُوۡنَ وَ مِنۡ اَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ مَرَدُوۡا عَلَى النِّفَاقِ (التوبة:١٠١)﴾ تمہارے گرد دیہاتوں میں سے منافق ہیں اور مدینہ والوں میں سے بھی ہیں جو نفاق پر جمے ہوئے ہیں۔

② وہ منافق تھے جنہوں نے کفر کا اظہار کیا تھا لیکن اس کے علاوہ شرعی دلیل نہیں تھی جس کی وجہ سے ان کا مواخذہ کیا جاتا اس قسم کا نفاق دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔

❶ ایسے اقوال میں کہ جو کفر کے محتمل ہوں غیر صریح ہوں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَ لَتَعۡرِفَنَّهُمۡ فِىۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ (محمد:٣٠)﴾ آپ ﷺ ان کو پہچانیں گے باتوں کی چالاکی کی وجہ سے ۔

❷ ان کے صریح کفریہ اقوال کی بنا پر لیکن رسول ﷺ کو یہ اقوال بچے یا کسی عورت یا ایک آدمی کے ذریعے پہنچ پاتے جن کی وجہ سے ارتداد کا ثبوت نہیں بنتا تھا اس لیے کہ ارتداد یا کفر میں اقرار یا دو عادل آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔رسول ﷺ نے وحی کے ذریعے خبر ہونے کے باوجود ان کا مواخذہ نہیں کیا امت کی رہنمائی کے لیے اس لیے کہ ان لوگوں کا کفر عام لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں ہوا تھا یہ حالت تھی رسول ﷺ کے زمانے کے منافقین کی کہ ان پر ظاہری طور پر اسلام کے احکام جاری ہوتے تھے ۔اور جو کوئی کفر کا اظہار کرتا ہے مجاہدین، علماء اور نیکوکاروں کا مذاق اڑاتا ہے انہیں جیلوں میں ڈالتا ہے انہیں سزائیں دیتا ہے انہیں دہشت گرد کہتا ہے قرآن کو دقیانوسی کہتا ہے یہ شخص مرتد کافر ہے جیسے موجودہ حکمران، طاغوتی اور جمہوریت پسند، لہٰذا یہ شبہ غلط ہے۔

⑬ تیرھواں شبہ: طاغوتی کہتے ہیں کہ موجودہ حکمرانوں اور حکومتوں نے بعض اچھے کام بھی کیے ہیں مثلاً مسجدیں بنانا وغیرہ۔

جواب: مرتد اور کافر حکمرانوں کے نیک کام ان کے کفر میں مانع نہیں ہیں جبکہ ان میں مقتضی کفر موجود ہیں اس کی دو وجہ ہیں:

❶ کوئی بندہ اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس میں ایمان کی تمام خصوصیات موجود نہ ہوں اور جب ایمان سے کفر میں جاتا ہے تو ایک خصلت کی وجہ سے بھی جاسکتا ہے دلیل پہلے بھی گزر چکی ہے یعنی: ﴿وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْر ......﴾ اس آیت میں اللہ نے انہیں ایک کلمہ کی وجہ سے کافر قرار دیا حالانکہ ان کے پاس اسلام کی اور خصوصیات تھیں شہادتین کے اقراری تھے لیکن یہ ان کے کفر میں مانع نہیں ہوئیں۔ تکفیر سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر اس میں اسلام کے دیگر اعمال ہوں تو وہ کافر نہیں ہوگا سلف نے کیا خوب کہا ہے ((الدخول فی الاسلام من باب واحد والخروج منه بابواب متفرقه)) اسلام میں داخل ایک دروازے سے ہوا جاتا ہے مگر نکلنے کے کئی دروازے ہیں ۔صحابہ کرام نے جب مانعین زکوۃ کو کافر قرار دیا تو صرف اسی ایک خصلت کی وجہ سے یہ شرط نہیں لگائی کہ ان میں ایمان کے دیگر شعبے یا شاخیں برقرار رہیں گی یہ شرط فاسد ہے دلائل کے خلاف ہے۔

❷ ایمان کا ہر شعبہ مومن کو فائدہ نہیں دیتا جب تک ایمان کی بنیاد نہ ہو یا جب تک اس میں ایک بھی ناقض ایمان اس میں موجود ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا(التوبة:٢٨)﴾ مشرک نجس ہے وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔ یہ دلیل ہے کہ مشرک حج کرتے تھے بیت اللہ کا۔ رسول ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اعلان کروا دیا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے۔(صحیح البخاری)

مشرک صدقہ بھی دیتے تھے: ﴿وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَ لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ(التوبة:٥٤)﴾ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ ان کے نفقات قبول نہ کیے جائیں سوائے اس بات کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور نماز کے لیے آتے ہیں سستی کے

ساتھ اور خرچ کرتے ہیں مگر ناپسندیدگی کے ساتھ۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ مشرکین نفقات بھی دیتے تھے نمازیں بھی پڑھتے تھے اور کفر بھی ساتھ تھا اس لیے کفر کی موجودگی میں ان کے نیک اعمال نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

❸ عباس رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ ابوطالب آپ کے ساتھ تعاون کیا کرتا تھا کیا یہ عمل اس کو فائدہ دے گا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس کو آگ کی چپل پہنائی جائے گی جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔(متفق علیه)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ابوطالب رسول ﷺ کی مدد کرتا تھا دشمن سے آپ ﷺ کو تحفظ فراہم کرتا تھا یہ ایمان کا بڑا حصہ ہے مگر یہ ابوطالب کو کفر سے نہیں بچا سکا اس لیے کہ اس کے پاس ایمان کی بنیاد نہیں تھی صحیح احادیث میں آتا ہے اس نے وفات کے وقت شہادتین کے اقرار سے انکار کیا تھا اور کافر مر گیا۔

❹ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ سے سوال کیا اللہ کے رسول ﷺ ابن جدعان (جاہلیت میں مر گیا تھا) جاہلیت میں مسکینوں کو کھلاتا تھا رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا تھا کیا یہ سب کچھ اس کو نفع دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس کو فائدہ نہیں دے گا اس لیے کہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا کہ اے میرے رب قیامت کے دن میری خطائیں معاف کردے(مسلم)۔

حاصل کلام: کافر اگر بہت سے نیک کام کرلے اخلاص کے ساتھ بھی کرے اس کو بدلہ دنیا میں ملے گا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے مسلم میں: اگر اعمال ریاکاری کے لیے کیے ہوں جیسے موجودہ دور کے کفار کرتے ہیں تو ان کے لیے نہ دنیا میں کچھ ہے نہ آخرت میں کچھ حصہ ہے یہ نیک کام اس کے کفر میں مانع نہیں ہیں۔

⑭ چودھواں شبہ: موجودہ حکمران لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں کلمہ گو ہیں اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ اس نے ایک کافر کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے باوجود قتل کردیا تو

رسول ﷺ نے اس سے کہا کہ تم نے اسے کیونکر قتل کر دیا جبکہ وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہا تھا؟

❷ اللہ کا فرمان ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:٩٤)﴾ ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں چلو تو تحقیق کرلیا کرو اور جو آدمی تمہارے سامنے لا الٰہ الا اللہ پیش کرے اسے یہ مت کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ معلوم ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کفر سے بچانے والا ہے۔

❸ حدیث میں آتا ہے۔ جو اس حال میں مر گیا کہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

❹ حدیث بطاقہ میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی ننانوے (۹۹) رجسٹر گناہوں کے لائے گا اور اسے یقین ہوگا کہ میں ہلاک ہونے والا ہوں یہ سب رجسٹر ایک ایک پرچی جس پر لا الٰہ الا اللہ ہوگا کے ساتھ وزن کیے جائیں گے تو یہ پرچی وزنی ہوگی۔ اس بارے میں اور بھی احادیث ہیں ۔طاغوتی کہتے ہیں کہ ان احادیث میں مانع کفر صرف لا الٰہ الا اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔

جواب: کئی طرح سے اس کے جواب دیے جاسکتے ہیں:

❶ جس حدیث میں ہے کہ ((من مات وهو يعلم لااله الاالله)) یہ صریح دلیل ہے اس بات پر کہ اس کلمے کا معنی جو مشتمل ہے توحید اور کفر بالطاغوت پر وہ مراد ہے اسی شرط کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ قبول کیا جائے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے۔ ((باب من مات على التوحيد دخل الجنة)) مطلب یہ کہ توحید کلمہ کے معنی میں ثابت ہوتی ہے صرف کلمہ کے تلفظ میں نہیں جب نواقض سے اجتناب نہ کیا جائے اور اس کے حقوق تسلیم کیے بغیر یہ کلمہ کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ جیسا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول ﷺ نے انہیں تعلیم دی، تاکید کی فرمایا تم سب سے پہلے ان (یمن والوں) کو لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دو ایک روایت میں ہے ((ان يوحدوا الله)) کہ اللہ کی توحید کو اپنائیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن کے لوگوں کو سب سے پہلے توحید کی دعوت دی ۔معلوم ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ

سے مراد توحید ہے جو اس کلمے میں نفی اور اثبات کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ نفی لا الٰہ ہے جو کفر بالطاغوت ہے۔ اثبات الا اللہ ہے۔ اللہ کی عبادت جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ يُؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى﴾ جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔ اس آیت میں نجات کی شرط اور رسی کو مضبوطی سے تھامنے کو دو چیزوں میں محصور کیا ہے جو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتیں: کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ صرف کفر بالطاغوت بھی صحیح نہیں جب تک ایمان باللہ نہ ہو اور ایمان باللہ صحیح نہیں جب تک کفر بالطاغوت نہ ہو۔ دونوں کو رکھنا ہوگا۔ جب تک یہ حکمران کفر بالطاغوت نہ کرلیں یہ مومن نہیں ہوسکتے اس کے برعکس یہ طاغوت کے ملازم، چوکیدار، حمایتی، مددگار، ان کی فوج میں شامل ان کے محافظ ہیں تو مومن کیا مسلمان بھی نہیں ہیں۔ متمسکین بالعروۃ الوثقیٰ نہیں بلکہ ھالکین ہیں اگر یہ طاغوت پر مرگئے تو کفر کی حالت میں موت ہوگی اگرچہ ہزار مرتبہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتے رہیں۔ مسیلمہ کذاب کے پیروکار بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے ۔نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے لیکن طاغوت (مسیلمہ کذاب) پر کفر نہیں کرتے تھے (اس کا انکار نہیں کرتے تھے) لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں مرتد اور ان کی جان و مال کو حلال قرار دیا انہیں لا الٰہ الا اللہ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ لوگ اس وجہ سے مشرک و مرتد ہوئے کہ انہوں نے اپنے قبیلے کے سردار کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں شریک قرار دیا وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی امیر یا بادشاہ یا عالم کو شریک کرتے ہیں ان کے قوانین کو تسلیم کرتے ہیں کیا وہ مرتد نہیں ہیں؟

خلاصہ کلام یہ کہ کسی مومن کا کلمہ توحید اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک اس میں سات شرطیں نہ ہوں۔

1. اس کے نفیاً و اثباتاً تقاضوں کا علم۔
2. اس کے حقوق کے آگے جھکنا (انہیں تسلیم کرنا)۔
3. ایسا صدق جو کذب کے منافی ہو۔
4. اخلاص جو شرک کے منافی ہو۔

❺ یقین جو شک کے منافی ہو۔

❻ اس کلمے اور کلمے والوں سے محبت۔

❼ کلمے کو قبول کرنا یعنی اس کے لوازمات کو قبول کرنا رد نہ کرنا۔

دلائل اپنے مقام پر آئیں گے۔مطلب یہ کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کا تلفظ مانع کفر نہیں ہے اگر ایک مشرک یہ کلمہ پڑھتا ہو اس کے معنی سے بھی واقف ہو مگر شرک نہ چھوڑتا ہو، طاغوت کا انکار نہ کرتا ہو تو نہ یہ مومن ہے نہ جنت میں داخل ہوگا۔﴿اِنَّهُ مِنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ نے اس پر جنت حرام قرار دیدی ہے۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (مذکورہ حدیث) مجمل ہے اس کی شرح ضروری ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے حقوق وفرائض ادا کردیے۔(شرح مسلم: ۱/ ۲۱۹)

الغرض جن احادیث میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ہے جیسے مذکورہ حدیث وغیرہ ان سے مراد توحید اور کلمہ طیبہ کی مکمل شرائط مراد ہیں۔

❶ بطاقہ والی حدیث جو ہے اگر ان گناہوں میں غیر اللہ کی عبادت قانون وضعی کو ماننا طاغوت کے فیصلے کو تسلیم کرنا۔دین کا مذاق اڑانا شامل ہو تو پھر یہ شرک، کفر اور ارتداد ہے۔معلوم ہوا کہ ان (۹۹) رجسٹروں میں صغیرہ وکبیرہ گناہ ہوں گے مگر شرک وکفر کے علاوہ۔

❷ جو حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ والی ہے جس آدمی کو اسامہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اس سے نواقض ایمان سرزد نہیں ہوئے تھے جبکہ یہ طاغوتی جمہوری ہر وقت ہر آن اسلام کے نواقض میں ملوث ہیں لہٰذا یہ حدیث ان کے لیے دلیل نہیں بن سکتی

❸ آیت ﴿لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء: ۹۴)﴾ کا معنی یہی ہے۔اس آدمی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سلام کیا مگر انہوں نے اسے قتل کردیا یہ سوچ کر وہ ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھ رہا ہے اللہ نے اس پر انکار کیا لہٰذا جو شخص کلمہ پڑھتا ہے اس کی شرائط قبول کرتا ہے نواقض سے

اجتناب کرتا ہے ہم پر لازم ہے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں والا سلوک ومعاملہ کریں۔ اور اگر ایک آدمی اسلام ظاہر کرتا ہے جیسے طاغوتی جمہوری لوگ اور دوسرا دین (طاغوتی یا قانون آئین، دستور، اسمبلی پارلیمنٹ) کو بھی ظاہر کرتا ہے یا ان کے ادیان کے ساتھ موالات رکھتا ہے تو اس کا اسلام قبول نہیں کیا جائے گا جب تک ان تمام سے براءت کا اعلان نہ کردے اور دین اللہ کے لیے خالص نہ کرلے اس لیے اللہ فرماتا ہے ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ تحقیق کرلیا کرو کہ کہیں طاغوتی جمہوری یا کسی اور دین والا نہ ہو۔

⑮ پندرھواں شبہ: طاغوتی جمہوری درباری ملاّ کہتے ہیں کہ موجودہ حکمران، ان کی فوج اور پولیس ظاہراً مسلمان ہیں اور حدیث میں آتا ہے کہ: جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا وہ خود کافر ہوا۔ بعض جاہل کہتے ہیں کوئی پیدائشی کافر نہیں ہوتا کافر نہیں کہنا چاہیے۔

جواب: مطلق تکفیر خطرے کی بات نہیں ہے نہ ہی مذموم ہے اگر یہ لوگ س بات سے ڈرتے ہیں تو پھر یہ سب کافروں کو مسلمان قرار دیدیں گے۔ البتہ مذموم تکفیر یہ ہے کہ کسی مسلمان کو صرف تعصب یا خواہش کی وجہ سے بغیر شرعی دلیل کے کافر قرار دینا یہ مذموم ہے۔ ہر کفر مذموم نہیں ہے جیسا کہ ہر ایمان قابل تعریف نہیں ہے۔ ایک ایمان واجب ہے جیسے اللہ پر ایمان اور ایک ایمان حرام اور شرک ہے جیسے طاغوت پر ایمان۔ اسی طرح کفر کبھی واجب اور کبھی ممدوح ہوتا ہے جیسے کفر بالطاغوت کبھی کفر قابل مذمت ہوتا ہے جیسے اللہ اور اس کی آیات اور دین کے ساتھ کفر۔ جس طرح کسی مسلمان کو بغیر شرعی دلیل کے مشرک کافر مرتد قرار دینا خطرناک و مذموم کام ہے اسی طرح کسی مشرک کافر مرتد پر اسلام کا حکم لگانا اس کی جان و مال کو محفوظ قرار دینا اس کو اسلام میں داخل سمجھنا اس کے ساتھ دینی موالات رکھنا خطرناک اور فساد کبیرہ والا کام ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ جو مسلمان کو کافر قرار دیتا ہے وہ کافر ہو خاص کر جب وہ (جسے کافر کہا جا رہا ہے) وہ ایسے کام کر رہا ہو جنہیں اللہ و رسول ﷺ نے کافر قرار دیا ہو۔ مذکورہ حدیث جس میں مسلمان کو کافر کہنے والے کو کافر کہا گیا ہے یہ ان الفاظ سے رسول ﷺ سے منقول نہیں ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ مسلمان کبھی کفر نہیں کرسکتا یہ بات اس آیت کی رو سے غلط ثابت

ہورہی ہے: ﴿قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ اوردوسری آیت: ﴿ان الذين ارتدوا على ادبارهم من بعد ماتبين لهم الهدى﴾ جولوگ ہدایت واضح ہونے کے بعد مرتد ہوگئے اورآیت: ﴿يا ايها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه﴾ ایمان والوتم میں سے جواپنے دین سے مرتد ہوگیا۔اگرکوئی مسلمان دین سے مرتد نہیں ہوتا تو فقہ کی کتابوں میں مرتد کے احکام کیوں ذکر کیئے گئے ہیں اسی طرح رسول ﷺ کا فرمان ہے:((من بدل دينه فاقتلوه))جس نے اپنادین بدل دیااسے قتل کردو۔صحیح مسلم میں صحیح الفاظ یوں ہیں:((من قال لاخيه المسلم يا كافر فان كان كذلك والا حار عليه)) اگرکسی نے مسلمان کوکافرکہااگراس میں کفر نہ ہواتو یہ(فتویٰ) کہنےوالے پرلوٹ آئے گا۔اس حدیث میں((فان كان كذلك))دلیل ہے مسلمان کی تکفیرکی جس میں کفرظاہر ہوگیاہواورموانع تکفیرختم ہوگئے ہوں تواس کی تکفیرمیں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اگراس کی تکفیراللہ کے دین کی وجہ سے ہےتو یہ تکفیر ماجور ہے جیسے عمر رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ کوحاطب کے بارے میں کہا تھا کہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں۔رسول ﷺ نے وضاحت کردی کہ حاطب رضی اللہ عنہ کافر نہیں ہے مگرآپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ تم پرکفرلوٹ آیاہےاس لیے کہ تم نے ایک مسلمان کو کافرکہہ دیاہے۔معلوم ہوگیا کہ اگرمسلمان نے مسلمان کودینی غیرت کی وجہ سے کافرکہہ دیااوراس میں کفرنہ ہواتو یہ کہنے والامسلمان گناہ گارنہیں ہے بلکہ ماجور ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ پررسول ﷺ نے کوئی ملامت نہیں کی۔امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اشارہ کیاہے کہ مسلمان کی وہ تکفیرمذموم ہے جومحض خواہش اورعصبیت کی بناپرہویاپارٹی وجماعت کی بناپرکسی کوکافرکہاجائے۔علماء نے مذکورہ حدیث کی یہ تاویل بھی کی ہے کہ جس نے مسلمانوں کے دین اورتوحیدکوکفرکہاتووہ کافرہے دوسری تاویل یہ ہے کہ جس نےکسی مسلمان کی توہین کی مسلمانوں کی تکفیرپرہنسا(مذاق اڑایا)تو یہ ان کوکفرکی طرف لیجاتاہے۔

(۱۶) سولہواں شبہ: رزق ،مصلحت،بعض طاغوتی بلکہ ان میں اکثرسمجھدارلوگ کہتے ہیں کہ ہم طاغوت کوپسندنہیں کرتے مگربراءت کااعلان اورنفرت ہم دل میں کرتے ہیں لیکن کیاکریں کہ ہمارا

رزق اورنوکری لگی ہوئی ہے یا ریٹائرڈ ہونے میں چندسال باقی ہیں پھر پنشن لوں گا پھر فنڈ لے لوں گا۔کچھ لوگ کہتے ہیں یہ اسلام ،مسلمانواور دین کی خدمت کے لیے مصلحت کے طور پر (ہم ساتھ) ہیں۔

جواب: اہل سنت اوراہل الشرک والبدعۃ میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ایمان اعتقاداقراراورعمل بالجوارح کا نام ہے۔ایمان صرف دلی اعتقادکونہیں کہتے۔کفر بالطاغوت لازمی ہے کہ ظاہری وباطنی دونوں ہو۔لہٰذا ہمارا مطالبہ ظاہر کا ہے دلوں کا حال اللہ جانتا ہے۔جب منافق کفر چھپاتا ہے شریعت سے بغض بھی رکھتا ہے لیکن ایمان کا اظہار کرتا ہے ظاہری شعائر اسلام کا التزام کرتا ہے اس وجہ سے اس کی جان ومال محفوظ رہتے ہیں اس کا حساب آخرت میں اللہ کے ہاں ہوگا کہ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔اسی طرح جولوگ کہتے ہیں یا خودکوسمجھتے ہیں کہ وہ باطن میں مومن ہیں اور دلی طور پر کفر بالطاغوت کرتے ہیں اور ظاہری طور پر اسلام کا مخالف ومناقض ہے اور ظاہری طور پر طاغوت کا فوجی اور مددگار ہے شرک کا ساتھ دے رہا ہے ان کی جماعت میں شامل ہے ان کی کثرت میں اضافہ کا سبب بنا ہوا ہے۔ان کے قانون کی حفاظت کرتا ہے مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرتا ہے ظاہر میں ان سے دوستی رکھتا ہے جس طرح منافق پر ظاہری اعمال کی وجہ سے حکم لگتا ہے اس پر ظاہری اعمال کی بناپر حکم لگائیں گے۔ہمیں دلوں کی خبر نہیں ہے کہ ان میں کیا ہے بظاہر یہ کفر کے قانون کو پسند کرتے ہیں اس کی مدد کرتے ہیں ان سے موالات رکھتے ہیں لہٰذا یہ کافر ہیں جس طرح منافق بظاہر مسلمان تھے۔

خلاصہ: جمہوری حکمران کافر ہیں اس لیے کہ:

❶ اللہ کے دین وشریعت کا مذاق اڑاتے ہیں: ﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ یہ آیت مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جونمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے زکاۃ دیتے تھے بہت سی جنگوں میں شریک تھے لیکن استہزاء کی وجہ سے اللہ نے انہیں کافر قرار دیدیا۔

❷ یورپ والوں، یہودیوں عیسائیوں صلیبیوں کے ساتھ دوستی اور مجاہدین مسلمانوں کے خلاف ان سے تعاون ومدد کی وجہ سے: ﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ ......﴾ اسی لیے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آٹھواں ناقض ایمان ہے مشرکین کی مدد کرنا ان سے تعاون کرنا موحدین کے مقابلے پر یہ کفر ہے۔

❸ یہ اس لیے بھی کافر ہیں کہ یہ جمہوریت چاہتے ہیں اللہ کے دین کے عوض: **ان الــــدیـــن عنداللہ الاسلام** یہ وہ دین ہے جو اللہ نے محمد ﷺ کو دے کر دنیا میں بھیجا جبکہ جمہوریت یونان کا دین ہے کفار کا دین ہے۔ اور ﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ **فماذا بعد الحق الا الضلال۔**

ڈیموکریٹ برملا اعلان کرتے ہیں کہ جمہوریت بہترین طریقہ وراستہ ہے لہٰذا یہ لوگ مجبور نہیں ہیں انہوں نے اپنی مرضی سے کفر اختیار کیا ہے کیا یہ کافر نہیں ہیں؟ جمہوریت اور اسلام جمع نہیں ہو سکتے جو کہتے ہیں جمہوری اسلامی نظام تو یہ کافر مرتد ہے یہ اسلام اور جمہوریت کو نہیں جان سکا۔ اللہ اپنے دین میں یہودیت ونصرانیت کو قبول نہیں کرتا تو اسی طرح جمہوریت یا جو بھی کفار کا بنایا ہوا ازم ہو اسے قبول نہیں کرتا۔

❹ یہ اس لیے بھی کافر ہیں کہ یہ خود کو قانون سازی میں اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص آئین یا قانون اساسی کی مخالفت کرتا ہے یہ ڈیموکریٹ اسے آئین کی توہین کرنے والا کہتے ہیں اسے سزائیں دیتے ہیں اس کے برعکس انہوں نے اللہ کے احکام معطل کر دیے ہیں انہیں پس پشت ڈال دیا ہے۔

جو لوگ قانون الٰہی کے خلاف ہیں وہ ان کو پسند ہیں ان کے دوست ہیں انہیں روشن فکر وروشن خیال کہتے ہیں انہیں یہ نہیں معلوم کہ یہ مرتد ہیں۔ کافر زندہ رہنے کا حق رکھتا ہے مگر حاکمیت کرنے کا نہیں رکھتا۔ جمہوریت پسند مساوات سے بھی آگے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی آگے بڑھتے ہیں اس

لیے کافر ہیں۔

❺ یہ اس لیے کافر ہیں کہ اللہ (کی شریعت کے ساتھ) دوسری شریعت بنا رکھی ہے۔﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾(الشوریٰ:۲۱)

فصل

جمہوریت اور الیکشن کے کفر ہونے پر دلائل اور ان دونوں کے مفاسد

یہ جو پہلے ذکر ہو چکا کہ دین اسلام قانون وشریعت کے لحاظ سے مکمل ہے اور امارت اسلامی کے قیام کے لیے یہ چار اسباب وذرائع ہیں:

❶ ایمان

❷ عمل صالح

❸ دعوت الی اللہ

❹ جہاد فی سبیل اللہ

شریعت میں انتخابات نہیں ہیں بلکہ یہ کفار اور صلیبیوں کا طریقہ ہے تاکہ مسلمانوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں۔اب ہم انتخابات کی خرابیاں اور نقصانات کا ذکر بادلائل کرتے ہیں:

① جمہوریت اور انتخابات جاہلیت کا مستقل منہج ہے یہ اسلامی منہج کے خلاف ہے ڈیموکریسی یا جمہوریت اندھیرا اور اندھا پن ہے۔﴿وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور﴾ اندھا اور بینا، روشنی اور اندھیرا برابر نہیں ہو سکتے اسلام نور ہے۔ ہدایت ہے۔ جمہوریت اندھیرا ہے گمراہی ہے:﴿قد تبین الرشد من الغی﴾ اسلام آسمانی، ربانی منہج ہے جمہوریت انسان کا بنایا ہوا قانون ہے دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

② جمہوریت میں حصہ لینا کفار کی اطاعت کرنا ہے یعنی یہود ونصاریٰ کی جبکہ اللہ نے ہمیں کفار

کی دوستی اوراطاعت سے منع کیا ہے۔﴿**یاایھا الذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین**﴾ایمان والواگرتم اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی اطاعت کروگے وہ تمہیں ایمان کے بعد دوبارہ کافر بنالیں گے۔دوسری جگہ ارشاد ہے﴿**فلا تطع الکافرین**﴾کفار کی اطاعت مت کرو۔

③ جمہوریت زندیقیت وارتداد کی طرف راستہ دکھاتی ہے اس میں آزادی ہوتی ہے کہ کچھ بھی کروکوئی حرج نہیں اسی لیے جمہوریت میں یہودیت،نصرانیت اوراسلام یکساں ہیں۔

④ جمہوریت خواہشات واباحت کا راستہ دکھاتی ہے شراب وموسیقی اوردیگر گناہ جنہیں اللہ نے حرام قراردیا ہے ان کا ارتکاب کرنے کی آزادی ہے۔کسی کوکسی بھی گناہ سے منع نہیں کرسکتے اسے شخصی آزادی کہتے ہیں یہی اس کے کفر ہونے کے لیے کافی ہے۔

⑤ جمہوریت نے اسلام کوٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے اس میں قومیں اور پارٹیاں تنظیمیں اور جماعتیں بنادی ہیں یہ سب جمہوریت کے مفاسد ہیں اسلام میں ملکی سرحدوں کا تصورنہیں ہے نہ ہی اس میں پارٹیوں اورتنظیموں کی گنجائش ہے بلکہ مشرق تا مغرب مسلمانوں کی ایک ہی حکومت ہوگی ۔﴿**وان ھذہ امتکم امة واحدة وانا ربکم فاتقون**﴾بےشک تمہاری ایک ہی امت ہے میں تمہارارب ہوں مجھ سے ڈرجاؤ۔﴿**ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم**﴾جھگڑامت کرو آپس میں ورنہ بزدل ہوجاؤگے طاقت ختم ہوجائے گی۔

⑥ جمہوریت میں جوشخص شمولیت کرتا ہے اسے لازمی طور پراس کا قانون اورکفر ماننا پڑتا ہے ورنہ جمہوریت میں داخل نہیں ہوسکتا۔جیسے اقوام متحدہ کے تحت رہنا ہوگا اگرایسانہیں کیا تو دہشت گرد ،بنیاد پرست کہلانا ہوگا۔

⑦ جمہوریت اسلامی احکام کومعطل کرتی ہے جیسے جہاد،امر بالمعروف نہی عن المنکر ،ارتداد سے متعلق احکام،اسی لیے جمہوریت آزادی،کفر،لادینیت،فحاشی اورعریانی چاہتی ہے کسی کوغلط کام سے

نہیں روکا جاسکتا۔

⑧ جمہوریت میں مرتد ومنافق لوگوں کو اچھے مخلص اور محبّ وطن کہا جاتا ہے اسی طرح آدمی ایمان سے نکل جاتا ہے۔

⑨ اس میں شریعت کے اصول نہیں ہوتے۔اللہ کا فرمان ہے:[وان تطع من اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ] اگر آپ ﷺ نے اکثریت کا کہنا مان لیا تو آپ ﷺ کو اللہ کی راہ سے گمراہ کردیں گے اور فرمان ہے:﴿ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾ اکثر لوگ نہیں جانتے ۔﴿وقلیل من عبادی الشکور﴾ میرے بہت کم بندے شکرگزار ہیں۔مطلب یہ ہے کہ حق کا معیار کثرت نہیں ہے جب کہ جمہوریت میں بلا کسی شرط کے اکثریت معتبر ہے۔

⑩ جمہوریت انسان کو جاہل اور غافل بنادیتی ہے کہ اسلام اور جمہوریت کا فرق نہیں کرسکتا۔حق وباطل میں فرق نہیں کرسکتا۔اسلام اور کفر کو یکساں سمجھتا ہے جیسا کہ موجودہ دور میں اکثر کلمہ گو مسلمان یہ فرق نہیں سمجھتے اسلام صرف کلمے کو سمجھتے ہیں باقی ہر کام میں آزادی ہے۔

⑪ جمہوریت اسلامی عقیدے اور بنیاد جو کہ رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا راستہ ہے اسے ختم کرتا ہے اس طرح پھر شرک،کفر اور بدعت پیدا ہوئی ہے۔یہ جمہوریت کا تحفہ ہے۔

⑫ جمہوریت میں مومن،عالم،جاہل،کافر،مرد،عورت، میں فرق نہیں کیا جاتا سب برابر ہوتے ہیں سو(۱۰۰) طوائفیں سو(۱۰۰) علماء،شیخ القرآن والحدیث برابر ہوتے ہیں یہ واضح کفر ہے اس کی دلیل مندرجہ ذیل آیات ہیں:

❶ ﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون﴾ کہہ دیں کہ کیا عالم اور لاعلم برابر ہوسکتے ہیں؟

❷ ﴿افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستون﴾ جو مومن ہے وہ فاسق کی طرح ہے یہ برابر نہیں ہوسکتے (کفار طاغوتی جمہوری کہتے ہیں کہ سب برابر ہیں)

❸ ﴿ام نجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون ﴾ کیا ہم مسلمانوں اور مجرموں کو برابر قرار دیدیں تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

❹ ﴿ولیس الذکر کالانثی ﴾ مرد عورت کی طرح نہیں ہوتا۔

دیگر آیات بھی ہیں جن کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم کافر، مرد عورت، عالم جاہل، اور مومن فاسق برابر نہیں ہوسکتے۔ لیکن جمہوریت پسند کہتے ہیں کہ بش خبیث اور دیگر کافر حکمران ہمارے شیخ القرآن ،شیخ الحدیث علماء کے برابر ہیں۔ اگر یہ کفر نہیں تو پھر کہیں بھی کفر نہیں ہے۔

⑬ جمہوریت ولاء و براء کا عقیدہ ختم کر دیتی ہے اسی لیے انتخابات میں بہت سی نام نہاد بزعم خویش اسلامی تنظیمیں کفار کے ساتھ حصول اقتدار کے لیے اکھٹا ہوجاتی ہیں تا کہ انتخابات میں کامیابی حاصل کرسکیں اس کو یہ لوگ سیاست کہتے ہیں حالانکہ کفار کے ساتھ بغض رکھنا ان سے براءت کرنا چاہیے مگر جمہوریت میں یہ عقیدہ ختم ہوجاتا ہے۔ مومنوں کے ساتھ موالات رکھنی چاہیے مگر انتخابات میں ان کے مقابلے پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ ان کی اصطلاح میں وہ مسلمان ہو لیکن اس کے ساتھ یہ دشمنی رکھتے ہیں اس کو برا کہتے ہیں یہ جمہوریت کا نتیجہ ہے جو اسلامی امت میں دھر آیا۔

⑭ جمہوریت اچھے اخلاق کو خراب کر دیتی ہے۔ سچ اور وفاداری کا خاتمہ ہوجاتا ہے جھوٹ اور بے وفائی اس کی خاص نشانیاں ہیں۔

⑮ جمہوریت اپنے مقابل کی توہین اور اس کی استہزاء کا سبب بنتا ہے ہر ایک اپنی پارٹی کی تعریف کرتا ہے ﴿کل حزب بما لدیھم فرحون ﴾ ہر ایک جماعت وگروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔ اگرچہ یہ لوگ کافر ہیں مگر خود کو چھپاتے ہیں۔

⑯ جمہوریت تمام انبیاء علیہم السلام پر طعن ہے اس لیے کہ اگر حق کی پہچان اکثریت ہو تو پھر انبیاء کو مبعوث کرنا بے فائدہ کتب کا نزول بے کار تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام جب بھی آئے اکثریت نے ان کی مخالفت کی۔ اکثریت میں جاہلیت کی خرافات ہوتی تھیں۔

⑰ جمہوریت مسلمانوں میں شکوک وشبہات اور حیرتوں کے دروازے کھول دیتی ہے ان کے دلوں میں اسلامی عقائد سے روگردانی پیدا کردیتی ہے خاص کر اس دور میں علمائے ربانیین کم ہیں اوراور جہالت زیادہ ہے اسی لیے اکثر لوگ جمہوریت کی وجہ سے دہری۔نصاری اور یہودی بنتے جارہے ہیں۔

⑱ جمہوریت کی اساس اور بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ حاکمیت اللہ کی نہیں ہے اسی لیے یہ لوگ قانون بناتے ہیں اور یہی مقننین ہیں یہ اس بات کا واضح اعتراف ہے کہ اللہ کی حاکمیت کو یہ تسلیم نہیں کرتے۔اگر کوئی شخص اس مقصد کے لیے شمولیت اختیار کرتا ہے کہ قرآن وسنت کی حاکمیت قائم کرے تو یہ جھوٹ اور تلبیس ہے اس لیے کہ اس کے نزدیک تو دین اکثریت کا نام ہے جب قرآن وسنت موجود ہے اور یہ پھر دوسرا قانون بناتے ہیں تو یہ صریح کفر ہے۔

⑲ جمہوریت اسلام کے بنیادی فلسفہ تغیر کے خلاف منافی ہے یعنی جاہلیت کا خاتمہ انسانی نفس کی اصلاح۔لیکن جمہوریت جاہلیت کی تخم ریزی کرتی ہے اس کی آبیاری کرتی ہے اور اسلام کی بنیاد کا خاتمہ کرتی ہے۔

⑳ جمہوریت ان قطعی نصوص کی مخالف ہے جن میں کفار کی مشابہت کی حرمت آئی ہے ان کے اخلاق ان کے طریقوں ان کی عادت کی مخالفت۔اسی لیے جمہوریت اخلاقاً،عادتاً اور طریقتاً یہود ونصاریٰ کی طرح ہیں داڑھی مونچھ صاف،ٹائی پتلون زیب تن کرتے ہیں بات انگریزی میں کرنا ضروری سمجھتے ہیں انگریزی کی تعلیم کو پسند کرتے ہیں اسی طرح کفار کی دیگر مشابہتیں ہیں جنہیں جمہوریت پسندوں نے اپنایا ہے۔

㉑ جمہوریت اور انتخابات کا نتیجہ یہ نکلا کہ پوری دنیا میں اسلامی خلافت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔سارے اختیارات کفار ومنافقین کو مل گئے مسلمان مغلوب اور ناکام ہیں جب سے نام نہاد مسلمان اس کفر(جمہوریت)میں مبتلا ہوگئے ہیں دارالاسلام دارالکفر میں تبدیل ہوگئے ہیں۔

۲۲ جمہوریت میں اختیارات اسمبلی ممبران کو حاصل ہوتے ہیں جبکہ اسلامی شورائی نظام میں حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہوتی ہے۔[ان **الحکم الا للّٰہ**] جبکہ جمہوریت میں ان الحکم الا للناس (حکم صرف انسانوں کا ہوگا) ہے دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی شوریٰ ان مسائل میں فیصلہ کرتی ہے جو اجتہادی ہوں ان میں نص موجود نہ ہو نہ اجماع ہو جبکہ جمہوریت اس کے بھی خلاف ہے کہ وہ منصوص کو نہیں مانتی۔ تیسری بات یہ ہے کہ اسلامی شوریٰ محدود و محصور ہوتی ہے اس میں کہ اس کے ارکان نیک اور علماء ہوں گے جبکہ جمہوریت اس کے برعکس ہے کہ اس میں تمام وہ لوگ ہوں گے جو اسلام سے عاری دہری کفار ہوں۔

۲۳ جمہوریت میں شمولیت کفر میں اضافہ کرنا ہے شریعت کے ساتھ جنگ ہے اس کے ساتھ استہزاء علماء کے ساتھ مذاق ہے اسلامی تعلیمات کی ہنسی اڑانا ہے یہ اس کو پرانے زمانے کا علم کہتے ہیں۔

۲۴ جمہوریت علماء کے دور کا خاتمہ چاہتی ہے معاشرے میں ان کی عزت واحترام کو ختم کرتی ہے اسی لیے جمہوریت میں عالم کی عزت۔ احترام اور اہمیت ختم ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج بھی اکثر علماء نان وشبینہ کے لیے اوروں کے محتاج نظر آتے ہیں۔

۲۵ جمہوریت میں دینی تعلیم وتعلم کا مذاق اڑایا جاتا ہے اس غیر لازمی اور کفری انگریزی تعلیم کو لازمی قرار دیا جاتا ہے۔

۲۶ جمہوریت میں اجتہاد ختم ہو چکا ہے اس میں مجتہد و مقلد نہیں ہیں بلکہ سب مجتہد ہیں اجتہاد کی صفات ان میں ہوں یا نہ ہوں پھر بھی مجتہد ہوتے ہیں۔

❑ جمہوری پارلیمنٹ شیطان اور طاغوت کی مجلس ہے اللہ کی حاکمیت پر ایمان نہ لانے والے ہیں لہٰذا ان کی مجالس میں بیٹھنا جائز نہیں ہے[**وقد نزل فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ**

یکفر بها ویستھزأ بها فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنافقین والکافرین فی جھنم جمیعا]اور کتاب میں (یہ حکم) نازل ہوا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ دوسری باتیں نہ شروع کردیں اگر تم (بیٹھو گے) تو تم بھی انہیں کی طرح ہو جاؤ گے اللہ منافقین اور کافروں کو جہنم میں اکھٹا کرے گا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے [**فلا تقعدوا بعد الذکری مع القوم الظالمین**]یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو ہوسکتا ہے کہ قاضی اور بزرگ اس سے مستثنیٰ ہوں۔

❶ حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت اللہ پر طعن ہے اس کی حکمت اور شریعت پر طعن ہے اس لیے کہ اللہ نے رسول مبعوث فرمائے لوگوں پر ان کی اطاعت لازم کردی اور یہ بھی بتادیا کہ ان کی اطاعت نہ کرنے والوں کے لیے وعید ہے وہ جہنم میں جائے گا ہلاک ہوگا۔ اللہ نے کتابیں نازل کیں لوگوں کے درمیان فیصلے حلال وحرام کے فیصلے کرنے کے لیے لوگوں کو اچھے برے کی تمیز سکھادیں۔ بہت سے لوگ قرآن کی وجہ سے معزز اور بہت سے ذلیل ہوئے۔ جب انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے اس وقت لوگ گمراہ اور جاہل تھے انبیاء علیہم السلام نے انہیں صراط مستقیم کی طرف بلایا اگر جمہوریت حق ہے تو پھر یہ سارے کام بے فائدہ وعبث ٹھہرتے ہیں اور جو ایسا سمجھتا ہے تو یہ واضح وصریح کفر ہے۔

❷ اگر جمہوریت کو حق کہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام پر آسمانی کتب کا نزول ظلم ہوگا کہ لوگوں کو جمہوریت کے مطابق اپنے فیصلے خود کرنے سے روکا جائے یہ تو اللہ کی طرف ظلم کی نسبت ہے جبکہ اللہ ظلم سے منزہ وپاک ہے۔

❸ اگر جمہوریت کو حق کہیں تو کفار اور مرتدین کے خلاف جہاد بھی ظلم قرار پائے گا لہٰذا یہ شریعت الٰہی پر طعن اور کفر ہے اسی طرح جنت سے ابلیس کا اخراج۔ نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت۔ فرعون کا غرق ہونا۔ قوم صالح۔ ھود۔ لوط اور شعیب علیہم السلام کی اقوام کی ہلاکت جمہوریت کی رو سے ظلم قرار پائیں گے

۔اسی طرح چور کا ہاتھ کاٹنا۔زانی کو رجم کرنا۔شرابی کو کوڑے مارنا یہ سب جمہوریت پسندوں کے نزدیک ظلم و بربریت ہے۔

❹ جمہوریت انسان کے ذہن میں حق و باطل۔جاہلیت و اسلام۔یہودیت و نصرانیت۔علم وجہل کو خلط کر دیتی ہے اس لیے جمہوریت پسند خود کو آزاد خیال روشن ضمیر وغیرہ قرار دیتے ہیں۔

❺ جمہوریت اسلامی حیثیت کا خاتمہ کرتی ہے کبھی اسلام کو آمریت اور کبھی استعماریت قرار دیتی ہے کبھی کہتے ہیں کہ رسول ﷺ (نعوذ باللہ) ڈکٹیٹر تھے۔

خلاصہ: جمہوریت اللہ کے دین سے دور لیجاتی ہے یہ ام الکفر ہے کفری ساری قسمیں اس سے پیدا ہوتی ہیں یہود، نصاریٰ، بدھ مت، ہندو، دہری سب جمہوریت کا احترام کرتے ہیں اس لیے جمہوریت تمام کفار کا دین ہے مسلمان کا اس شامل ہونا کفر میں داخل ہونا ہے۔واللہ اعلم

ولاء اور براء (دوستی و دشمنی) کا مسئلہ

① ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (آل عمران:۲۹)﴾ مومن کفار کو دوست نہ بنائیں مومنوں کو چھوڑ کر جس نے ایسا کیا تو اللہ کی طرف سے (اللہ کے گروہ) میں نہیں ہے کچھ بھی۔ہاں اگر ان سے اجتناب کرتے رہو۔اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اسی کی طرف جانا ہے۔

② ﴿وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (النساء:۸۹)﴾ یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم کفر کرو تو تم سب برابر ہو جاؤ۔تم ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ جب تک یہ اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں۔

اسی طرح کی دیگر آیات بھی ہیں مثلاً آل عمران:۳۱-۳۲، مائدہ:۵۱-۵۴ جبکہ احادیث مندرجہ ذیل ہیں

❶ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔رسول ﷺ نے ان سے بیعت لی اس بات پر کہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کریں اور ہر کافر سے براءت کریں (مسندامام احمد:٤/٤٥٧)۔

❷ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:رسول ﷺ نے فرمایا:ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے بغض ہے۔(الایمان لابی بکر بن ابی شیبة:٤٥، البانی کھتے ھیں طبرانی نے اسے روایت کیا ھے حسن ھے)

❸ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ایمان کا سب سے مضبوط کڑا موالات فی اللہ اور معادات فی اللہ ہے۔اللہ کے لیے محبت ونفرت ہے۔(الجامع الصغير :١/٦٩ البانی کھتے ھیں حسن صحیح ، صحیح الجامع:٢٠٣٦)

ولاء کی صورتیں

دوستی: مدد۔محبت۔احترام۔ظاہراًوباطناً۔کفار سے دوستی ان کا قرب۔ان سے محبت وغیرہ کا قولی یا عملی اظہار۔(کتاب الایمان لنعیم بن یاسین:١٤٥)

براء ت: بغض،عداوت،شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:دوستی دشمنی کی ضد کو کہتے ہیں اور اصل میں دوستی محبت اور تقرب کو کہتے ہیں اور دشمنی نفرت اور دوری کو کہتے ہیں۔

مداراۃ: دنیا کو دین یا دنیا کی اصلاح کے لیے یا دونوں کے لیے خرچ کرنا یہ مباح ہے۔

مداھنة: دنیا کے فائدے کے لیے دین کو چھوڑنا۔(فتح الباری:١٠/٤٥٤)

ابن بطال کہتے ہیں:مدارات مومنوں کے اخلاق میں سے ہے کہ نرم باتیں کریں سخت باتیں چھوڑ دیں ۔یہ دنیا میں الفت ومحبت کے قوی اسباب ہیں۔

حاصل: کفار کے موالات کا ضرر مسلمانوں پر بہت خطرناک پڑ رہے ہیں اس لیے کہ دیگر مسلمان بھی سمجھتے ہیں کہ شاید کفار سے موالات صحیح ہے وہ بھی دوستی شروع کردیتے ہیں اس طرح معاشرہ خراب ہوجاتا ہے اسی وجہ سے ولاء وبراء کی صورتیں علماء نے ذکر کی ہیں۔

① **پہلی صورت:** کفار کے کفر پر راضی ہو ان کی تکفیر نہ کرتا ہو ان کے کفر میں شک کرے ہر کفریہ تنظیم یا مذہب کو صحیح کہتا ہو۔(نواقض الاسلام :۹۰۱۱)

اس قسم کا ولاء اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب ان کے کاموں پر خوشی کا اظہار کرے۔ان کے باطل مذہب کا دفاع کرے۔یا ان کا ساتھ دے اس لیے کہ رضا ومحبت دونوں لازم وملزوم ہیں اگر دونوں کفار کے لیے ہوں تو یہ کفر ہے اور اگر دونوں مومنوں کے لیے ہوں تو یہ ایمان ہے۔

② **عام دوستی:** ان کو مددگار بنانا۔انہیں اپنا معاون ودوست بنانا ان کے دین میں داخل ہونا اللہ نے ہمیں اس سے منع کیا ہے جیسا کہ آل عمران:۲۸ میں گزر چکا ہے۔اس آیت کے ضمن میں ابن جریر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جس نے ان لوگوں کو معاون ومددگار بنالیا ان سے دوستی کی ان کے دین پر ان سے تعاون کیا مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہ رہا وہ اللہ سے اور اللہ اس سے بری ہے اس کے ارتداد اور کفر میں داخل ہونے کی وجہ سے۔ہاں اگر ان کی حکومت کے تحت رہتے ہو اور تمہیں ان سے جانوں کا خوف ہو اور تم زبان سے ان کی دوستی کا اظہار کرو اور دشمنی کا اظہار کرو اور ان کے کفر پر ان کا ساتھ نہ دو کسی مسلم کے خلاف ان کی مدد نہ کرو۔(ابن جریر:۳/۲۲۸)

یعنی اگر تم ان کے قبضہ واختیار کی وجہ سے ان سے ڈرتے ہو جان کا خطرہ ہو تو زبان سے دوستی کا دم بھرو مگر دلوں میں دشمنی رکھو ان کے کفر کی اشاعت نہ کرو ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ(المائدۃ:۵۱) ﴾ایمان والو یہود ونصاری کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جس نے بھی ان سے دوستی کر لی وہ انہی میں سے ہے۔اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

❶ امام ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے یہود ونصاریٰ سے دوستی کی مومنوں کو چھوڑ کر تو وہ ان میں سے یعنی ان کے دین ومذہب پر ہے اس لیے کہ کوئی بھی شخص جب کسی سے دوستی کرتا ہے تو وہ اس کا

اوراس کے دین کا ساتھی بنتا ہے اس کی تمام باتوں اوراعمال پر راضی ہوتا ہے اور یہ اس کے مخالف سے دشمنی کرتا ہے لہٰذا اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس کے دوست کا ہے۔

❷ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کا فرمان صحیح ہے کہ جس نے ان سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہے یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے کہ وہ کافر ہے کفار میں سے ہے یہ حق ہے اس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔(المحلی:۱۳/۳۵)

❸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت میں اللہ نے خبر دی ہے کہ جس نے ان (یہود ونصاریٰ) سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہے۔ اللہ فرماتا ہے اگر وہ اللہ، رسول اور جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لائے تو کبھی انہیں دوست نہ بناتے (مائدہ)۔ پھر فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان مذکوران لوگوں کی دوستی کی نفی کرتا ہے یہ ایمان ضد ہے کفر کی اور ایمان اور کفار کی دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔ قرآن کی آیات ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔(الایمان:۱۴)

③ **تیسری صورت:** عقیدۂ کفر پر ایمان لانا یا کتاب وسنت کو چھوڑ کر کفار کے پاس فیصلے لیجائیں اللہ کا فرمان ہے: ﴿ **اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَ الطَّاغُوۡتِ وَ یَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ہٰۤؤُلَآءِ اَہۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا** (النساء:۵۱)﴾ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا وہ منتر اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایمان والوں سے زیادہ ہدایت والے راستے پر ہیں۔

آج بھی بعض نام نہاد کلمہ گو کہتے ہیں کہ کفار عدل وانصاف کرنے والے ہیں یہ بھی موالات میں شامل ہے۔

④ **چوتھی صورت:** موالات کی ہے، کفار سے محبت جبکہ اللہ نے ہمیں اس طرح کی محبت سے منع کیا ہے: ﴿ **لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ** (المجادلۃ:۲۲)﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں

پائیں گے ایسی قوم جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور پھر وہ دوستی کریں ان لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی رکھتے ہیں اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں، یا رشتہ دار۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ نے اس آیت میں خبر دی کہ آپ ﷺ نہیں پائیں گے کہ جو مومن ہیں وہ اللہ ورسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوں۔ ایمان اس دوستی کے منافی ہے جس طرح کے دوضدین میں سے ہر ایک دوسرے کی نفی کرتا ہے۔ جب ایمان پایا جائے گا تو اس کی ضد منتفی ہوگی یعنی اللہ کے دشمنوں سے دوستی۔ اور جب کوئی آدمی اللہ کے دشمنوں سے دلی دوستی کرے گا تو یہ اس کی بات کی دلیل ہوگی کہ اس کے دل میں ایمان واجب نہیں ہے۔(الایمان:۱۳)

اللہ کا فرمان ہے: ﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ (الممتحنة:۱)﴾ ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ تم ان سے دوستی کی باتیں کرو حالانکہ وہ اس حق کا انکار کر چکے ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے۔

⑤ **پانچویں صورت:** کفار کی طرف مائل ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ (هود:۱۱۳)﴾ ایمان والو ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ترکنوا کا معنی یہ ہے کہ ان سے دوستی نہ کرو ان کا کہنا مت مانو۔ ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان کی طرف مائل مت ہو۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کفر و بدعت اور گناہوں سے کنارہ کشی کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ ان کی صحبت کفر یا گناہ ہے۔ ایک شاعر کے شعر کا معنی ہے کہ آدمی سے ان کے عقیدے کا سوال کرنے کے بجائے اس کے دوست کے بارے میں

معلوم کرو (عقیدہ خود ہی معلوم ہو جائے گا) اس لیے کہ آدمی اپنے دوست کے پیچھے چلتا ہے۔(تفسیر قرطبی:۹/۱۰۸)

ایک اور جگہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰکَ لَقَدۡ کِدۡتَّ تَرۡکَنُ اِلَیۡہِمۡ شَیۡئًا قَلِیۡلًا اِذًا لَّاَذَقۡنٰکَ ضِعۡفَ الۡحَیٰوۃِ وَ ضِعۡفَ الۡمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ عَلَیۡنَا نَصِیۡرًا (الاسراء:۷۴-۷۵)﴾ اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف کچھ مائل ہو جاتے (اگر ہوتا تو) ہم آپ کو چکھاتے دنیا و بعد مرگ دوگنا عذاب اور پھر آپ ہمارے خلاف کوئی مددگار نہیں پاؤ گے۔

استدلال: جب اللہ نے کفار سے دوستی کی یہ سزاء اشرف المخلوقات جناب محمد ﷺ کے لیے قرار دی ہے تو کیا درباری ملاّ۔شیوخ القرآن والحدیث علماء اور دیگر طاغوتی کفری قانون کے پیروکاروں اور دفاع کرنے والوں کی کیا سزاء ہوگی؟

⑥ **چھٹی صورت:** کفار کے سامنے سستی دکھانا۔ان سے نرمی کرنا۔اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡہِنُ فَیُدۡہِنُوۡنَ (القلم:۹)﴾ یہ چاہتے ہیں کہ آپ سستی کریں تو یہ بھی سستی کریں ......امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت کے ۱۲ معنی بیان کیے ہیں جن میں سے ایک معنی یہ بھی ہے کہ شرک کا رد نہ کریں حق چھپائیں تو مشرک آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کریں گے۔(احسن الکلام:۱۴۹۱)

موجودہ دور میں اس کو اکثر لوگ حکمت عملی کہتے ہیں حالانکہ یہ حکمت عملی نہیں بلکہ کفر و نفاق ہے۔یہ کہتے ہیں سختی و غصہ نہیں کرنا چاہیے اس کی وجہ سے معاملات خراب ہوتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں سستی و مداہنت نے تمام لوگوں کو کافر بنا دیا مداہنت سے حکمت عملی پیدا ہوتی ہے پھر اس سے جمہوریت پھر جمہوریت سے کفر، یہودیت، دہریت، نصرانیت، الحاد و ارتداد پیدا ہوتے ہیں جب صحیح عقیدہ بیان کیا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ متعصب لوگ ہیں کبھی کہتے ہیں متشدد ہیں۔ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر کفر اور جمہوریت کی تعریف کی جائے اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر متشدد ہو۔اسلام میں عزت ہے

جمہوریت میں نہیں ہے۔عمر رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے: ہم حقیر قوم میں تھے اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت دی اب اگر ہم اللہ کی دی ہوئی عزت کے علاوہ کسی اور ذریعے میں عزت تلاش کریں گے تو اللہ ہمیں ذلیل کردے گا۔(مستدرك حاكم: ٦٢/١ سند صحيح هے)

حقیقت یہ ہے کہ آج ہم اپنی عزت کفر و جمہوریت میں تلاش کرتے ہیں اسی لیے اللہ نے ہمیں ذلیل کیا ہے اس لیے کہ جس چیز (اسلام) کی وجہ سے اللہ نے ہمیں عزت دی تھی اسے ہم نے ترک کردیا ہے۔

⑦ **ساتویں صورت:** کفار کو راز دار دوست بنانا اللہ کا فرمان ہے: ﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لاَ يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالاً وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِىْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (آل عمران:١١٨)﴾ ایمان والو اپنے علاوہ کسی کو راز دار دوست مت بناؤ وہ تمہارے نقصان میں کمی نہیں کرتے وہ اس چیز کو پسند کرتے ہیں جو تمہیں مشقت میں ڈالتی ہے ان کے منہ سے نفرت ظاہر ہوگئی ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے ہم نے تمہارے سامنے آیات بیان کردی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو؟۔

علماء کہتے ہیں یہ آیت ان مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منافقوں کی تعریف کرتے تھے اور یہود سے بھی رشتہ داری کرتے تھے دوستی رکھتے تھے یا پڑوس کی وجہ سے تعلق رکھتے تھے۔اللہ نے آیات نازل کیں تاکہ اس سے رک جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کفر اور منافقت ان میں بھی آجائے۔(اسباب النزول للواحدی:٦٨)

اس دور کے طاغوتیوں کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کافر حکمرانوں سے دوستی کی کتنی کوشش کرتے ہیں بلکہ یہ دوستی یہود، نصاریٰ، کافر اور مرتد حکمرانوں سے تعلقات کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔حدیث میں آتا ہے: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا دیکھ کر دوستی کیا کرے۔(ابوداؤد۔ترمذی۔مسنداحمد)

⑧ **آٹھویں صورت:** کافروں کی اطاعت کرنا ان کے احکام بجالانا ان کے اشاروں پر

چلنا اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکھف:۲۸)﴾ اس کی بات نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

❶ دوسری جگہ فرمان ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (آل عمران:۱۴۹)﴾ ایمان والو اگر تم کافروں کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے تو تم خسارے میں رہو گے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ (الانعام:۱۲۱)﴾ شیاطین اپنے دوستوں کو وحی کرتے ہیں تاکہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو تم مشرک ہو گے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ: اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم مشرک ہو گے جب تم اللہ کے حکم اور شرع سے روگردانی کر لو گے کسی اور کے قول کی طرف جاؤ گے تو یہ شرک جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ (توبة:۳۱، ابن کثیر:۳/۳۲۲)﴾

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے قول کے مطابق جو شخص اللہ کے قانون پر بشری وضعی دستور وآئین یا جرگہ وپنچائیت کو ترجیح دیتا ہے تو یہ شرک ہے اور کرنے والا مشرک ہے درباری ملّا کہتے ہیں کہ یہ عمل شرک ہے مگر کرنے والے کو مشرک نہیں کہنا چاہیے اس کی مثال ایسی ہے کہ علم ایک عمل ہے مگر کرنے والے کو عالم نہیں کہنا چاہیے۔ گانا گانے والے کو گلوکار یا میراثی نہیں کہنا چاہیے یہ کفر کے دلائل اور ان خرافات کو برابر قرار دیتے ہیں۔

⑨ **نویں صورت:** ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور جب وہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے ہوں اس وقت ان کی مجلس میں موجود رہنا: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ اِنَّكُمْ اِذًا

مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا (النساء: ١٤٠)﴾ اللہ نے تم پر کتاب میں نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں (اگر تم بیٹھو گے) تو تم بھی انہیں کی طرح ہو جاؤ گے اللہ منافقین و کافروں کو جہنم میں اکھٹا کرے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں: (آیت کا مطلب ہے) کہ اگر تم اس آدمی کے پاس بیٹھ گئے جو اللہ کی آیات کے ساتھ کفر واستہزاء کرتا ہے اور تم سنتے رہتے ہو تو تم بھی انہی کی طرح ہو گے اگر تم اس حال میں ان کے پاس سے نہ اٹھے اس لیے کہ تم ان کے ساتھ بیٹھ کر اللہ کی نافرمانی کر رہے ہو جبکہ تم سن رہے ہو کہ اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے کفر کیا جا رہا ہے۔ آیت میں واضح دلالت ہے اس بات پر کہ اہل باطل کے ساتھ بیٹھنا منع ہے جس قسم کا بھی وہ کفر، بدعت اور فسق کرتے ہوں جب وہ اپنے باطل میں داخل ہوتے ہیں۔ (تفسیر طبری: ٥/٣٣٠)

حدیث میں بھی آتا ہے ان لوگوں کے گھروں میں مت داخل ہو جو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں الا یہ کہ تم رونے والے ہو اس بات پر کہ تمہیں وہ عذاب نہ پہنچے جو انہیں پہنچا ہے۔ (احمد۔ بخاری۔ مسلم)

❷ عبداللہ بن احمد: امام احمد رحمہ اللہ سے کتاب الزہد میں نقل کرتے ہیں کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہتے ہیں اللہ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کو وحی کی کہ اپنی قوم سے کہو میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہوں پر تم مت داخل ہوا کرو میرے دشمنوں والے کپڑے مت پہنا کرو میرے دشمنوں والی سواریوں پر سواری مت کیا کرو میرے دشمنوں والا کھانا مت کھایا کرو ورنہ تم بھی اسی طرح میرے دشمن ہو گے جس طرح وہ ہیں۔ (احمد۔ الجواب الکافی لابن قیم)

اس حدیث پر ہمارے دور کے فلمی ستاروں اور فیشن ایبل لوگوں کو غور کرنا چاہیے اور جمہوری طاغوتی لوگوں کو بھی اچھی طرح سوچنا چاہیے کہ یہ کفار کے ساتھ بیٹھتے ہیں ان کی طرح حلیہ بناتے ان کی طرح کپڑے پہنتے ہیں ان کے قانون کو پسند کرتے ہیں ان کی طرح کھاتے پیتے اور فیشن اپناتے ہیں کیا اس

حدیث کی رو سے یہ لوگ اللہ کے دشمن نہیں ہیں؟

⑩ **دسویں صورت:** کفار کے اداروں میں کام کرنا: جیسے منشی، چپراسی، افسری وغیرہ کام کہ یہ بھی ایک قسم کی مدد و دوستی ہے اور اللہ کا فیصلہ گزر چکا ہے کہ ﴿**فانہ منھم**﴾ افسری اور عہدہ یہ بھی ایک اعزاز ہے یہ کفر و ذلت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا لیکن افسوس کہ آج کل مرتدین کافروں کے بوٹ صاف کررہے ہیں کفار کی نوکری حاصل کرنے کے لیے رشوتیں دیتے ہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو منشی رکھا۔عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا۔افسوس کے اب مولوی اپنے مدارس رجسٹرڈ کرواتے ہیں اپنی سندیں (طاغوتی کفری) حکومت سے منظور کرواتے ہیں تاکہ یہ نوکری کے لیے قبول ہوجائیں۔ایسے علم پر لعنت۔

⑪ **گیارھویں صورت:** کفار کو دیانت دار کہنا: اللہ تعالیٰ نے انہیں خائن کہا ہے: ﴿**وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا** (آل عمران:۷۵)﴾ ان میں ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ انہیں ایک دینار کا امین بنائیں تو تمہیں نہیں دیں گے جب تک اس کے سر پر نہ کھڑے رہو۔ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ کفار بہت بڑے خائن ہیں انہیں امانت دار کہنا آیت کی تکذیب ہے۔

⑫ **بارھویں صورت:** ان کے اعمال پر راضی ہونا ان کی مشابہت اختیار کرنا ان کی طرح شکل وصورت کو پسند کرنا۔مشہور قاعدہ ہے کفر پر رضامندی کفر ہے اور حدیث ہے کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے۔(صحیح ، ابو داؤد۔طبرانی)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ مشابہت کرنے والا کافر ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿**وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ**﴾ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی بات کی طرح ہے کہ جس نے کفار کی زمین وعلاقے میں گھر بنایا اور ان کے ساتھ نوروز مہرجان مناتا رہا اور مرتے دم تک ان کی مشابہت کرتا رہا تو قیامت کے دن انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا یہ تشبہ مطلق پر محمول ہے یہ کفر کو

واجب کرتا ہے اور بعض کو حرام کرتا ہے۔

⑬ **تیرھویں صورت:** محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا کہ دوستی ومحبت خندہ پیشانی سے پیش آنے کو بھی کہتے ہیں۔ان کی عزت واحترام کرنا اس آیت کی تکذیب ہے ۔**ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم** ۔جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔جب کافر ذلیل ہے اللہ نے اسے ذلیل کہا ہے تو اسے عزت دینا آیت کی تکذیب ہے۔

⑭ **چودھویں صورت:** ان سے تعاون کرنا ان کے ظلم پر یا مدد کرنا:قرآن میں اللہ نے اس صورت کی دو مثالیں پیش کی ہیں ایک لوط علیہ السلام کی بیوی کی جو اپنی قوم کے ساتھ تھی ان کے طریقے پر عمل پیرا تھی ان کے قبیح فعل پر راضی تھی قوم کو مہمانوں کی اطلاع دیتی تھی۔دوسری مثال نوح علیہ السلام کی بیوی کی ہے وہ بھی یہی کرتی تھی۔(ابن کثیر:٦/٢١٠)

جب اللہ نے لوط علیہ السلام کی بیوی کو اس بنا پر کافر قرار دیا کہ وہ قوم کے ساتھ معاونت کرتی تھی قبیح فعل پر تو معلوم ہوا کہ کافر کے ساتھ مدد کرنا کفر ہے۔

⑮ **پندرھویں صورت:** کافر کی خیر خواہی چاہنا ان کی تعریف کرنا ان کے فضائل نشر کرنا:یہ صورت بھی آج کل طاغوتیوں کے دربار میں اچھی طرح دیکھی جاسکتی ہے اگر امریکہ یا کسی اور ملک کا کتا بھی یہاں آجائے تو مرتد حکومت اسے عالیجناب اور قابل قدر جیسے القاب سے نوازتی ہے ان کے فضائل ریڈیو،ٹی وی،اوراخبارات میں بیان کیے جاتے ہیں ایسا کرنا اسلام سے ارتداد ہے۔

⑯ **سولھویں صورت:** ان کی تعظیم کرنا انہیں عزت مآب جسے القاب سے نوازنا: جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ اللہ کے دشمن اور جہنم کے کتے آجائیں تو انہیں یہ لوگ تعظیم دیتے ہیں اور مرتد فوج سلامی دیتی ہے یا سر جھکاتی ہے یہ ارتداد ہے یہ موالات سے بھی زیادہ خطرناک ہے اس لیے کہ یہ اللہ کے دشمن کے آگے سجدہ کرنا ہے۔(تحفة الاخوان:١٩)

حدیث میں آتا ہے :یہود ونصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو اور جب راستے میں ملاقات

ہوجائے تو ان کے لیے راستہ تنگ کرو۔(مسلم۔ابو داؤد)

راستہ کیا ہے یہاں تو انہیں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں حفاظت کے لیے پولیس اور فوج کو سربسجود رکھا جاتا ہے کیا یہ کفر وارتداد نہیں ہے؟

⑰ **سترھویں صورت:** ان کے ساتھ رہنا ان کے گروہ میں اضافہ کرنا: جیسا کہ حدیث میں آتا ہے جس نے مشرک کے ساتھ موافقت کی اس کے ساتھ رہا تو وہ بھی اسی کی طرح ہے۔(ابو داؤد۔صحیح الجامع)

دوسری جگہ ارشاد ہے: مشرکوں کے ساتھ مت رہو ان سے موافقت مت کرو جو ان کے ساتھ رہا یا موافقت کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(مستدرك)

اس حدیث پر ان افغان یا دیگر ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو امریکہ و دیگر کفری ممالک جانے کے آرزومند ہیں کیا یہ مسلمان رہ سکتے ہیں یا نبی ﷺ کی امت میں رہ سکتے ہیں؟

⑱ **اٹھارویں صورت:** کفار کی تعظیم میں داخل ہونا ان کے لیے جاسوسی کرنا ان کا ساتھ دینا مسلمانوں کے خلاف قتال کرنا: یہ صورت سب سے زیادہ خطرناک ہے آج اکثر مرتدین اس صورت میں مبتلا ہیں ان کی تنظیم اور مسلک کی تعریف کرتے ہیں ان کو دعوت دیتے ہیں اکثر مجاہدین مسلمانوں کی جاسوسی نام نہاد مسلمان ہی کرتے ہیں مرتدین کو بتایا جاتا ہے پھر وہ امریکہ کے حوالے کرتے ہیں یہ ایسا کفر اور جرم ہے جو معاف نہیں ہوسکتا جہاں بھی جاسوس پکڑا جاتا ہے اس طرح ذبح کیا جاتا ہے کہ اوروں کے لیے عبرت بن جاتا ہے۔ مذکورہ صورتوں میں سیاسی تنظیموں کی مدد مارکسی ولینن امریکی تنظیمیں جرمن روم ایطالیا لندن یا دیگر مغربی کفری ملکوں کی طرف سے آتی ہیں بعض اسلامی تنظیمیں بھی کفر کی طرف سے طاقت حاصل کرتی ہیں یہ بھی مرتد شمار کی جائیں گی۔

⑲ **انیسویں صورت:** اسلام یا دارالاسلام سے بھاگ کر دارالحرب میں اس وجہ سے جا بسے کہ مسلمان صحیح نہیں ہیں یہ صورت بھی آج عملی طور پر بہت پائی جاتی ہے اکثر نام نہاد کلمہ گو کہتے ہیں کہ

اسلام اور مسلمان سخت ہیں ان سے کفری ممالک بہتر ہیں مسلمان چور ہیں کفار ایسے نہیں ہیں ۔ان سے محبت رکھتا ہے یہ بھی ارتداد کی ایک قسم ہے۔(الردة بين الامس واليوم:٣٣)

⑳ **بیسویں صورت:** وہ جماعتیں، گروہ پارٹیاں اور تنظیمیں جیسے :علمانیہ،الحادیہ،شیوعی، کمیونسٹ، اشتراکی ،ماسونی،شعلہ جاوید،خلقی ،پرچمی ،نیشنلزم،پیپلزم،افغان ملت اور دیگر ایسی تنظیمیں جو کفری ملکوں کی طرف سے بنائی گئی ہیں ان سے محبت رکھتی ہیں ان کے لیے قتال کرتی ہیں فعلی یا قولی اس میں شک نہیں کہ یہ ارتداد ہے۔(الردة بين الامس واليوم:٣٣)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ تمام صورتیں کفر وارتداد کی ہیں جب اخلاص ومحبت سے یہ صورتیں پوری کی جائیں ۔واللہ اعلم۔

مسائل اور ان کے جوابات

① **مسئلہ:** کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم طاغوت اور موجودہ حکومتوں کا دفاع کرتے ہیں ہم اس وجہ سے کافر نہیں ہوتے اس لیے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے بھی مشرکوں کا دفاع کیا تھا لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کافر نہیں کیا معلوم ہوا کہ کفری طاغوتی نظام کی حمایت مطلقاً کفر نہیں ہے؟

جواب حاطب رضی اللہ عنہ کا واقعہ کفار کی ولاء ودوستی کی وجہ سے ارتداد وکفر پر دلیل ہے اس کی تین وجوہ ہیں:

❶ عمر رضی اللہ عنہ کا قول : میں اس منافق کی گردن اڑادوں ۔ایک روایت میں ہے اس نے کفر کیا ہے۔ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بدر میں شریک نہیں تھا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : تھا۔لیکن اس نے عہد توڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آپ کے دشمنوں کی مدد کی۔

استدلال: اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی کفر وارتداد ہے۔

❷ دوسری وجہ: عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں اس کی گردن ماردوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تائید

ہے۔آپ ﷺ نے اس قول پر کچھ نہ کہا بلکہ حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف سے عذر پیش کیا۔معلوم ہوا کہ مشرکین سے دوستی کفر وارتداد ہے۔

❸ تیسری وجہ: حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میں نے یہ کفر وارتداد کے لیے نہیں کیا نہ ہی اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے کیا ہے۔یہ دلیل ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کی رائے میں بھی کفار سے دوستی کفر وارتداد ہے لہٰذا یہ واقعہ دلیل نہیں بن سکتا۔

۲ **مسئلہ**: کیا ایسے مرتد حکمرانوں نے جو مساجد تعمیر کروائی ہیں ان کے ائمہ کے پیچھے نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نصرت کی تین قسمیں ہیں تلوار،قول اور فعل کے ساتھ۔اگر ان تینوں میں کوئی بھی نہ ہوتو پھر جائز ہے اگر طاغوتی نظام کی تکثیر بھی اس سے نہ ہوتی ہو بلکہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس حکومت کی تنخواہ سے طاغوتی مرتد حکمران یا صدر جمہوری رئیس یا جمہوریت کو فائدہ پہنچ رہا ہو یا ان کے پاس فیصلہ نہ لیجاتا ہو۔

❶ یا ان کے قانون کا ماتحت نہ ہو۔

❷ یا مسلمان مجاہدین کے خلاف نہ ہو یا حرام اس میں نہ ہو بلکہ حرام پر اعانت نہ ہو۔

❸ یا مسلمانوں کی تذلیل نہ ہو۔

❹ یا مسلمان مجاہدین کے راز مرتدین کو نہ دیے جاتے ہوں۔

❺ یا ان کے خلاف حکومت ظلم میں مدد نہ کرتے ہوں تو پھر جائز ہے البتہ موجودہ مرتد حکومتیں ایسی نہیں ہیں یہ کسی عالم کو اس طرح نہیں رہنے دیتے بلکہ ان کے اشاروں پر اسے کام کرنا ہوتا ہے اسی لیے اوقاف کی مساجد میں امامت بھی ان کی کثرت میں اضافے کی کی ایک قسم ہے ان کے کفر پر رضامندی ہے ان کی تقویت کا سبب ہے ہم ایسے ائمہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان مرتدین کی نوکریاں چھوڑ دیں اللہ ان کو اس کا عوض دے گا۔اور اسباب مہیا کردے گا۔

③ **مسئلہ**: مرتد حکمران کے تابع اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب جماعت کی نماز تو نہیں چھوڑنی چاہیے اس لیے کہ اس نماز کی اہمیت زیادہ ہے بنسبت اکیلے نماز پڑھنے کے البتہ وہ امام جس کا ایسا کفر ثابت ہو چکا ہو جو ملت سے خارج کرنے والا ہو تو پھر جائز نہیں ہے مگر وہ امام جو مبتدع ہو گناہ گار ہو فاسق ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جو حکومتی امام ہیں اگر وہ مرتد حکمرانوں کے تابع ہیں ان کے قانون کی تابعداری کرتے ہیں ان کا رد نہیں کرتے اور طاغوتی نظام کی طرف سے خطبہ دیتے ہیں جبکہ ان پر کوئی دباؤ نہیں ہوتا۔ طاغوت کی قولی و فعلی مدد نہیں کرتا ان کی طرف دعوت نہیں دیتا حکومت کے لیے دعا نہیں کرتے تو پھر ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے لیکن ایسا امام جو طاغوتی جماعت کی کثرت کا سبب بن رہا ہو مداہنت و سستی سے کام لیتا ہو۔ حکومت کے اشارہ پر خطبہ دیتا ہو اس کے قانون کا دفاع کرتا ہو اس پر رد نہیں کرتا یا اس کے ساتھ قولی و فعلی مدد کرتا ہو یہ مرتد ہے اس کی اپنی نماز نہیں ہوتی لہٰذا اس کے پیچھے دوسروں کی کیسے ہوگی؟

حاصل کلام یہ ہے کہ خطیب و امام کی حالت دیکھنی ہوگی اگر حکومت کی طرف سے اس کی تنخواہ مقرر ہے اس کے قانون کے تابع ہے مرتدوں کے جنازے پڑھاتا ہے ان کے لیے عیدین پڑھاتا ہے تو یہ مرتد ہے یہ قولی و فعلی نصرت و مدد کر رہا ہے اس کا حکم پہلے گزر چکا۔

④ **مسئلہ**: موجودہ حکمرانوں اور جمہوریت پسندوں کی حکومت میں کام کرنے والوں کی بیواؤں اور بچوں کا حکم کیا ہے؟

جواب اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جمہوری اور طاغوتی حکمران کافر مرتد ہیں لیکن ان کی بیواؤں کے احکام علیحدہ ہیں اگر وہ بھی جمہوریت اور طاغوت میں ان کے ساتھ ہوں انہی کا عقیدہ رکھتے ہوں قولی و فعلی طور پر ان کا دفاع کرتی ہو تو پھر ان کا بھی وہی حکم ہے جو ان حکمرانوں کا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ان کا حکم مسلمانوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (فاطر:۱۸)﴾ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اگر ایک بوجھ دوسرے بوجھ کو آواز دے تو وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اگرچہ قریبی ہو۔

❷ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ(تحریم:۱۱) ﴾ اللہ نے مومنوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال دی ہے جب اس نے کہا اے میرے رب اپنے جنت میں میرے لیے گھر بنادے مجھے فرعون اوراس کے عمل اور ظالم قول سے نجات دے۔اس آیت میں ایک صالح عورت کا ذکر کیا ہے جو ایک خبیث آدمی کے نکاح میں تھی یعنی فرعون۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔اللہ کا فرمان ہے: ﴿ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ (الصافات:۲۲) ﴾ ان لوگوں کو جمع کرواوران کی بیویوں کواور جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی بیویوں کو مطلقاً جمع کیا جائے گا بلکہ صالح عورت کا کبھی شوہر گناہ گار ہوگا یا کافر جیسے فرعون کی بیوی۔(مجمع الزوائد:۷/۴۵)

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت سلف صالحین میں اگر غور کیا جائے تو ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ شوہر مرتد کافر پکڑا جائے مگر اس کی بیوی کو چھوڑ دیا جائے گا اس کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ کیا جائے گا اس لیے کہ اس کے ارتداد کا ثبوت نہیں ہے اس کی واضح مثال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی ہے جو ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھی یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا تھا یہ شادی اسلام سے قبل ہوئی تھی جب وحی آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعوت اس نے انکار کیا اور شرک پر برقرار رہا اور زینب مسلمان ہوگئیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور زینب اور ابوالعاص باقی رہ گئے جب بدر کا غزوہ ہوا تو قیدیوں میں ابوالعاص بھی لائے گئے۔زینب رضی اللہ عنہا نے ان کے فدیہ میں ایک ہار بھیجا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار پہچان لیا اسے واپس کردیا اور ابوالعاص کو بھی چھوڑ دیا مگر اس شرط پر زینب رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دے جب ابوالعاص چلے گئے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی انصاری کو مکہ بھیج دیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ لے آئیں بدر کے ایک ماہ بعد زینب رضی اللہ عنہا آگئیں۔یہ واقعہ اس بات پر دلیل ہے کہ جو عورت کافر مرتد کے نکاح میں ہو ہجرت کی طاقت نہ رکھتی ہو اسلام پر مضبوطی سے قائم ہو مسلمان اس کو چھڑانے کی

قدرت نہ رکھتے ہوں تو اس کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ کیا جائے گا۔

❸ اسی طرح شہر بن باذان کی بیوی جو اسود عنسی (مدعی نبوت کذاب) کی بیوی تھی اس نے شہر کو قتل کیا تو اس کی بیوی اس کے نکاح میں آئی وہ مسلمان تھی صحابیہ تھی اپنے اس شوہر کی نبوت کو نہیں مانتی تھی۔اسود عنسی کو اس ے چچازاد فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر اسود عنسی کی یہی بیوی اس کے قاتل فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئی اس عورت کا نام آزاد تھا بہت حسین،مومنہ صالحہ تھی۔(البداية والنهاية:٦/٣٠٨)

❹ اسی طرح مختار بن ابی عبید الثقفی کذاب کی دو بیویاں تھیں ام ثابت بنت سمرہ بن جندب اور عمرۃ بنت النعمان بن ثابت اس نے نبوت کے دعوی سے قبل ان سے نکاح کیا تھا جب مصعب بن عمیر رحمہ اللہ نے مختار کو قتل کر دیا تو اس کی دونوں بیویاں رہ گئیں مگر کسی نے ان پر کفر ارتداد کا حکم نہیں لگایا مگر جب مصعب بن عمیر رحمہ اللہ دونوں کو لے کر آئے اور ایک سے سوالات کیے تو اس نے کہا میں بھی وہی کہتی ہوں جو تم لوگ کہتے ہو اس کو چھوڑ دیا گیا۔دوسری سے سوال کیا گیا تو اس نے مختار کے بارے میں کہا اللہ اس پر رحم کرے صالح بندوں میں سے تھا۔اس کو جیل میں ڈال دیا گیا۔اور اس کے بھائی کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خط لکھا کہ کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ اس نے جواب دیا کہ میری بہن سے پوچھ لو اگر یہ مختار کو نبی مانتی ہے تو اسے جیل سے نکال کر قتل کر دو اسے قتل کر دیا گیا۔یہ واقعات اس بات کی دلیل ہیں کہ بیوی شوہر کی وجہ سے نہیں پکڑی جاتی مذکورہ آیات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں البتہ اگر بیوی شوہر کے ارتداد پر راضی ہو جیسے عمرۃ بنت نعمان بن بشیر مختار کی نبوت پر راضی تھی تو اس کو مرتد شمار کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ اگر یہ خاوندوں کی طرح مرتد ہوں تو انہیں بھی قتل کیا جائے گا۔اگر مسلمان اور لاعلم ہو تو انہیں دعوت دی جائے گی اگر مسلمان۔صالحات کمزور و مجبور ہوں تو ہم پر نصرت اور موالات واجب ہے۔

⑤ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جو انتخابات کے جواز کا فتویٰ دیتا ہے۔پہلے انتخابات کے کفر

ہونے ۳۰ دلائل اور مفاسد ذکر ہو چکے ہیں جب کوئی امام کسی مکفر کا ارتکاب نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ جو امام انتخابات کے جواز کفری نظام کے ساتھ مشارکت کا فتویٰ دیتا ہے یا تحاکم الیٰ الطاغوت کی دعوت دیتا ہے ان کا احترام کرتا ہے ایسی حکومت کے ساتھ قولی سیفی و فعلی تعاون کرتا ہے موالات کرتا ہے ایسا امام مرتد ہے اس کے پیچھے نماز حرام ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ((الجواب المفید فی ان المشارکة فی البرلمان و انتخاباته مناقضة للتوحید)) کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

خاتمہ

جو لوگ مرتد طاغوتی یعنی موجودہ حکمرانوں کی مدد کرتے ہیں چاہے مدد ہتھیاروں سے ہو، قول سے ہو یا فعل سے یہ سب مرتد ہیں ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے موجودہ حکمرانوں کے کافر و مرتد ہونے دلائل مختصراً یہ ہیں:

① اجماع: یہ اجماع ابن حزم رحمہ اللہ نے المحلیٰ: (۱۱/ ۱۳۸) میں شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن نے الدررالسنیہ (۱۵/ ۳۷۹) میں عبدالعزیز بن باز نے فتاویٰ (۱/ ۲۷۴) میں ذکر کیا ہے

② کتاب اللہ: (المائدہ: ۵۱، ۵۲، ۵۷)، (آل عمران: ۲۸)، (النساء: ۱۳۹)، (الحشر: ۱۱) (المائدہ: ۸۰، ۸۱)، (الانفال: ۷۳)، (آل عمران: ۱۴۹، ۱۵۰)، (محمد: ۲۵، ۲۶)، (النساء: ۷۶) (اعراف: ۱۷۵)، (النساء: ۹۷)، (البقرہ: ۲۵۶، ۲۵۷)، (النحل: ۳۶)، (الزمر: ۱۷)، (النسا: ۷۶))

③ سنت: حاطب بن ابی بلتعہ کا واقعہ (متفق علیہ)

❷ **عباس بن عبدالمطلب**: کان خرج مکرها مع المشرکین فی بدر. (سیرة ابن اسحاق وغیره)

❸ **حدیث**: من جامع المشرك (ابو داؤد و فیض القدیر للمناوی: ٦/ ١٤٤، ٨٦١٣)

❹ **حدیث جریر بن عبداللہ**: قال قال رسول الله انا بری من کل مسلم یقیم بین ظهرانی

المشركين. (الارواء:١٢٠٧،الصحيحة:٣٦٩، صحيح الجامع:١٤٦١)

❺ **حديث**:بهز بن حكيم عن ابيه عن جده ان النبی ﷺ قال لا يقبل الله من مشرك عملاً بعد ما اسلم او يفارق المشركين.(الارواء:١٢٠٧،الصحيحة:٣٦٩، صحيح الجامع:٧٧٤٨)

❻ **حديث**:جرير بايعت رسول الله ﷺعلى اقامة الصلاة وايتاء الزكاة والنصح لكل مسلم وعلى فراق المشركين.(سنن النسائی۔ التبیان:٦)

④ اقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم: قول عمر رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اوراس پر رسول ﷺ کااقرار۔ پہلے مذکورہوا ہے۔

❷ **قولِ حذیفہ** رضی اللہ عنہ:ليتق احدكم ان يكون يهوديا او نصرانيا وهو لايشعر فظناه يريد هذه الآية : **ياايها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود** ......المائدة:٥١، عبد بن حميد والتبيان:٦١) اپنے آپ ویہودی ونصاری بنانے سے بچاؤ ہم سمجھ گئے کہ مرادیہ آیت ہے﴿ **ياايها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود**......﴾

❸ **خالدبن ولید رضی اللہ عنہ کا واقعہ مجاعہ بن مرارہ کے ساتھ کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے کچھ فوجی گرفتار کرلیےان میں مجاعہ بن مرارہ بھی تھااس نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کی تابعداری نہیں کی تھی۔ میں مسلمان ہوں۔خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم نکل کرمیرے پاس کیوں نہ آئے یاتم نے ثمامہ رضی اللہ عنہ کی طرح بات کیوں نہ کی۔(التبیان:٦١)**

استدلال:مشرکوں میں مجاعہ کے رہنےان کی موافقت کرنے کوخالد نے ارتدادان کی جماعت کی کثرت کا سبب بننے کوبھی ارتداد میں شمارکیا۔

❹ **حدیث محمد بن عبدالرحمٰن ابولاسود صحیح بخاری میں ہے عکرمہ کہتے ہیں مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ جوان کی کثرت کا سبب بن رہے تھے رسول ﷺ کے دور میں**

مسلمانوں کی طرف سے تیر آتے ان کو لگتے اور وہ مارے جاتے اس پر آیت نازل ہوئی: ﴿**ان الذین توفتهم الملائکة ظالمی انفسهم**(التبیان: ٦١)﴾ جن لوگوں کو فرشتے (مرتے) فوت کرتے ہیں انہوں نے خود پر ظلم کیا ہو۔

استدلال: ان کے ساتھ مجاہدین نے کفار والا معاملہ کیا کہ ان پر تیر برسائے اور ان کا عذر قبول نہیں کیا گویا وہ مسلمان نہیں تھے۔ جو شخص کفار کے ساتھی اپنی مرضی سے رہتا ہو ان کی مدد کرتا ہو وہ کیسے مسلمان ہوگا؟

❺ واقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کو مرتد قرار دیا سجاح اور طلیحہ اور مانعین زکوۃ کے ساتھ قتال کیا ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنایا یہ نہیں کہا کہ ان کا عقیدہ نہیں تھا یا جحد یا استحلال کی قید ذکر کی ہو۔ انہوں نے شرعی قانون پر عمل کرلیا کہ جس نے بھی کفار کے ساتھ ہتھیار قول یا عمل سے مدد کی وہ انہی کی طرح مرتد کافر ہے۔

⑤ قیاس سے دلائل: صحیح حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ایک غازی تیار کیا گویا اس نے خود غزوہ کیا (مسلم۔ صحیح الجامع) اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو غازی قرار دیا جو غازی کی مدد کرتا ہے تو اس کے برعکس جو کافر کی مدد کرتا ہے قتال میں اس کا ساتھ دیتا ہے طاغوت کی راہ میں ۔ دوسری بات یہ کہ جو شخص مجاہدین کی مدد کرتا ہے اس کو ثواب ملتا ہے اسی طرح جو شخص کفر کی مدد کرتا ہے تو ان کا حکم اور عذاب اس کو بھی ملے گا۔

⑥ تاریخ سے دلائل: غزوہ بدر میں بعض مسلمان مشرکین کی کثرت کا سبب بن رہے تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: **ان الذین توفتهم الملائکة** ......

⑦ ۲۰۱ھ کا واقعہ ہے بابک الخرمی مسلمان تھا مگر مسلمانوں کے مقابلے پر مشرکین کا ساتھ دیا جنگ کے لیے نکل آیا امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے اس پر مرتد ہونے کا فتویٰ لگایا۔ امام میمونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (بابک الخرمی) ہمارے خلاف جنگ کے لیے نکل آیا

مشرکوں کا ساتھ دے رہا ہے اگر ایسا ہے تو مرتد ہے۔

⑧ چوتھا واقعہ: ۴۸۰ھ کا ہے۔ معتمد بن عباد اشبیلیہ کا حاکم ملوک اندلس میں سے تھا مسلمانوں کے مقابلے میں عیسائیوں سے مدد طلب کی اندلس میں سب یا اکثر مالکی علماء تھے سب نے اس کے ارتداد کا فتویٰ دیا اور اسے واجب القتل قرار دیا۔ (الاستقصاء: ۲/۷۵)

⑨ پانچواں واقعہ: ۷۰۰ھ تا تاریوں نے شام کے اسلامی ملک پر یلغار کی بعض مسلمانوں نے ان کی مدد کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان پر ارتداد کا فتویٰ لگایا۔ (الفتاویٰ: ۲۸/۵۳۰)

⑩ چھٹا واقعہ: ۶۶۱ھ صاحب الکرک المغیث بن عمر بن العادل نے ہلاکو چنگیز خان کے پوتے کو خط لکھا کہ تم لوگ میرے لیے مصر پر قبضہ کرلو ان سے مدد طلب کی تو ظاہر بیبرس نے اس بارے میں فقہاء سے فتویٰ طلب کیا علماء نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔

⑪ ساتواں واقعہ: ۹۸۰ھ میں محمد بن عبداللہ السعدی مراکش کے بادشاہ نے اپنے چچازاد مروان المعتصم باللہ کے مقابلے پر پرتگال کے کافر بادشاہ سے مدد طلب کی علماء نے اس کے ارتداد کا فتویٰ دیا۔ (الاستقصاء: ۳/۷۰)

⑫ آٹھواں واقعہ ۱۲۲۶ھ-۱۲۳۳ھ کے درمیان نجد کی زمین پر بعض مشرک لشکروں نے حملہ کر دیا بعض قبر پرستوں اور نام نہاد مسلمانوں نے ان کی مدد کی تو تمام علمائے نجد نے ان پر ارتداد کا فتویٰ لگا دیا۔ شیخ سلیمان بن عبداللہ نے اپنی کتاب الدلائل فی اثبات کفر ھولاء میں اس پر بارہ (۱۲) دلائل ذکر کیے ہیں۔

⑬ نواں واقعہ: چودھویں صدی کے دوران یہودیوں نے فلسطین پر قبضہ کرلیا بعض مسلمانوں نے ان کی مدد کی لجنۃ الفتویٰ بالازھر نے ان کے ارتدادا فتویٰ دیا۔ (التبیان: ۶۷)

⑭ دسواں واقعہ: چودھویں صدی کے آخر میں روس نے مسلم ملک پر حملہ کیا اور کچھ مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱/۲۷۴)

اور بھی دلائل ہیں جنہیں اختصار کی وجہ سے ترک کیا گیا ہے۔

دعا: اللہ میں نے یہ کتاب تیری رضا کے اور دین کی مدد کے لیے لکھی ہے اے اللہ تو احکم الحاکمین ہے تو جمہوریت پسندوں اور طاغوتیوں کو ہدایت دے۔اے اللہ جو ملّا ان طاغوتیوں کے لیے دن رات حمایت میں مصروف ہیں یہ کتاب ان کی ہدایت کا بھی ذریعہ بنا دے۔اے اللہ لوگ ہمیں دہشت گرد اور تکفیری کہتے ہیں اے اللہ یہ صرف تیرے دین کے خدمت گار ہیں طاغوتی حکمرانوں سے التجا ہے کہ اللہ کے عذاب سے ڈر جاؤ کفر وارتداد سے توبہ کرلو اللہ کے دین کی مدد کرو۔اسمبلی میں جانے والے علماء سے درخواست ہے کہ اس ارتداد میں خود کو تباہ نہ کریں اللہ کے دین کی خدمت کریں ان مرتدین کے خلاف اللہ کی راہ میں جہاد کریں لوگوں کے سامنے دین اسلام کی خوبیاں بیان کریں اور جمہوریت ،یہودیت ،نصرانیت ،کمیونزم ،اور دہریت کے علمبرداروں کا مقابلہ کریں معاشرے کو اسلام کی روشنی سے منور کریں کیا یہ آیات آپ کو نہیں معلوم:

﴿واذا اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیینه للناس ولا تکتمونه فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون﴾

جب اللہ نے اہل کتاب سے پختہ وعدہ لیا کہ اس کتاب کو بیان کرو لوگوں کے سامنے اسے مت چھپاؤ (مگر) انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور اس پر پیسے لیے بہت برا ہے وہ جو خریدتے ہیں۔

اسلام کے ٹھیکیدارو!

﴿لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون﴾

بنی اسرائیل میں سے کافر ہونے والوں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ وہ نافرمان اور حد سے گزرنے والے تھے۔جن یہود و نصاریٰ پر اللہ نے لعنت کی اس کا سبب نافرمانی

اور ترک دعوت تھا۔

علماء کرام ان آیات کو مدنظر رکھیں ﴿اء منتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور ﴾ کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے وہ جوش مار رہی ہو گی۔ وہ کام کریں کہ لوگ آپ کی اقتداء کریں اللہ سے ڈر جائیں اللہ کا یہ فرمان نہ بھولیں :[لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا ما لا تفعلون] وہ بات کیوں کرتے ہو جو کرتے نہیں اللہ کے ہاں یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ جو کہتے وہ کرتے نہیں۔

سیاسی جماعتوں سے :تم نے آج اسلام کو جمہوریت بنالیا ہے اللہ کے دربار میں اس کا کیا عذر پیش کرو گے کہ اسلامی شریعت کو کفر سے بدل دیا۔ دن رات اس کفر کے نفاذ کے لیے کوشاں ہو۔ یہود ونصاریٰ کے اشاروں پر ناچ رہے ہو۔ جمہوریت اور طاغوت سے توبہ کرلو صحیح ایمان لاؤ اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔

ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تومنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلک خیر لکم ان کنتم تعلمون

کیا تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں درناک عذاب سے نجات دیدے اللہ ورسول پر ایمان لاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لااله الا انت استغفرك واتوب اليك

وانا العبد الاحقر الافقر **ابوعبدالرحمن عبداللہعمر الاثری** قاتل المرتدین فی جبال الجهاد هندو كش(١٠/٣/٢٠٠٧)(٢٠/صفر المظفر - ١٤٢٨ھ)۔

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.tk

email: info@muwahideen.tk